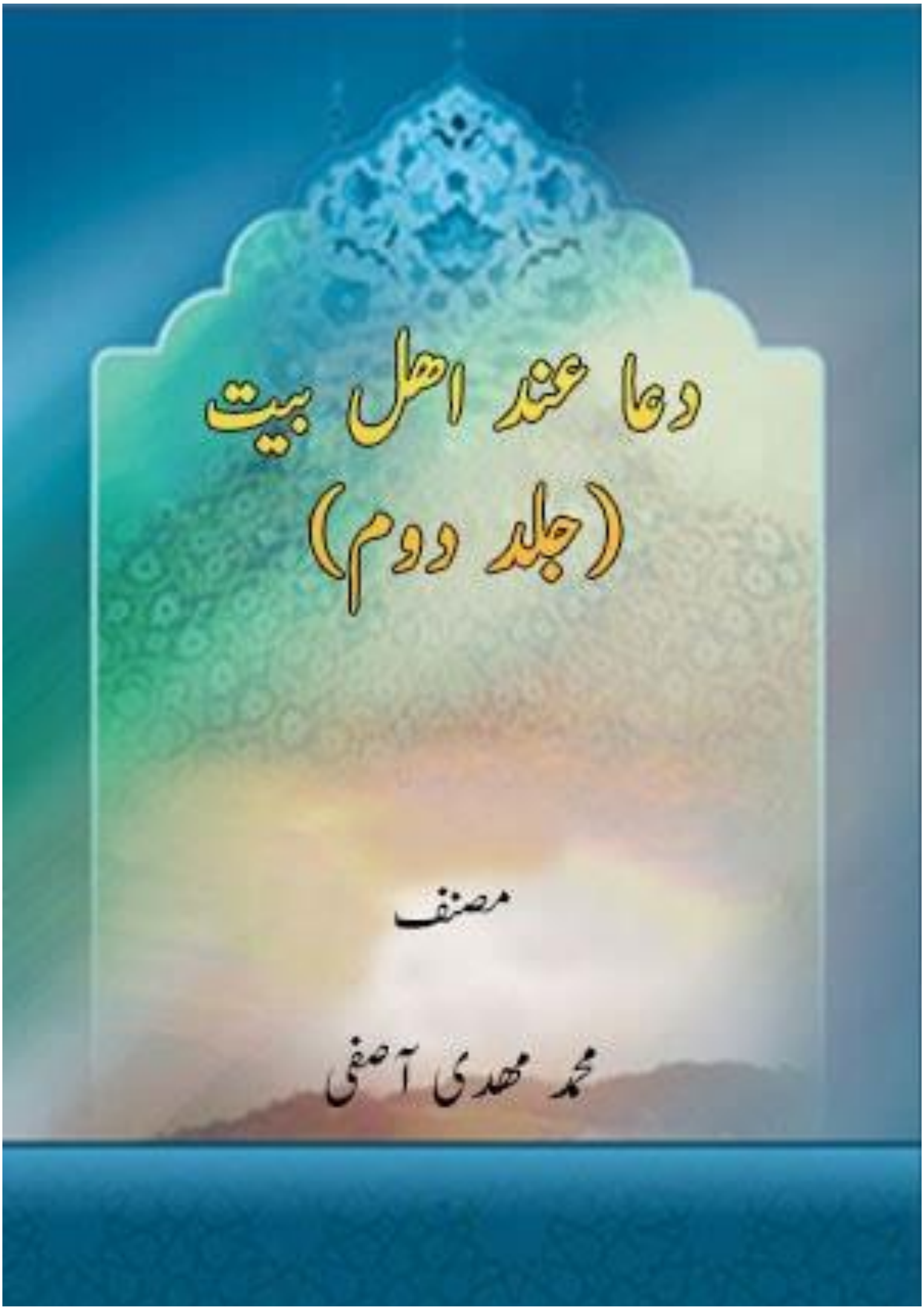
دعا عند اهل بیت
(جلد دوم)
مصنف
محمد مهدی آصفی

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

دعا عند اهل بیت (جلد دوم)

محمد مهدی آصفی

مترجم: سید ضرغام حیدر نقوی

دعا میں خدا سے کیا مانگنا چاہئے اور کیا نہیں مانگنا چاہئے

اس مقام پر دعاء کے سلسلہ میں دو اہم سوال درپیش ہیں:

۱۔ہمیں دعا کرتے وقت خدا سے کن چیزوں کو مانگنا چاہئے ؟

۲۔اور دعا میں خداوندعالم سے کن چیزوں کا سوال نہیں کرنا چاہئے ؟

۱۔دعا میں خدا سے کیا مانگنا چاہئے ؟

ہم پہلے سوال سے اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہیں کہ دعا کرتے وقت اللہ سے کو نسی چیزیں مانگنا سزوار ہے؟

بیشك بندے کا اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنا دعا کہلاتا ہے۔بندے کی ضرورت اور حاجت کی کوئی انتہا نہیں ہے جیسا کہ خداوندعالم کے غنی سلطان اور کرم کی کوئی انتہا نہیں ہے ۔

دونوں لاتناہی چیزوں کے جمع ہونے کو دعا کہا جاتا ہے ۔

یعنی بندے کی ضرورت کی کوئی انتہا نہیں ہے اور خداوندعالم کے غنی اور کریم ہو نے کی کوئی انتہا نہیں ہے اس کے ملك کے خزانے ختم نہیں ہوتے، اسکی سلطنت اوراس کی طاقت کی کوئی حد نہیں، اس کے جودو کرم کی کوئی انتہا نہیں، اسی طرح بندے کی حاجت وضرورت کمزوری اور کوتا ہی کی کوئی انتہا نہیں ہے ان تمام باتوں کے مد نظر ہم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم دعا میںخداوندعالم سے کیا طلب کریں ؟

۱۔دعا میں محمد وآل محمد(ص) پر صلوات

دعا میں سب سے اہم نقطہ خداوندعالم کی حمد وثنا کے بعد مسلمانوں کے امور کے اولیاء محمد و آل محمد پر صلوات بھیجنا ہے ۔

اور اسلامی روایات میں اس صلوات پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے جس کا سبب واضح وروشن ہے بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے دعا کو مسلمانوں اور اور ان کے اولیاء کے درمیان ایک دوسرے سے رابطہ کا وسیلہ قرار دیا ہے اور وہ ولا و محبت کی رسی کو بڑی مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہیں جس کو اللہ نے مسلمانوں کے لئے معصوم قرار دیا ہے صلوات، ان نفسی رابطوں میں سے سب سے اہم سبب کا نام ہے بیشک محبت کے حلقے (کڑیاں) اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان ملی ہوئی ہیں اور رسول اللہ اور اہل بیت علیہم السلام کی محبت ان کی سب سے اہم کڑیاں ہیں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اللہ کی محبت کی کڑی میں واقع ہے اہل بیت علیہم السلام کی محبت رسول اللہ (ص)کی محبت کی کڑی میں واقع ہے اس محبت کی تاکید اور تعمیق خداوند عالم کی محبت کی تاکید کا جزء ہے نیز خداوند عالم کی محبت کی تعمیق کا جزء ہے یہ معرفت کا ایسا وسیع باب ہے جس کو اس مقام پر تفصیل سے بیان نہیں کیا جا سکتا اور اس سلسلہ میں ہم کما حقہ گفتگو نہیںکر سکتے ہیںشاید خداوند عالم ہم کو کسی اور مقام پر اسلامی ثقافت اور اسلامی امت کی تکوین کے سلسلہ میں اس اہم اور حساس نقطہ کے سلسلہ میں گفتگو کی توفیق عنایت فرمائے ۔

اس مطلب پر اسلامی روایات میں بہت زور دیا گیا ہے ۔ہم اس موضوع سے متعلق بعض روایات کو ذیل میں بیان کر رہے ہیں ۔

اور ان میں سب سے عظیم خداوند عالم کا یہ فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُواصَلُّواعَلَيْهِ وَسَلِّمُواتَسْلِيمًا ﴾ (۱)

"بیشک اللہ اور اس کے ملائکہ رسول پر صلوات بھیجتے ہیں تو اے صاحبان ایمان تم بھی ان پر صلوات بھیجتے رہو اور سلام کرتے رہو" حضرت رسول خدا (ص) سے مروی ہے: الصلاة عليّ نورعلى الصراط(۲)

"مجھ پر صلوات بھیجنا پل صراط کے لئے نور ہے" یہ بھی رسول اسلام (ص) کا ہی قول ہے: انّ ابخل الناس مَنْ ذُكرت عنده،ولم يصلّ عليّ(۳)

"سب سے بخیل انسان وہ ہے جس کے پاس میرا تذکرہ کیا جائے اور وہ مجھ پر صلوات نہ بھیجے"

عبد اللہ بن نعیم سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا جب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں تو میں اپنے پاس محمد وآل محمد پر صلوات بھیجنے کے علاوہ کوئی اور دعا نہیں پاتا تو آپ نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ اس سے افضل اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی ہے "حضرت امام باقر اور امام صادق علیہما السلام سے مروی ہے: اثقل مايُوزن في الميزان يوم القيامة الصلاة علىٰ محمّد وآل محمّد "قیامت کے دن میزان میں سب سے زیادہ وزنی چیز محمد وآل محمد پر" صلوات ہوگی(۴)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں: اذاكانَ لكَ اِلىٰ الله سُبحَانَهُ حَاجَة فَابدَاْ بِمَسالَةِ الصَّلَاةِ عَلىٰ رَسُولِهِ ثُمَّ سَل حَاجَتُكَ؛فَاِنَّ اللهَ اَكرَمُ مِن اَن يُسالَ حَاجَتَينِ ،فَيَقضِىٰ اِحدَاهُمَاوَيَمنَعَ الأُخرىٰ(۵)

"جب تم خداوندعالم سے کوئی حاجت طلب کرو تو پہلے محمد وآل محمد پر صلوات بھیجو اس کے بعد اس سے سوال کرو بیشک خداوندعالم سب سے زیادہ کریم ہے کہ اس سے دو حاجتیں طلب کی جائیں اور وہ ان میں سے ایک کو پورا کردے اور دوسری کو پورا نہ کرے" انبیاء ومرسلین اور ان کے اوصیاء کی دعائیں اسی طرح کی دعائیں ہیں۔

عام طور پر تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کے اوصیاء پر صلوات وسلام وارد ہوتے ہیں یا اہل بیت علیہم السلام سے ماثورہ دعاؤں میں مشخص ومعین اور نام بنام ان پر صلوات وسلام وارد ہوئے ہیں اور ان میں وارد ہونے والی ایک دعا (عمل ام داؤد)ہے جو رجب کے مہینہ میں ایام بیض کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہے اور وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔

---

۱ سورۂ احزاب آیت/ ۵۶۔ ۲ کنز العمال حدیث / ۲۱۴۹۔ ۳ کنز العمال حدیث/ ۲۱۴۴۔ ۴ بحارالانوار جلد ۷۱۔ صفحہ/ ۳۷۴۔ ۵ نہج البلاغہ حکمت ۳۶۱۔

محمد وآل محمد (ص) پر صلوات بھیجنے کے چند نمونے صحیفہ سجادیہ میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ھیں : ربِّ صلِّ علی محمّد وآل محمّد،المنتجب،المصطفیٰ المکرّم،المقرّب افضل صلواتک وبارک علیہ اتمّ برکا تک،وترحّم علیہ امتع رحماتک

ربِّ صلِّ علی محمّد وآلہ صلاۃ زاکیۃ لاتکون صلاۃ ازکیٰ منھا و صلِّ علیہ صلاۃ نامیۃلاتکون صلاۃانمیٰ منھاوصلِّ علیہ صلاۃراضیۃ لاتکون صلاۃ فوقھاربِّ صلِّ علی محمّد صلوۃ تُرضیہ وتزید علی رضاہ وصلِّ علیہ صلاۃ تُرضیک وتزید علی رضاک وصلِّ علیہ صلاۃ لاترضیٰ لہ الّاَبھا ولاتریٰ غیرہ لھااھلا ربِّ صلِّ علیٰ محمّد وآلہ صلاۃتنتظم صلوات ملائکتک وانبیائک ورسلک واھل طاعتک

"خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما جو منتخب ،پسندیدہ ، محترم اور مقرب ہیں۔ اپنی بہترین رحمت اور ان پر برکتیں نازل فرما اپنی تمام ترین برکات ، اور ان پر مہربانی فرما اپنی مفید ترین مہربانی خدایا محمد وآل محمد پر وہ پاکیزہ صلوات نہ ہو اور وہ مسلسل بڑھنے والی رحمت جس سے زیادہ بڑھنے والی کوئی رحمت نہ ہو ۔ان پر وہ پسندیدہ صلوات نازل فرما جس سے بالاتر کوئی صلوات نہ ہو ۔خدایا محمد وآل محمد پر وہ صلوات نازل فرما جس سے انہیں راضی کردے اور ان کی رضامندی میں اضافہ کردے اپنے پیغمبر پر وہ صلوات نازل فرما جو تجھے راضی کردے اور تیری رضا میں اضافہ کردے ۔ان پر وہ صلوات نازل فرما جس کے علاوہ ان کے لئے کسی صلوات سے تو راضی نہ ہو اور اس کا ان کے علاوہ کوئی اہل نہ سمجھتا ہو ۔۔۔خدایا محمد وآل محمد پر وہ صلوات نازل فرما جو تیرے ملا ئکہ ،انبیاء و مرسلین اور اطاعت گذاروں کی صلوات کو سمیٹ لے "

۲۔ مومنین کے لئے دعا

خداوندعالم کی حمد وثنا اور محمد وآل محمد انبیاء اور ان کے اوصیاء پر درودو سلام بھیجنے کے بعد سب سے اہم چیز مومنین کے لئے دعا کرنا ہے یہ دعا ،دعا کے اہم شعبوں میں سے ہے اس لئے کہ مومنین کے لئے دعا کرنا اس روئے زمین پر ہمیشہ پوری تاریخ میں ایک مسلمان کو پوری امت مسلمہ سے جوڑے رہی ہے جس طرح محمد وآل محمد پر صلوات خداوندعالم کی طرف سے نازل ہونے والی ولایت کی رسی کے ذریعہ جوڑے رہی ہے۔

اس رابط کو دعا ایک طرف فردا ور امت کے درمیان جوڑتی ہے اور ان سے رابطہ قائم کرنے والے تمام افراد کے درمیان اس رابطہ کو جوڑتی ہے یہ رابطہ سب سے بہترین وافضل رابطہ ہے اس لئے کہ اس علاقہ وتعلق سے انسان اللہ کی بارگاہ میں جاتا ہے اور یہ تعلق ولگاؤ اس کو ہمیشہ خدا سے جوڑے رہتا ہے اور وہ خدا کے علاوہ کسی اور کو نہیں پہچانتا اور یہ اللہ کی دعوت پر لبیک کہنا ہے ۔یہ دعا دو طریقہ سے ہوتی ہے :عام دعا کسی شخص کو معین اور نام لئے بغیر دعا کرنا ۔

دوسرے نام بنام اور مشخص ومعین کرنے کے بعد دعا کرنا ۔ اور ہم انشاء اللہ ان دونوں قسموں کے متعلق بحث کریں گے :

۱۔عام مومنین کے لئے دعا

اس طرح کی دعا کو اللہ دوست رکھتا ہے ، اس کو اسی طرح مستجاب کرتا ہے خدا وند عالم اس سے زیادہ کریم ہے کہ وہ بعض دعا کو قبول کرے اور بعض دعا کو رد کردے۔

دعا کا یہ طریقہ عام مومنین کے لئے ہے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور طول تاریخ میں روئے زمین پر امت مسلمہ کے ایک ہونے کی نشاندہی کرتاہے اور ہمارے تعلقات کو اس خاندان سے زیادہ مضبوط ومحکم کرتا ہے ۔

ہماری زندگی میں دعا کے دو کردار ہیں :پہلا کردار یہ ہے کہ ہم اللہ سے رابطہ قائم کرتے ہیں ۔

دوسرا کردار یہ ہے کہ طول تاریخ میں روئے زمین پر ایمان لانے والی امت مسلمہ سے ہمارا رابطہ ہوتا ہے ۔

دعا کے اس بلیغ طریقہ پر اسلامی روایات میں بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور یہ وارد ہوا ہے کہ خداوند عالم دعا کرنے والے کو اس کی بزم میں حاضر ہونے والے تمام مومنین کی تعداد کے مطابق نیک ثواب دیتا ہے ،اس دعا میں شامل ہونے والے ہر مومن کی اس وقت شفاعت ہوگی جب خدا اپنے نیک بندوں کو گناہگار بندوں کی شفاعت کرنے کی اجازت دے گا ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا :

مامن مومن دعا للمومنين والمومنات إلّاردّالله عليه مثل الذي دعا لهم به من كلّ مومن ومومنة ،مضى مِنْ اوّل الدهراو هوآت الیٰ يوم القيامة وانّ العبد ليومر به الیٰ النار يوم القيامة فيسحب،فيقول المومنون والمومنات:ياربّ هٰذا الذيكان يدعوالنافشفعنافيه،فيشفعّهم الله عزَّوجلَّ، فينجو [۱]

"جو مومن بھی زندہ مردہ مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کے لئے دعا کرے گا خداوند عالم اس کیلئے ہر مومن و مومنہ کے بدلے خلقت آدم سے قیامت تک نیکی لکھے گا ۔

بیشک قیامت کے دن ایک انسان کو دوزخ میں ڈالے جانے کا حکم دیا جائیگا تو اس کو کھینچا جائیگا اس وقت مومن و مومنات کہیں گے یہ وہی شخص ہے جو ہمارے لئے دعا کرتا تھا لہٰذا ہم کو اس کے سلسلہ میں شفیع قرار دے تو خداوند عالم ان کو شفیع قرار دے گا جس کے نتیجہ میں وہ شخص نجات پا جائیگا " امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :

مَنْ قال كلّ يوم خمسا و عشرين مرة :اللهم اغفرللمومنين والمومنات والمسلمين والمسلمات كتب الله له بعددكل مومن وضیٰ وبعددكل مومن ومومنة بقي الیٰ يوم القيامة حسنة ومحا عنه سيئة ورفع له درجة [۲]

"جس نے ایک دن میں پچیس مرتبہ اللهم اغفرللمومنين والمومنات والمسلمين والمسلمات کہا ،تو خداوند عالم ہر گزشتہ اور قیامت تک آنے والے مومن اور

۴،حدیث / ۱)اصول کافی / ۵۳۵ ،آمالی طوسی جلد ۲ صفحہ ۹۵ ،وسائل الشیعہ جلد ۱۱۵۱) ۸۸۸۹ ۔ /

۱۱۵۱ ،حدیث ۸۸۹۱ ۔ / ۲)ثواب الاعمال صفحہ ۸۸ ؛وسائل الشیعہ جلد ۴)

مومنہ کی تعداد کے مطابق اس کے لئے حسنات لکھے گا اور اس کی برائیوں کو محو کردے گا اور اس کا درجہ بلند کرے گا "

ابو الحسن حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے: مَنْ دعالإخوانه من المومنين والمومنات والمسلمين والمسلمات وكّل الله به عن كل مومن ملكا يدعو له [۱]

"جس نے مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات کے لئے دعا کی تو خداوندعالم ہر مومن پر ایک ملک کو معین فرمائے گا جو اس کے لئے دعا کرے گا" ابو الحسن الرضا علیہ السلام سے مروی ہے:

مامن مومن يد عوللمومنين والمومنات والمسلمين والمسلمات، الاحياء منهم والاموات،الّاكتب اللّٰهُ لهُ بكُلِّ مومن ومومنة حسنة،منذ بعث اللّٰه آدم الىٰ ان تقوم الساعة [۲]

"جو مومن بھی زندہ مردہ مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کیلئے دعا کرے گا خداوند عالم اس کیلئے ہر مومن اور مومنہ کے بدلہ خلقت آدم سے قیامت تک ایک نیکی لکھے گا"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباؤاجداد سے اور انہوں نے حضرت رسول خدا (ص) سے نقل کیا ہے:مامن مومن اومومنة ،مضىٰ من اوّل الدهر،او هوآت الىٰ يوم القيامة،الّا وهم شفعاء لمن يقول فى دعائه:اللهم اغفرللمومنين والمومنات، وان العبدليومر به الى النار يوم القيامة،فيُسحب فيقول المومنين والمومنات:

---

(۱)وسائل الشیعہ جلد ۴ ، حدیث ۸۸۹۳ ، ۱۱۵۲

(۲)وسائل الشیعہ جلد ۴، حدیث / ۸۸۹۴ ، ۱۱۵۲

یاربّنا هذاالذي کان یدعولنافشفّعنافیه فیشفّعهم الله ،فینجو [۱]

"جو مومن مردیا مومن عورت زمانہ کے آغاز سے گذر چکے ہیں یا قیامت تک آنے والے ہیں وہ اس شخص کی شفاعت کرنے والے ہیں جو یہ دعا کرے :خدایا مومنین و مومنات کو بخش دے اور قیامت کے دن انسان کو دوزخ میں ڈالے جانے کا حکم دیا جائیگا تو اس وقت مومنین و مومنات کہیں گے پروردگار عالم یہ ہمارے لئے دعا کیا کرتا تھا لہٰذا اس کے سلسلہ میں ہم کو شفیع قرار دے تو خداوند عالم ان کو شفیع قرار دے گا جس کے نتیجہ میں وہ شخص نجات پا جائے گا "

ابو الحسن الرضا علیہ السلام سے مروی ہے:

مامن مومن یدعو للمومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات، الاحیاء منهم والاموات،الّا رد اللهُ علیه من کُلِّ مومن ومومنة حسنة،منذ بعث الله آدم الیٰ ان تقوم الساعة [۲]

"جو شخص زندہ مردہ مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کے لئے دعا کرتا ہے تو خداوند عالم اس کیلئے ہر مومن اور مومنہ کے بدلہ خلقت آدم سے قیامت تک ایک نیکی لکھے گا "

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبا و اجداد سے انہوں نے حضرت رسول خدا (ص) سے نقل کیا ہے :

مامن عبد دعاء للمومنین والمومنات الاّردّالله علیه مثل الذي دعا لهم من کلّ مومن ومومنة،مضیٰ من اوّل الدهر،او هوآت الیٰ یوم القیامة،وان العبد لیومر به الی الناریوم القیامة،فیُسحب فیقول المومنین والمومنات: یاربّناهذاالذی

---

۱)امالی صدوق صفحہ ۲۷۳؛بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۵۔)

۲)ثواب الاعمال صفحہ/۱۴۶،بحارالانوار جلد ۹۳/صفحہ ۳۹۶۔)

كان يدعولنا فشفّعنافيه فيشفّعهم الله ، فينجومن النار [1]

"جو مومن مردیا مومن عورت زمانہ کے آغاز سے گذر چکا ہے یا قیامت تک آنے والا ہے وہ اس شخص کی شفاعت کرنے والا ہے جو یہ دعا کرے: خدایا مومنین و مومنات کو بخش دے اور قیامت کے دن اس انسان کو دوزخ میں ڈالے جانے کا حکم دیا جائیگا تو اس وقت مومنین و مومنات کہیں گے پروردگار عالم یہ ہمارے لئے دعا کیا کرتا تھا لہٰذا اس کے سلسلہ میں ہم کو شفیع قرار دے تو خداوند عالم ان کو شفیع قرار دے گا جس کے نتیجہ میں وہ شخص نجات پا جائے گا "

امام جعفر صادق رسول خدا سے نقل فرماتے ہیں :

اذا دعا احدكم فليعمَّ فإنّه اوجب للدعاء [2]

"جب دعا مانگو تو سب کیلئے دعا مانگو کیونکہ اس طرح دعا ضرور قبول ہوتی ہے "

ابو عبد اللہ الصادق علیہ السلام سے مروی ہے: جب انسان کہتا ہے: اللهم إغفرللمومنين والمومنات والمسلمين والمسلمات الاحياء منهم وجميع الاموات ردّ الله عليه بعدد مامضى ومَنْ بقي من كلّ انسان دعوة [3]

"پروردگار تمام زندہ مردہ مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کو بخش دے تو خداوند عالم اس کے گذشتہ اور آئندہ انسانوں کی تعداد کے برابر نیکی لکھ دیتا ہے "

---

۱)ثواب الاعمال صفحہ / ۱۴۷،بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ / ۳۸۶ ۔)

۲)ثواب الا عمال صفحہ / ۱۴۷ ۔بحار الا نوار جلد ۹۲ صفحہ / ۳۸۶ ۔)

۳)فلاح السائل صفحہ / ۴۳ ۔بحار النوار جلد ۹۳ صفحہ / ۳۸۷ ۔)

عمومی دعا کے کچھ نمونے

ہم ذیل میں اہل بیت علیہم السلام سے ماثورہ دعاؤں میں عام دعا کے سلسلہ میں کچھ نمونے پیش کرتے ہیں:

اللهم اغنِ كُلَّ فَقِيرٍ،اللهم اشبِع كُلَّ جَائِعٍ ،اللهم اكسُ كُلَّ عُريَانٍ، اللهم اقضِ دَيْنَ مِنْ كُلِّ مَدِيْنٍ اللهم فَرِّجْ عَنْ كُلِّ مَكْرُوْبٍ اللهم رُدَّ كُلَّ غَرِيْبٍ اللهم فُكَّ كُلَّ اَسِيرٍ،اللهم اَصلِح كُلِّ فَاسِدٍ مِن اُمُورِ المُسلِمِينَ،اللهم اشفِ كُلَّ مَرِيضٍ، اللهم سُدَّ فَقرَنَا بِغِنَاكَ،اللهم غَيِّرسُوءَ حَالَنَا بِحُسنِ حَالِكَ،وَصَلَّ اللهُ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ

"خدایا تو ہر فقیر کو غنی بنادے، خدایا تو ہر بھوکے کو سیر کردے، خدایا توہر برہنہ کو لباس پہنا، خدایا تو ہر قرضدار کا قرض ادا کردے، خدایا ہر غمگین کے غم کو دور کر، خدایا ہر مسافر کو اس کے وطن پہنچادے، خدایا ہر اسیر کو آزاد کر، خدایا مسلمانوں کے جملہ فاسد امور کی اصلاح فرما، خدایا ہر مریض کو شفا عطا کر، خدایا ہمارے فقر کو اپنی مالداری سے درست کردے، خدایا ہماری بد حالی کو خوش حالی سے بدل دے، خدایا ہمارے قرض کو ادا کردے اور ہمارے فقر کو مالداری سے تبدیل کردے اور محمد اور ان کی آل پاک پر صلوات بھیج"

ان ہی نمونوں میں سے ہے:

اللهم وتفضّل على فقراء المومنين والمومنات بالغنىٰ والثروة،وعلىٰ مرضى المومنين والمومنات بالشفاء والصحة ،وعلىٰ احياء المومنين والمومنات باللطف والكرامة وعلىٰ اموات المومنين والمومنات بالمغفرة والرحمة وعلىٰ مسافرالمومنين والمومنات بالردّ الىٰ اوطانهم سالمين غانمين برحمتک ياارحم الراحمين وَصَلَّ اللهُ عَلىٰ سيدنامُحَمَّدٍخاتم النبيين وعترته الطَّاهِرِيْنَ

"خدایا مومنین اور مومنات فقراء کو اپنے فضل سے دولت و ثروت عطا کر، بیمار مومنین اور مومنات کو شفا و صحت عطا کر، زندہ مومنین اور مومنات پر لطف و کرم فرما، مردہ مومنین و مومنات پر بخشش و رحمت عطا فرما، اپنی رحمت سے مسافر مومنین و مومنات کو ان کے وطن میں صحیح و سالم واپس لوٹا اور ہمارے سید و سردار محمد خاتم النبیین اور ان کی آل پاک پردرود وسلام ہو"

صحیفہ سجادیہ میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

اللھم وصلّ علیٰ التابعین منایومنا ھذا الیٰ یو م الدین وعلی ازواجھم وعلیٰ ذرِّیاتھم وعلیٰ مَنْ اطاعک منھم صلواۃً تعصمھم بھا من معصیتک وتفسح لھم فی ریاض جنتک وتمنعھم بھا من کید الشیطان وتعینھم بھا علیٰ مااستعانوک علیه من برّ وتقیھم طوارق اللیل والنھار الاّ طارقا یطرق بخیرٍ

"خدایا ان تمام تابعین پر آج کے دن سے قیامت کے دن تک مسلسل رحمتیں نازل کرتے رہنا اور ان کی ازواج اور اولاد پر بھی بلکہ ان کے تمام اطاعت گذاروں پر بھی وہ صلوات و رحمت جس کے بعد تو انہیں اپنی معصیت سے بچا لے اور ان کے لئے باغات جنت کی وسعت عطا فرما دے اور انہیں شیطان کے مکر سے بچا لے اور جس نیکی پر امداد مانگیں ان کی امداد کر دے اور رات اور دن کے نازل ہونے والے حوادث سے محفوظ بنا دے۔ علاوہ اس حادثہ کے جو خیر کا پیغام لیکر آئے"

سرحدوں کے محافظوں کے حق میں دعا

اللھم صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ،وَحَصِّن ثُغُورَ◌الْمُ◌سلِ◌مِينْ◌ بِعِزَّتِکَ وَاَيِّدحْ◌مَاتَھا بِقُوَّتِکَ وَاَسبِ◌غ عَطَايَاهُم مِن جِدَتِکَ اللھم صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَکَثِّرعِ◌دَّتَھُم وَاشحَ◌ذاْ◌سلِ◌حَتَھُم وَاحرُ◌س حَوزَ◌تَھُم وَامنَ◌ع حَومَ◌تَھُم وَاَلِّف جَمعَ◌ھُم وَدَبِّراْ◌مرَ◌ھُم وَوَاتِر بَينَ◌ مِيَرِهِم وَتَوَحَّد بِکِفَايَةِ مُونِهِم وَاعضُ◌دهُ◌م بِالنَّصرِ◌وَاَعِنهُ◌م بِالصَّبرِ◌وَالطُ◌ف لَهُم فِي المَ◌کرِ◌

اللھم صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَعَرِّفهُ◌م مَايَجهَ◌لُونَ◌ وَعَلِّمهُم مَالَايَعلَ◌مُونَ◌ وَ بَصِّرهُ◌م مَالَايُبصِ◌رُونَ◌

"خدایا محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما اور اپنے غلبہ کے ذریعہ مسلمانوں کی سرحدوں کی محافظت فرما اور اپنی قوت کے سہارے محافظین حدود کی تائید فرما اور اپنے کرم سے ان کے عطایا کو مکمل بنا دے خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجاہدوں کی تعداد میں اضافہ فرما ان کے اسلحوں کو تیز و تند بنا دے ان کے مرکزی مقامات کی حفاظت فرما، ان کے حدود و اطراف کی حراست فرما ان کے اجتماع انس و الفت پیدا کر ان کے امور کی تدبیر فرما ان کی رسد کے وسائل کو متواتر بنا دے اور تو تن تنہا ان کی تمام ضروریات کے لئے کافی ہو جا اپنی نصرت سے ان کے بازوؤں کو قوی بنا دے اور جوہر صبر کے ذریعہ ان کی امداد فرما اور باریک تدبیروں کا علم عطا فرما۔

خدایا محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مسلمانوں کو ان تمام چیزوں سے با خبر کر دے جن سے وہ نا واقف ہیں اور وہ تمام باتیں بتا دے جنہیں نہیں جانتے ہیں اور وہ سارے مناظر دکھلا دے جنہیں آنکھیں نہیں دیکھ سکتی ہیں" صحیفہ سجادیہ میں ایک اور مقام پر امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

اللهم وایّمامسلم اھمّه امرالاسلام واحزنه تحزب اھل الشرک علیھم فنویٰ غزواً او ھمّ بجھاد فقعد به ضعف اوابطات به فاقة اواخرّه عنه حادث او عرض له دون ارادته مٰانع فاکتب اسمه فی العابدین واوجب له ثواب المجاھدین واجعله فی نظام الشھدٰآ ء والصالحین

"خدایا اور جس مسلمان کے دل میں اسلام کا درد ہوا ور وہ اہل شرک کی گروہ بندی سے رنجیدہ ہو کر جہاد کا ارادہ کرے اور مقابلہ پر آمادہ ہوجائے لیکن کمزوری اسے بٹھا دے یا فاقہ اسے روک دے یا کوئی حادثہ درمیان میں حائل ہوجائے اور اس کے ارادہ کی راہ میں کوئی مانع پیش آجائے تو اس کا نام بھی عبادت گزاروں میں لکھ دینا اور اسے بھی مجاہدین کا ثواب عطا فرمادینا اور شہداء و صالحین کی فہرست میں اس کا نام بھی درج کردینا "

دعا مجاہدین الرسالیین صحیفہ سجادیہ میں امام زین العابدین فرماتے ہیں: اللهم وَاَیُّمَامُسلْمٍ خَلَفَ غَازِیاً اومُرَابِطاًفِي دَارِهِ اَوتَعَهَّدَخَالِفِیهْ فِی غَیبْتِهِ اَوْاَعَانَهُ بِطَائِفَةٍ مِن مَالِهِ،وَاَمَدَّهُ بِعِتَادٍ،اَو رَعیٰ لَهُ مِن وَّرَائِهِ حُرمَْةً فَاَجِرلَْهُ مِثلَْ اجرِْهِ وَزناً بِوَزنٍْ،وَمِثلْاًبِمِثلٍْ

"اور خدایا جو مرد مسلمان کسی غازی یا سرحد کے سپاہی کے گھر کی ذمہ داری لے لے اور اس کے اہل خانہ کی حفاظت کرے یا اپنے مال سے اس کی مدد کرے یا جنگ کے آلات و ابزار سے اس کی کمک کرے یا پس غیبت اس کی حُرمت کا تحفظ کرے تو اسے بھی اسی جیسا اجر عطا کرنا تاکہ دونوں کا وزن ایک جیسا ہو "

قرآن کریم میں دعا کے تین صیغ

قرآن کریم میں دعا کے لئے تین صیغے آئے ہیں:

۱۔ایک انسان کا خود اپنے لئے دعا کرنا۔

۲۔کسی دوسرے کے لئے دعا کرنا۔

۳۔کچہ افراد کا مل جل کر تمام مومنین کے لئے دعا کرنا۔

دعا کے سلسلہ میں ہم ذیل میں ان تینوں گروہوں کے بارے میں بیان کرتے ہیں تاکہ مومنین کے لئے دعا کرنے میں ہم قرآن کے اسلوب سے واقف ہو سکیں:

۱۔ اپنے لئے دعا

دعا کا یہ مشہور و معرف طریقہ ہے ہم قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی زبانی اس طرح دعا کرنے کے بہت سے نمونوں کا مشاہدہ کرتے ہیں یا خدا کے وہ اپنے بندے جن کو اللہ نے اس طرح دعا کرنے کی تعلیم دی ہے اس سلسلہ میں قرآن کریم فرماتا ہے :

رَبِّ قَدآتَیتْنَی مِنَ الْمُلکْ وعَلَّمتْنَی مِن تَاوِیلْ الْاحَادِیثْ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرضْ اَنتْ وَلِیِّ فِی الدُّنیْاوَالْآخِرَۃِ تَوَفَّنِی مُسلِماً وَاَلحْقنْی بِالصَّالِحِینْ (۱)

"پروردگار تو نے مجھے ملک بھی عطا کیا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دیا تو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اور دنیا و آخرت میں میرا اولی اور سرپرست ہے مجھے دنیا سے فرمانبردارہی اٹھانا اور صالحین سے ملحق کردینا "

رَبِّ اَدخِلنْی مُدخَلَ صِدقْ وَاخرِجنْی مُخرَْجَ صِدقْ وَاجعَْل لِی مِن لَّدُنکْ سُلطَاناً نَصِیرْاً

(۲)

"اور یہ کہئے کہ پروردگار مجھے اچھی طرح سے آبادی میں داخل کر اور بہترین انداز سے باہر نکال اور میرے لئے ایک طاقت قرار دیدے جو میری مدد گار ثابت ہو ۔

رَبِّ اشرَْح لِی صَدرِی وَیَسِّرلْی اَمرِْی وَاحلْلُ عُقدَْۃً مِن لِّسَانِی یَفقَْہُوا قَولِْی (۳) "موسیٰ نے عرض کی پروردگار میرے سینے کو کشادہ کردے اور میرا کام میرے لئے آسان کردے اور میری زبان سے لکنت کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھیں "

رَبِّ لَاتَذَرنْی فَردْاً وَانتَْ خَیرُْال وَارِثِین (۴)

---

۱)سورئہ یوسف آیت / ۱۰۱ ۔)

۲)سورئہ اسراء آیت / ۸۰ ۔)

۳)سورئہ طٰہ آیت / ۲۵ ۔ ۲۸ ۔)

۴)سورئہ انبیاء آیت / ۸۹ ۔)

“پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ دینا کہ تو تمام وارثوں سے بہتر وارث ہے۔ رَبِّ انزِلْنی مُنزَلاً مُبٰرکاً وَانتَ خیرُ المُنزِلینَ

(۱)

“اور یہ کہنا کہ پروردگار ہم کو بابرکت منزل پر اتارنا کہ تو بہترین اتارنے والا ہے۔ رَبِّ اعُوذُبِکَ مِن ھَمَزٰتِ الشَّیطینِ وَاعُوذُ بِکَ رَبِّ ان یَحضُرُونِ (۲)

“اور کہئے کہ پروردگار میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ شیاطین میرے پاس آجائیں”

رَبِّ ھَب لی حُکمًا وَاَلحِقنی بِالصالِحِینَ وَاجعَل لی لِسَانَ صِدقٍ فِی الْاٰخِرِینَ (وَاجعَلنی مِن وَرَثَۃِ جَنّۃِ النَّعِیمِ (۳)

“خدایا مجھے علم و حکمت عطا فرما اور مجھے صالحین کے ساتھ ملحق کردے اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر قائم رکھ اور مجھے بھی نعمت کے باغ (بہشت) کے وارثوں میں قرار دے”

۲۔ دوسروں کے لئے دعا!

دوسرا طریقہ جس کے سلسلہ میں قرآنی نمونے اور شواہد موجود ہیں۔ خدا فرماتا ہے: وَقُل رَبِّ ارحَمھُمَا کَمَارَبّیٰنِی صَغِیراً (۴)

“پروردگار ان دونوں پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح کہ انھوں نے بچپنے میں مجھے پالا ہے”

---

۱)سورۂ مومنون آیت/ ۲۹۔)

۲)سورۂ مومنون آیت/ ۹۷،۹۸۔)

۳)سورۂ شعراء آیت/ ۸۳۔ ۸۵۔)

۴)سورۂ اسراء آیت/ ۲۴۔)

ملۃ العرش کی مومنین کے لئے دعا: رَبَّ انوَسِعتْ ۫ کُلَّ شَی ءٍ رَحمْ۫ۃ وَعِلمْ۫اً فَاغفِ۫رلْ ِلَّذینِ اتبُواواتَّبعوُاسَبیلَکَ وَقِہِم عَذابَ الجَ۫حیم رَبَّ انوَادخِ۫لہُْ۫م جَناتِّ عَدنٍْ ِ الَّتی وَعَدتْ۫ھُم وَمَن صَلَحَ مِن آ ابئِہم وَاز اُوجِہِم وَذُرِّ اَیتِہم اِنَّکَ انتْ۫ العَّزیزُالحَ۫کیمُ وَقِہِمَ السَیِّ اَئتِ وَمَن تَقِ السَّیِّ اَئتِ یَومْ۫ئِذٍ فَقَد رَحمتْ۫ہُ وَ لٰذِکَ ھُوَالفَ۫وزُْ۫ العَ۫ظیمُ (۱)

"خدایا تیری رحمت اور تیرا علم ہر شے پر محیط ہے لہٰذا ان لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی ہے اور تیرے راستہ کا اتباع کیا ہے اور انہیں جہنم سے بچا لے ،پروردگار انہیں اور انکے باپ دادا ازواج اور اولاد میں سے جو نیك اور صالح افراد ہیں انکو ہمیشہ رہنے والے باغات میں داخل فرما جن کا تونے ان سے وعدہ کیا ہے کہ بیشك تو سب پر غالب اور صاحب حکمت ہے ،اور انہیں برائیوں سے محفوظ فرما کہ آج جن لوگوں کو تونے برائیوں سے بچا لیا گویا انہیں پر رحم کیا ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے "

۳۔اجتماعی دعا

قرآن کریم کا یہ سب سے مشہور طریقہ ہے اور قرآن کریم کی اکثر دعائیں اسی طرح کی ہیں اس سلسلہ میں قرآن میں ارشاد ہوتا ہے :

اِھدْ۫نَاالصِّراطَ المُْ۫ستْ۫قیمَ صِ اَرطَ الَّذینَ اَنعَْ۫متْ۫ عَلَیہِم غیرِالمَْ۫غضُْ۫وبْ ِ عَلَیہْ۫ ِم وَلاَالضالِّ۫ینْ۫ (۲)

"ہم سیدھے راستہ کی ہدایت فرماتا رہ جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تونے نعمتیں نازل کی ہیں ان کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے یا جو بہکے ہوئے ہیں "

---

۱)سورۂ غافر آیت/ ۷۔ ۹)

۲) سورۂ حمد آیت ۶۔ ۷۔)

رَبَّ اَنتقَبَّل مِنااِنَّکَ اَنتْ ۫ السّمیعُ العْ ۫لیمُ (۱)

"اوردل میں یہ دعا تھی کہ پروردگار ہماری محنت کو قبول فرمالے کہ تو بہترین سننے والا ہے"

رَبَّنَاء تِاٰنا فِی الدُّنیْ ۫اح ۫سَنَةًوَفِی الْآخِرَةِحَسنَةًوَقِناعَذَاب النَّارِ (۲)

"پروردگار ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہم کو عذاب جہنم سے محفوظ فرما"

رَبَّ اَنافرْ ۫غ عَلي اُنصبرْ ۫اَوَثبِّت اق اُ دمَ انوانصْ ۫ر اُنعَلی القَوْ ۫مِ ال اُکفِرینَ (۳)

"خدایا ہمیں بے پناہ صبر عطا فرما ہمارے قدموں کو ثبات دے اور ہمیں کافروں کے مقابلہ میں نصرت عطا فرما"

رَبَّ اَنلَاتُواخِذنْ ۫اِان نَسِینْ ۫اَاوْ ۫خطْ ۫انارَبَّنَاوَلَاتَحَمِّل عَلَینْ ۫اِاصرْاًکَماحَمَلتْ ۫هُ عَلی الَّذِینْ ۫ مِن قَبلْ ۫نارَبَّنَاوَلَاتُحَمِّلنْ ۫امَالَاطَاقَةَلَنابِهِ واعفُ ۫ عَنَّاواغفِ ۫رلْ ۫نَا وارحْ ۫منْ ۫اَانتْ ۫ مَولْ ۫انا فَانصُ ۫رنْ ۫اعَلَی القَ ۫ومِ ۫ الکْ ۫افِرینْ ۫ (۴)

"پروردگار ہم جو کچھ بھول جائیں یا ہم سے غلطی ہوجائے اسکا ہم سے مواخذہ نہ کرنا خدایا ہم پر ویسا بوجھ نہ ڈالنا جیسا پہلے والی امتوں پر ڈالا گیا ہے پروردگار ہم پر وہ بار نہ ڈالنا جس کی ہم میں طاقت نہ ہو ہمیں معاف کردینا ہمیں بخش دینا ہم پر رحم کرنا تو ہمارا مولا اور مالک ہے اب کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما" رَبَّ اَنلَاتُزِغ قُلُوبْ ۫نابَعدْ ۫اِذهْ ۫دَیتْ ۫ناوَهَب لَنَامِن لَّدُنکْ ۫ رَحمْ ۫ةًاِنَّکَ اَنتْ

---

۱)سورئہ بقرہ آیت ۱۲۷)

۲)سورئہ بقرہ آیت ۲۰۱)

۳)سورئہ بقرہ آیت ۲۵۰۔)

۴)سورئہ بقرہ آیت ۲۸۶۔)

اَلْوَهَّابُ (۱)

"ان کا کہنا ہے کہ پروردگار جب تونے ہمیں ہدایت دے دی ہے تو اب ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا ہونے پائے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما کہ تو بہترین عطا کرنے والا ہے"

رَبَّ اٰنانَّنَاسَمِعنَامُنَادِیاًیُنَادِی لِلاْیِمَانِ ان آمِنواْبِرَبِّکُم فَآمَنَّارَبَّنَافَاغفِرلْنَا ذُنُوبْنَاوَکَفِّرعْنَّاسَیِّئَاتِنَاوَتَوَفَّنَامَعَ الاْبرَارِ رَبَّنَاوَآتِنَامَا وَعدتْنَاعَلیٰ رُسُلِکَ وَلَا تُخزِنَا یومْ القِیَامَةِ اِنَّکَ لَاتُخلِفُ المْیِعَاد (۲)

"پروردگار ہم نے اس منادی کو سنا جو ایمان کی آواز لگارہاتھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لے آؤ تو ہم ایمان لے آئے پروردگار اب ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہماری برائیوں کی پردہ پوشی فرما اور ہمیں نیک بندوں کے ساتھ محشور فرما پروردگار جو تو نے اپنے رسول سے وعدہ کیا ہے اسے عطا فرما اور روز قیامت ہمیں رسوا نہ کرنا کہ تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا"

﴿رَبَّنَا أَفرِغ علیناْصَبراً وَتَوَفَّنَا مُسلِمِینْ﴾ (۳)

"خدایا ہم پر صبر کی بارش فرما اور ہمیں مسلمان دنیا سے اٹھانا" ﴿رَبَّ اٰنآمَنَّافَاغفِرلْنَاوَارحَمنَاوَاَنتَ خَیرُالرَّاحِمِینَ﴾ (۴)

"پروردگار ہم ایمان لائے ہیں لہٰذا ہمارے گناہوں کو معاف کردے اور ہم پر رحم فرما کہ تو بہترین رحم کرنے والا ہے"

﴿رَبَّ اٰناصرِف عَنَّاعَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَاکَانَ غَرَاماً﴾ (۵)

---

۱)سورۂ آل عمران آیت ۸۔)

۲)سورۂ آل عمران آیت ۱۹۳ ۔ ۱۹۴)

۳)سورۂ اعراف آیت / ۱۲۶ ۔)

۴)سورۂ مومنون آیت ۱۰۹ ۔)

۵)سورۂ فرقان آیت / ۶۵ ۔)

"پروردگار ہم سے عذاب جہنم کو پھیر دے کہ اس کا عذاب بہت سخت اور پائیدار ہے" ﴿رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾ (۱)

"خدایا ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل کردے اور ہمیں بخش دے کہ تو یقینا ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے"

دعا کے تیسرے طریقہ کی تشریح وتفسیر

دونوں قسموں میں مومنین کے لئے دعا کی گئی ہے مگر دعا کی دوسری قسم میں ایک فرد کا تمام انسانوں کے لئے دعا کرنا بیان کیا گیا ہے اور تیسری قسم میں اجتماعی اعتبار سے دعا کرنے کو بیان کیا ہے اور ہم دعا کے اسی تیسرے طریقہ کے سلسلہ میں بحث کرتے ہیں :

۱۔ جمیع (تمام) افراد کے لئے دعا کرنا یعنی انسان صرف اپنے لئے دعا نہیںکرتا بلکہ وہ سب کے لئے دعا کرتا ہے اور کبھی کبھی تنہا انسان کی دعا اس کے لئے مفید نہیں ہوتی جیسا کہ اگر کسی امت پر بلاو مصیبت نازل ہو تو یہ فرد بھی انھیں میں شامل ہوتا ہے یہاں تک کہ دوسرے افراد جو ظلم میں کسی کے شریک نہیں ہوتے ان پر بھی بلا نازل ہو جاتی ہے :

﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَاتُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَاصَّةً ﴾ (۲)

"اور اس فتنہ سے بچو جو صرف ظالمین کو پہنچنے والا نہیں ہے" ایسے موقع پر انسان کو سب کے لئے دعا اور استغفار کرنا چاہئے۔ لہٰذا جب پروردگار عالم سب سے عذاب اٹھا ئے گا تو اس انسان سے بھی اٹھا ئے گا۔ ﴿رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُوْمِنُوْنَ ﴾ (۳)

---

۱)سورئہ تحریم آیت/ ۸۔)

۲)سورئہ انفال آیت/ ۲۵۔)

۳)سورئہ دخان آیت/ ۱۲)

''تب سب کہیں گے کہ پروردگار اس عذاب کو ہم سے دور کردے ہم ایمان لے آنے والے ہیں ''

۲۔کبھی کبھی دعا کرنے والا تمام مومنین کا قائم مقام بن کر دعا کرتا ہے اور جب اس طرح کی دعا کی جاتی ہے تو اکثر کلمہ ''ربنا'' استعمال کرتا ہے گویا دعا کرنے والے کا قائم مقام بن کرسب کے لئے دعا کرتا ہے اور جن کے لئے دعا کرتا ہے ان سے اپنے نفس کو الگ نہیں کرتا جس طرح دعا کی دوسری قسم میں ہے ،وہ(دعا کرنے والا)سب کا قائم مقام بن کران سب کے لئے دعا کرتا ہے، اپنے نفس کو خود انہیں لوگوں میں شامل کرتا ہے جن کے لئے وہ دعا کر رہاہے یہی دعا بارگاہ خداوندمیں قبولیت کے زیادہ نزدیک ہوتی ہے ۔

خداوند عالم یا تو سب کی دعا کو رد کردے گا یا بعض انسانوں کے لئے قبول کرے گا اور بعض انسانوں کے لئے قبول نہیں کرے گا یا سب کے لئے دعا قبول کرے گا ۔

خداوندعالم سب سے زیادہ کریم ہے وہ کہاں سب کی دعاؤں کو رد کرے۔ بعض کے لئے اس کی دعا قبول کر لینا یہ اس کی شان کریمی نہیں ہے ۔یہیں سے یہ تیسرا فرضیہ کہ خداوندعالم سب کے حق میں دعا مستجاب کرتا ہے معین ہوجاتا ہے۔

دعا کی اس قسم میں انسان سب کی طرف سے اللہ تک پیغام پہنچاتا ہے اللہ کو سب کی طرف سے مخاطب کر کے کہتا ہے (ربنا)سب کا قائم مقام بنتا ہے اور سب کا پیغام اللہ تک پہنچاتا ہے۔

عمدہ بات یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک انسان دوسروں کا نمائندہ بن کر سب کا پیغام خداتک پہنچانے کے لئے اپنے نفس کو پیش کرتا ہے لہٰذا ہم میں سے ہر ایک لوگوں کا پیغام دعا کے ذریعہ پہنچاتا ہے جس طرح پروردگار عالم اپنا پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہے اسی طرح لوگ اپنی حاجتوں کو خداوندعالم کی بارگاہ میں پہنچاتے ہیں۔

یہاں پر ہر انسان تمام انسانوں کا پیغام پہنچا نے والا ہے اور تمام انسانوں کا قائم مقام بنتا ہے ۔یہ بڑی تعجب خیز بات ہے کہ جب ہم اس دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں تو بازاروں اور سڑکوں میں ہم میں سے ہر ایک، ایک دوسرے کے لئے رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں اور بعض کو بعض سے جدا کرتے ہیں اور ہم میں سے ہر ایک پر ایک دوسرے کے کچھ حقوق ہوتے ہیںجو نہ تو واپس کئے جا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو چھوڑا جا سکتا ہے ،انسان اپنی ذات کو ہی سب کے سامنے مثالی کردار بنا کر پیش کرتا ہے ،وہ بذات خود دوسروں کا قائم مقام بننا چاہتا ہے ،وہ دوسروں کا قائم مقام بھی اسی وقت بنتا ہے جب تک دوسرا اس کو صاف طور پر سب کے سامنے اپنا قائم مقام نہ بنائے لیکن جب ہم نماز اور دعا کرتے ہیں تو یہ سب باتیں ختم ہو جاتی ہیں ، ہم میں سے کوئی بھی اپنے نفس کو دوسروں سے جدا نہیں سمجھتا ،گویا کہ ہم میں سے ہر ایک سب کا قائم مقام بن جاتا ہے اور یہ تمثیل کا طریقہ سب سے بہترین اور عمدہ طریقہ ہے (یعنی تمام انسانوں کا تمام انسانوں کا قائم مقام بننا اور سب کی نطق ،ندا اور دعا میں رب العالمین کی بارگاہ میں سب کی نیابت کرنا)۔

اس سے بھی اچھی وبہتر بات یہ ہے کہ خداوندعالم سب کی طرف سے سب کی اس تمثیل نیابت اور رسالت کو قبول کرتا ہے ،وہ اس کو رد نہیں کرتا اور نہ ہی انکار کرتا ہے ،وہ دعا کرنے والے کو اس حالت میں سب کا قائم مقام بننے کے لئے قوت عطا کرتا ہے ،جب ہم میں سے کوئی اپنی نماز میں ﴿اِهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ ﴾ ''ہم کو سیدھے راستہ پر گامزن رکھ''[1] کہتا ہے تو گویا سب نے مل کر سب کے لئے دعا کی اور اللہ سے ہدایت طلب کی ہے ۔

اور اس حالت میں دعا کی قدرو قیمت معلوم ہو جاتی ہے ۔

بیشک ہم میں سے ہر نماز میں ہرایک کی دعا سب کے لئے سب کی دعا کی طاقت رکھتی ہے ۔ ایسی حالت میں دعا کرنا خداوندعالم کی بارگاہ میں رحم کی درخواست کرنا بہت بلند طاقت کا حامل ہے۔

---

۱) سورئہ حمد آیت ۶۔)

اس سے بہی اہم اوردلچسپ بات یہ ہے کہ ان دعاؤں میں مسلمان ہردن اللہ سے متعدد مرتبہ یہ درخواست کرتا ہے :

﴿اِهْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُستَقِيمَ ﴾ [1]

''ہم کو سیدھے راستہ پر گامزن رکہ'' بیشك تمام افراد مل کرتمام انسانوں کے قائم مقام بنتے ہیں ، ریاضی کے حساب سے یہ دعا کے عجائب وغرائب میں شمار ہوتا ہے ، دعا میں سب ، سب کے لئے مجسم شکل میں بن کر سب کے قائم مقام ہو جا تے ہیں ، ہم دوبارہ پھر دعا کی قدر وقیمت کے سلسلہ میں غور وفکر کر تے ہیں ۔ اس اعتبار سے کہ تمام مو منین کیلئے دعا کی جارہی ہے لہذا دعا کی بڑی اہمیت ہے یہ عام مومنین کیلئے دعا کرنا خداوند عالم کے نزدیک بڑی اہمیت بڑھا دیتا ہے ۔

دعا کرنے والا شخص (ذاتی)طور پرپروردگار عالم سے دعانہیں کرتا بلکہ وہ تو تمام لوگوںکی دعاؤں کو خدا کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے وہ سب کا قائم مقام بنتاہے اورخداوندعالم اس بندے سے اس کے سب کا قائم مقام ہو نے کی نیابت قبول کرتا ہے ،وہ ان کو اللہ کی بارگاہ میں مجسم بنا کرپیش کرتا ہے اور خداوند عالم اس بندہ سے اِس تمثیل اوردو سروں کی نیابت کو قبول کرتا ہے ۔

مومنین بعض افراد کے دوسرے بعض افراد سے تمثیل و تشبیہ دینے کو قبول کرتے ہیں اوریہاں پر تمثیل و تشبیہ سے مراد فرد کا اللہ کی بارگاہ میں دعویٰ پیش کرنا نہیں ہے بلکہ یہ حقیقی تشبیہ ہے جس کوپروردگار عالم قبول کرتا ہے اور جو افراد اللہ کی بارگاہ میںکسی دو سرے فردکی نیابت کرتے ہیں یہ تمثیل و تشبیہ شرعی ہے اور خدا وند عالم کی بارگاہ میں مقبول ہے ۔

اس صورت میں دعا سب کی دعاؤں کی طاقت رکہتی ہے جب ہم میں سے کوئی شخص اللہ کی

---

١)سورئہ حمدآیت/ ۶۔)

بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے کہتا ہے: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ [1]"ہم کو سیدھے راستہ پر گامزن رکھ"

گویا سب نے مل کر خدا سے دعا کی، اس درجہ اور طاقت وقوت کی حامل دعا کو ہر مسلمان ہر روز نماز میں خداوندعالم سے کرتا ہے اور سب کا قائم مقام بن کر سب کیلئے دعا کرتا ہے۔

ہر دن لوگ اللہ کی بارگاہ میں ہمیشہ اسی طرح گڑگڑاتے ہیں اور دسیوں مرتبہ اس سے رحم وعطوفت کی درخواست کیا کرتے ہیں۔

سب سے زیادہ تعجب خیزبات یہ ہے کہ جس پروردگار کو ہم روزانہ دسیوں مرتبہ پکارتے ہیں اسی نے ہم کو ہدایت کی تعلیم دی ہے اور یہ بھی سکھایا ہے کہ ہم اس سے تمام لوگوں کی ہدایت طلب کریں اسی نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ اس دعا میں سب کی نیابت کریں اور وہ ہماری نیابت کو قبول کرتا ہے۔

کیا ان تمام باتوں کے باوجود بھی خداوندعالم کا ہماری دعا کے قبول نہ کرنے کا امکان ہے؟ ہرگز نہیں۔

---

۱)سورۂ فاتحہ آیت ۶۔)

ب۔ صرف مومنین کیلئے دعا

جس طرح اسلامی روایات میں عام مومنین کیلئے دعا کرنا وارد ہوا ہے اسی طرح مخصوص مومنین کا نام لیکران کیلئے دعا کرنا وارد ہوا ہے۔

دعا کے اس رنگ میں الگ ہی نکھار ہے اوردعا کرنے والے کے نفس میں اس نکہت اور اثر کے علاوہ بھی ایک اثر ہے جو عمومیت کے لئے تھا کیونکہ دعا کا یہ رنگ ان منفی اثرات کو ختم کر دیتا ہے جو کبھی دو طرفہ اور افراد کے اجتماعی تعلّقات پر سایہ فگن ہو جاتے ہیں اور کبھی مومنین کی جماعتوں پر اثرانداز ہو جاتے ہیں کیونکہ جب مومن خداوند عالم سے اپنے مومن بھائیوں کا نام لیکر رحمت و مغفرت کی

دعا کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو دوست رکھتا ہے اور اس کے ذریعہ وہ حسد اور نفرت وغیرہ دور ہوجاتے ہیں جن کو وہ ان کی طرف سے کبھی اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔

اس وقت دعا کی تین حالتیں ہوتی ہیں ؟

۱۔دعا کرنے والا اللہ سے لو لگاتا ہے۔

۲۔ دعا کرنے والا روئے زمین پر بسنے والی امت مسلمہ اور طول تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے دونوں سے رابطہ رکھتا ہے۔

۳۔وہ اپنے برادران اوررشتہ داروں سے رابطہ پیدا کرتا ہے اور یہ اس کی زندگی کابہت ہی وسیع میدان ہے۔

سلامی روایات میں نام لیکر دعا کرنے کو بڑی اہمیت دی گئی ہے ۔ ہم ذیل میں ان عناوین کے متعلق وارد ہونے والی روایات کے نمونے بیان کر رہے ہیں :

۱۔ غائب مومنین کیلئے دعا

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے : ﴿دعاء المرء لاخیه بظهرالغیب یدرالرزق،و یدفع المکروه ﴾ [۱]

"انسان کے غائب مومنین کیلئے دعا کرنے سے رزق میں کشادگی ہوتی ہے اور بلائیں مشکلیں دور ہوتی ہیں "

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے: ﴿اوشک دعوة واسرع اجابة دعاء المرء لاخیه بظهر الغیب ﴾ [۲]

---

۱) اصول کافی / ۴۳۵ ، وسائل الشیعہ جلد ۴، حدیث / ۸۸۶۷ ۔ / ۱۱۴۵)

۲) اصول کافی / ۴۳۵ ۔)

"انسان کی غائب شخص کیلئے کی جانے والی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے"

ابو خالد قماط سے مروی ہے کہ امام محمد باقرعلیہ السلام نے فرمایا ہے: اسرع الدعاء نجحاللاجابة دعاء الاخ لاخیه بظهرالغیب یبدا بالدعاء لاخیه فیقول له ملک موکّل به:آمین ولک مثلاه [۱]

"غائب شخص کیلئے کی جانے والی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے جب انسان اپنے غائب بھائی کیلئے دعا کرنا شروع کرتا ہے تو دعا کرنے والے کا موکل فرشتہ اس کی دعا کے بعد آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہوگا" سکونی نے حضرت امام جعفر صادق سے اور آپ نے حضرت رسول خدا (ص) سے نقل کیا ہے:

لیس شی ء اسرع اجابة من دعوة غائب لغائب [۲]

"غائب شخص کی غائب شخص کیلئے دعا جتنی جلدی قبول ہوتی ہے کوئی چیز اُتنی جلدی قبول نہیں ہوتی ہے"

جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے:

یاعلی اربعة لاتردلهم دعوة :امام عادل،والوالد لولده ،والرجل یدعو لاخیه بظهرالغیب،والمظلوم یقول اللّٰه عزّوجلّ:وعزّتی وجلالی لانتصرنّ لک ولو بعد حین [۳]

"اے علی، چار آدمیوں کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی ہے: امام عادل، باپ کا اپنے بیٹے کیلئے دعا

---

۱) اصول کافی / ۴۳۵ ۔)

۴، حدیث / ۸۸۷ ۔ / ۲) وسائل الشیعہ جلد ۱۱۴۶)

۳) خصال صدوق جلد ۱ صفحہ / ۹۲ اور فقیہ جلد ۵ صفحہ / ۵۲ ۔)

کرنا ، انسان کا اپنے غائب بھائی ، اور مظلوم کیلئے دعا کرنا ، اللہ عزوجل فرماتا ہے میری عزت وجلال کی قسم میں تمہاری مدد ضرور کرونگا اگرچہ کچھ مدت کے بعد ہی کیوں نہ کروں ''

رسول خدا (ص) سے مروی ہے:

مَنْ دعا لمومن بظهرالغيب قال الملک :فلک بمثل ذلک (۱)

''جو انسان کسی غائب مومن شخص کیلئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہوگا ''

حمران بن اعین سے مروی ہے :

میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عرض کیا :مجھے کچھ نصیحت فرمائیے تو آپ نے فرمایا :

اوصيک بتقوی الله واياک والمزاح فانه يذهب بهيبة الرجل وماء وجهه،وعليک بالدعا لاخوانک بظهر الغيب؛فانّه يهيل الرزق يقولهاثلاثاً (۲)

''اللہ کا تقویٰ اختیار کرو ، مذاق کرنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ اس سے انسان کی ہیبت اور اس کے چہرے کی رونق ختم ہوجاتی ہے اور تم اپنے غائب بھائی کیلئے دعا کرو چونکہ اس طرح رزق میں وسعت ہوتی ہے ''آپ نے ان جملوں کو تین مرتبہ دہرایا ''

معاویہ بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے: الدعاء لاخيه بظهرالغيب يسوق الیٰ الداعي الرزق،ويصرف عنه البلاء،ويقول الملک:ولک مثل ذلک (۳)

۔۱)امالی طوسی جلد ۲ صفحہ / ۹۵ ۔بحار الانوار جلد۹۳ ۔ صفحہ / ۳۸۴ ۔)

۲)السرائر صفحہ / ۴۸۴ ۔ بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ / ۳۸۷ ۔)

۳)امالی طوسی ج ۲ص ۲۹۰ ، بحار الانوار ج ۹۳ ص ۳۲۷)

"اپنے کسی غیر حاضر بھائی کیلئے دعا کرنا رزق کی طرف دعوت دینا ہے، اس سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور فرشتہ کہتا ہے: تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہے"

ب: چالیس مومنوں کیلئے دعا

اسلامی روایات میں نام بنام چالیس مومنوں کیلئے اور انہیں اپنے نفس پر مقدم کر کے دعا کرنے پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

علی بن ابراہیم نے اپنے پدر بزگوار سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے: مَنْ قدّم في دعائه اربعين من المومنين،ثم دعا لنفسه استجيب له [۱]

"جو انسان اپنے لئے دعا کرنے سے پہلے چالیس مومنوں کے لئے دعا کرتا ہے اسکی دعا مستجاب ہوتی ہے"

عمر بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے:

مَنْ قدّم اربعين رجلا من إخوانه قبل انْ يدعولنفسه استجيب له فيهم و فی نفسه [۲]

"جس نے اپنے لئے دعا کرنے سے پہلے اپنے چالیس بھائیوں کے لئے دعا کی تو پروردگار عالم اس کی دعا ان کے اور خود اس کے حق میں قبول کرتا ہے"

ج: دعا میں دوسروں کو ترجیح دینا

ابو عبیدہ نے ثویر سے نقل کیا ہے کہ میں نے علی بن الحسین علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے: انّ الملائکۃ اذا سمعوا المومن یدعولاخیہ المومن بظہر الغیب، او

۴،حدیث / ۸۸۹۸ ـ / ۹۳ ؛وسائل الشیعہ جلد ۱۱۵۴ / ۱)المجالس صفحہ ۲۷۳ ؛بحار الانوار جلد ۳۸۴)

۴،حدیث / ۸۸۹۸ ـ / ۲)المجالس صفحہ ۲۷۳ ؛الامالی صفحہ ۲۷۳ ؛وسائل الشیعہ جلد ۱۱۵۴)

يذكره بخير،قالوا:نعم الاخ انت لاخيک،تدعوله بالخير،وهوغائب عنک وتذكره بخير،قد اعطاک الله عزّوجلّ مثلَي ماسالت له،واثنیٰ علیک مثلي ما اثنيت عليه،ولک الفضل عليه [1]

"جب فرشتے کسی مومن کو اپنے غیر حاضر بھائی کے لئے دعا کرتے ہوئے یا اسکو اچھائی سے یاد کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں:ہاں وہ تمہارا بھائی ہے تم اس کیلئے خیر کی دعا کرو ،وہ تمہارے پاس نہیں ہے تم اسکو خیر کے ساتھ یاد کرو خداوند عالم تم کو اسی کے مثل عطا کرے گا جو تم نے اس کیلئے خدا سے مانگا ہے ویسی ہی تعریف تمہاری ہے جو تعریف تم نے اس کے لئے کی ہے اور تمہارے لئے فضل ہے۔

یونس بن عبدالرحمن نے عبداللہ بن جندب سے نقل کیا ہے: الداعی لاخیه المومن بظهرالغيب ينادیٰ من عنان السماء:لک بکل واحدة مائةالف [2]

"میں نے ابوالحسن موسی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے:غیر حاضر مومن کے لئے دعا کرنے والے کو عنانِ سماء سے آواز آتی ہے:تمہارے لئے ایک دعا کے عوض ایک لاکھ دعائیں ہیں"

ابن ابو عمیس نے زید نرسی سے نقل کیا ہے:"كنت مع معاوية بن وهب فی الموقف وهويدعو،فتفقدت دعاء ه فما رايته يدعو لنفسه بحرف،ورايته يدعولرجل رجل من الآفاق ويُسمّيهم،ويُسمّي آباء هم حتّى افاض الناس۔

۴،حدیث / ۱)اصول کافی / ۵۳۵ ،بحارالانوارجلد ۹۳ صفحہ ۳۸۷ ،وسائل الشیعہ جلد ۱۱۴۹) ۸۸۸۲ ۔ /

۲)رجال کشی صفحہ ۳۶۱ ۔)

فقلت له :یاعمّ لقدرایت عجباً ! قال:ومماالذي اعجبک ممارایت؟

قلت:ایثارک اخوانک علی نفسک فی مثل هذاالموضع،وتفقدک رجلاّرجلاً

فقال لي:لاتعجب من هٰذایابن اخي،فاني سمعت مولي وهویقول من دعالاخیه بظهرالغیب ناداه ملک من السماء الدنیا:یاعبد الله ،لک مائة الف وضعف ممّادعوت ”الخ[1]

“میں موقف(حج)میں معاویہ بن وہب کے ساتھ تھا وہ اپنے علاوہ سب کے لئے دعا کر رہے تھے اپنے لئے دعا کا ایک بھی فقرہ نہیں کہہ رہے تھے اور آفاق میں سے ایک ایک شخص اور ان کے آباؤ اجداد کا نام لے لے کر ان کے لئے دعا کر رہے تھے یہاں تک کہ سب کوچ کر گئے۔

میں نے ان کی خدمت عرض کیا:اے چچا میں نے بڑی عجیب چیز دیکھی انہوں نے کہا: تم نے کیا عجیب چیز دیکھی؟

میں نے عرض کیا :اس طرح کے مقام پر آپ کا اپنے نفس کو چھوڑکر دوسرے برادران کے لئے دعا کرنا یہاں تک کہ ان میں سے ایک ایک کرکے سب چلے گئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا:اے برادرزادہ اس بات سے متعجب نہ ہومیں نے اپنے مولا کو یہ فرماتے سنا ہے:۔۔۔جس نے اپنے غیر حاضر بھائی کیلئے دعا کی تو آسمان کے فرشتے اس کو آواز دیتے ہیں جو کچھ تم نے اس کیلئے دعا کی ہے تمہارے لئے اس کے ایک لاکھ برابر ہے”

حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت امام حسن سے نقل کیا ہے:

رایت امي فاطمة قامت فی محرابها لیلة جمعتها،فلم تزل راکعة،ساجدة

---

۱)عدة الداعی صفحہ/ ۱۲۹ ،بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۷،وسائل الشیعہ جلد)۴،حدیث/ ۸۸۸۵ ـ / ۱۱۴۹

حتیّٰ اتضح عمود الصبح،وسمعتها تدعوللمومنين والمومنات،وتسمّيهم وتُكثرالدعاء لهم ولاتدعولنفسهابشئ فقلت لها:ياأُماه:لم لاتدعين لنفسک،کما تدعين لغيرک ؟ فقالت:يابُنّي،الجارثم الدار [۱]

"میں نے اپنی مادر گرامی کو شب جمعہ ساری رات محراب عبادت میں رکوع و سجود کرتے دیکھا یہاں تک کہ صبح نمودار ہو جاتی تھی اور آپ مومنین اور مومنات کا نام لے لیکر بہت زیادہ دعائیں کیا کرتی تہیں اور اپنے لئے کوئی دعا نہیں کرتی تہیں ۔میں نے آپ کی خدمت مبارک میں عرض کیا :اے مادر گرامی آپ اپنے لئے ایسی دعا کیوں نہیں کرتیں جیسی دوسروں کیلئے کرتی ہیں ؟

تو آپ نے فرمایا :اے میرے فرزند،پہلے ہمسایہ اور پھر گھر والے ہیں'' ابو ناتانہ نے حضرت علی علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدربزگوار سے نقل کیا ہے:

"رايت عبد الله بن جندب فی الموقف فلم ارموقفاً احسن من موقفه،ما زال مادّاً يديه الی السماء ودموعه تسيل علی خديه حتّیٰ تبلغ الارض فلماصدر الناس قلت له:ياابامحمّد،مارايت موقفاً احسن من موقفک !قال:واللّٰه مادعوت الّا لاخواني،وذلک انّ اباالحسن موسیٰ بن جعفر اخبرنيانّه مَن دعالاخيه بظهرالغيب نُودي من العرش:ولک مائة الف ضعف فکرهت ان ادع مائة الف ضعف مضمونة لواحدة لاادري تستجاب ام لا" [۲]

"میں نے عبد اللہ بن حندب کو موقف حج میں دیکھا اور اس سے بہتر میں نے کسی کا موقف

---

۱)علل الشرائع صفحہ / ۷۱۔)

۲)امالی صدوق صفحہ ۲۷۳ ؛بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۴ ۔)

نہیں دیکھا آپ مسلسل اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا ئے ہوئے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسوں آپ کے رخساوں سے بہہ کر زمین پر ٹپک رہے تھے ،جب سب ہٹ گئے تو میںنے ان سے عرض کیا: اے ابو محمد،میں نے آپ کے موقف سے بہتر کوئی موقف نہیں دیکھا!انھوں نے کہا :میں صرف اپنے بھائیوں کے لئے دعا کر رہا تھا اسی وقت ابو الحسن موسیٰ بن جعفر نے مجھکو خبردی ہے کہ جو اپنے غیر حاضر بھائی کیلئے دعا کرتا ہے تو اس کو عرش سے ندادی جاتی ہے: تمہارے لئے اس کے ایک لا کہ برابر ہے :لہٰذا مجہ کو یہ نا گوار گذرا کہ اس ایک نیکی کی خاطر ایک لا کہ ضما نت شدہ نیکیو ں کو ترک کردوں جس کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ وہ قبول بہی ہو گی یا نہیں "

عبد اللہ بن سنان سے مروی ہے :میں عبد اللہ بن جندب کے پاس سے گزرا تو میں نے آپ کو صفا (پہاڑی کے نام)پر کھڑے دیکھا اور دوسرے ایک سن رسیدہ آدمی کو دعا میں یہ کہتے سنا: کہ خداے افلاںفلاں کو بخش دے جن کی تعداد کو میں شمار نہ کر سکا۔

جب وہ نماز کا سلام تمام کرچکے تو میں نے ان سے عرض کیا :میں نے آپ سے بہتر کسی کا موقف نہیں دیکھا لیکن میں نے آپ میں ایک قابل اعتراض بات دیکھی ہے۔انھوں نے کہا کیا دیکھا ؟میں نے ان سے کہا :آپ اپنے بہت سے برادران کے لئے دعا کرتے ہیں لیکن میں نے آپ کواپنے لئے دعا کرتے نہیں دیکھا تو عبد اللہ بن جندب نے کہا :اے عبداللہ میں نے امام جعفر صادق کو یہ فرماتے سنا ہے: مَن دعالاخیه المومن بظهرالغیب نودي من عنان السماء:لک یاهذا مثل ماسالت في اخیک مائة الف ضعف فلم احبّ ان اترُک مائه الف ضفع مضمونة بواحدة لاادری اتستجاب ام لا (۱)

---

۱)فلاح السائل صفحہ/ ۴۳ ،بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ/ ۳۹۰ ۔ ۳۹۱ ۔)

"جس نے اپنے غیر حاضر مومن بھائی کے لئے دعا کی تو اس کو آسمان سے ندا دی جاتی ہے، جو کچھ تم نے اپنے مومن بھائی کے لئے سوال کیا ہے تمہارے لئے اس کے ایک لاکھ برابر ہے لہٰذا مجھ کو یہ ناگوار گذرا کہ اس ایک نیکی کی خاطر ایک لاکھ ضمانت شدہ نیکیوں کو ترک کردوں جس کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ وہ قبول بھی ہوگی یا نہیں"

ابن عمیر نے اپنے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے کہ:"كان عيسىٰ بن اعين اذاحجّ فصارالى الموقف اقبل علىٰ الدعاء لاخوانه حتّىٰ يفيض الناس،فقيل له:تنفق مالک،وتتعب بدنک،حتّىٰ اذاصرت الى الموضع الذي تبث فيه الحوائج الى الله اقبلت على الدعاء لاخوانک،وتترک نفسک فقال:اني علىٰ يقين من دعاء الملک لي وشک من ا لدعاء لنفسي"(۱)

"جب عیسیٰ بن اعین حج کرتے وقت موقف پر پہنچے تو انہوں نے اپنے برادران کے لئے دعا کرنا شروع کیا یہاں تک کہ سب لوگ چلے گئے۔ ان سے سوال کیا گیا: آپ نے مال خرچ کیا، مشقتیں برداشت کیں اور آپ نے دوسرے برادران کے لئے دعائیں کیں اور اپنے لئے کوئی دعا نہیں کی تو انہوں نے کہا: مجھ کو یقین ہے کہ فرشتہ میرے لئے دعا کرتا ہے اور مجھے خود اپنے نفس کے لئے دعا کرنے میں شک ہے"

ابراہیم بن ابی البلاد (یا عبداللہ بن جندب) سے مروی ہے:"قال كنت في الموقف فلماافضت لقيت ابراهيم بن شعيب،فسلّمت

۱)الاختصاص صفحہ ۶۸، بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۹۲۔)

عليه،وكان مصاباً باحدیٰ عينيه واذاعينه الصحيحة حمراء كانّهاعلقة دم ،فقلتله:قد اصيت باحدیٰ عينيک ،وانامشفق لک علی الاخریٰ فلوقصرت عن البکاء قليلاً قال :لاواللہ يااباحمّد ،مادعوت لنفسي اليوم بدعوة ؟

فقلت :فلمن دعوت ؟

قال:دعوت لاخواني:سمعت اباعبداللہ عليّه السلام يقول:مَن دعا لاخيه بظهرالغيب،وكّل اللہ به ملكاً يقول:ولک مثلاه فاردت ان اكون انماادعو لاخواني ويكون الملک يدعولي لاني في شک من دعائي لنفسي،ولست في شک من دعاء الملک لي"[1]

"جب میں موقف میں تھا تو میری ابراہیم بن شعیب سے ملاقات ہوئی میں نے ان کو سلام کیا تو ان کی ایک آنکھ پر مصیبت کے آثار نمایاں تھے اور ان کی صحیح آنکھ اتنی سرخ تھی گویا خون کا ٹکڑا ہوتو میں نے ان سے کہا :تمہاری ایک آنکھ خراب ہو گئی ہے لہذا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کم گریہ کریں اور دوسری آنکھ کی خیر منائیں ۔

انہوں نے کہا:اے ابو محمد خدا کی قسم آج میں نے اپنی ذات کیلئے ایک بھی دعا نہیں کی ہے میں نے کہا :تو آپ نے کس کیلئے دعا کی ہے ؟

انہوں نے کہا :میں نے اپنے برادران کیلئے دعا کی ہے :کیونکہ میں نے امام جعفر صادق کو فرماتے سنا ہے :جس نے اپنے غائب (غیر حاضر)مومن بھائی کیلئے دعا کی توخداوند عالم اس پر ایک ایسے فرشتہ کو معین فرما دیتا ہے جو یہ کہتا ہے :تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہے ۔میں نے اسی مقصد وارادہ سے اپنے برادران کیلئے دعا کی ہے اور فرشتہ میرے لئے دعا کرتا ہے مجھے اس سلسلہ میں کوئی شک ہی نہیں ہے حالانکہ مجھکو اپنی ذات کیلئے دعا کرنے میں شک ہے "

---

۱)الاختصاص صفحہ ۸۴، بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۹۲ ۔)

۳۔ والدین کے لئے دعا!

والدین کے ساتہ نیکی کرنا ان کے حق میں دعا کرنا ہے اور نیز ان کے ساتہ احسان کرنے کے بہت زیادہ مصادیق ہیں۔ انسان اُن کی طرف سے صدقہ دے، ان کی طرف سے حج بجا لائے، ان کی نمازیں ادا کرے، ان کیلئے دعا کرے وغیرہ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

مايمنع الرجل منكم ان يبرّ والديه حيين اوميتين يصلي عنهما،و يتصدق عنهما،ويصوم عنهما ،فيكون الذي صنع لهما،وله مثل ذالک،فيزيده الله عزّوجلّ ببرِّه (وصلته)خيراً كثيراً

"تم میں سے ہر انسان کو اپنے والدین کے ساتہ نیکی کرنا چاہئے چاہے وہ زندہ ہوں یا مردہ ان کی نمازیں اداکرے، ان کی طرف سے صدقہ دے، حج بجالائے اور ان کے روزے رکھے پس جو کچہ وہ ان کیلئے کرے گا ویسا ہی اس کیلئے ہو گا اللہ عزوجل اس کی نیکیوں اور صلہ میں بہت زیادہ اضافہ کرے گا"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہی مروی ہے:

کان ابی یقول:خمس دعوات لایحجبن عن الرّب تبارک وتعالیٰ : ۱ دعوۃ الامام المقسط

۲۔و دعوۃ المظلوم،یقول اللّٰہ عزّوجلّ :لانتقمن لک ولوبعد حین ۴ ودعوۃ الوالد الصالح لولدہ

(۵۔ودعوۃ المومن لاخیہ بظھرالغیب،فیقول:ولک مثلاہ ۔ (۱)"میرے والد بزرگوار کا فرمان ہے:پانچ دعائیں ایسی ہیں جن کے مابین اللہ سے کوئی حجاب نہیں:

۱۔عادل امام کی دعا۔

۲۔مظلوم کی دعا،اللہ عزوجل کہتا ہے:میں تیرا انتقام ضرور لوں گا اگرچہ کچھ مدت کے بعد ہی کیوں نہ لوں۔

۳۔نیک اولاد کی اپنے والدین کیلئے دعا۔

۴نیک باپ کا اپنے فرزند کیلئے دعا کرنا۔

۵۔مومن کا اپنے غائب (غیر حاضر)بھائی کیلئے دعا کرنا،اس سے کہا جاتا ہے:تمہارے لئے بھی اس کے مثل ہے" والدین کے لئے دعا کرنے کے سلسلہ میں صحیفہ سجادیہ میں دعا وارد ہوئی ہے:

اللھم صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَذُرِّيَّتِهِ واخصصْ اَبَوَيَّ بِافضلِ مَاخَصَصتَ بِهِ آباءَ عِبَادِکَ المُؤمِنِينَ وَاُمَّهَاتِهِم يَاارحَمَ الرَّاحِمِينَ اللھم لَاتُنسِنِي ذِکرَهُمَا فِي اَدبَارِصَلَوَاتِي کلّ آن وَفِي اِنَامِن آنَاءِ لَيلِي وَفِي کُلِّ سَاعَةٍ مِن سَاعَاتِ نَهَارِي اللھم صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاغفِر لِي بِدُعَائِي لَهُمَاوَاغفِرلَهُمَابِبِرِّهِمَا بِي مَغفِرَةً حتماً وَارضَ عَنهُمَابِشَفَاعَتِي لَهُمَارِضیً عَزمْاًوَبَلِّغهُمَابالکَرَامَةِ مَوَاطِنَ السَّلَامَةِ اللھم وَاِن سَبَقَت مَغفِرَتک لَهُمَافَشَفِّعهُمَافِيَّ وَاِن سَبَقَت مَغفِرَتَکَ لِي فَشَفِّعنِي فِيهِمَاحَتی نَجتَمِعَ بِرَافَتِکَ فِی دَارِ کَرَامَتِکَ وَمَحَلِّ مَغفِرَتِکَ وَرَحمَتِکَ

۴،حدیث / ۸۸۹۵ ۔ / ۱)وسائل الشیعہ جلد۱۱۵۳)

"خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے والدین کو وہ بہترین نعمت عطا فرما جو تو نے اپنے بندگان مومنین میں کسی والدین کو بھی عطا فرمائی ہے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے ، خدایا ! مجھے ان کی یاد سے غافل نہ ہونے دینا نہ نمازوں کے بعد اورنہ رات کے لمحات میں اور نہ دن کی ساعات میں ، خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری دعائے خیر کے سبب انہیں بخش دے اور میرے ساتھ ان کی نیکیوں کے بدلہ ان کی حتمی مغفرت فرما اور میری گذارش کی بنا پر ان سے مکمل طورپر راضی ہو جا اور اپنی کرامت کی بنا پر انہیں بہترین سلامتی کی منزل تک پہنچا دے ، اور خدایا! اگر تو انہیں پہلے بخش چکا ہے تو اب انہیں میرے حق میں شفیع بنا دے اور اگر میری بخشش پہلے ہو جائے تو مجھے ان کے حق میں سفارش کا حق عطا کردینا کہ ہم سب ایک کرامت کی منزل اور مغفرت و رحمت کے محل میں جمع ہو جائیں "

۴۔ اپنی ذات کیلئے دعا !

یہ دعا کی منزلوں میں سے آخری منزل ہے پہلی منزل نہیں ہے ۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ اسلام انسان سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ دنیاوی زندگی میں اپنے معیشتی امور میں نیز دوسروں کے ساتھ معاملہ کرنے کے سلسلہ میں ناچیز سمجھے اور دوسروں کو خودپر ترجیح دے جس طرح اسلام انسان سے یہی مطالبہ دعا کے سلسلہ میں بھی کرتا ہے ۔

لیکن انسان کو خداوندعالم کی بارگاہ میں دعا کرتے وقت اپنے نفس کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ ہم کو اپنی ذات کیلئے اللہ سے کیا سوال کرنا چاہئے ؟ اور ہمیں کیسے دعا کرنا چاہئے ؟

ہم اس سلسلہ میں انشاء اللہ عنقریب بحث کریں گے ۔

الف- ہر لازم چیز کے لئے دعا!

ہم کو خدا وند عالم سے اپنی ضروریات کی وہ تمام چیزیں طلب کرنی چاہئیںجو ہماری دنیا و آخرت کے لئے اہم ہیں۔ ہم کو اس سے ہر برائی اور شر سے اپنی دنیا و آخرت میں دور رہنے کا سوال کرنا چاہیئے بیشک خیر کی تمام کنجیاں اور اس کے اسباب خدا وند عالم کے پاس ہیں کوئی چیز اس کے ارادے کے متحقق ہونے میں مانع نہیں ہو سکتی ہے ،نہ ہی کوئی چیز اس کو عاجز کر سکتی ہے اور نہ ہی وہ اپنے بندوں پر خیر اور رحمت کرنے میں بخل کرتا ہے۔

جب خدا وند عالم کسی چیز کے عطا کرنے اور دعا مستجاب کرنے میں کوئی بخل نہیں کرتا ہے تو یہ کتنی بری بات ہے کہ انسان اللہ سے سوال اور دعا کرنے میں بخل سے کام لے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے:

لوانّ اوّلکم وآخرکم وحیّکم ومیّتکم اجتمعوا فتمنّیٰ کلّ واحد ما بلغت امنیّته فاعطیته،لم ینقص ذلک من ملکي (۱)

"اگر تمہارے پہلے اور آخری ،مردہ اور زندہ جمع ہو کر مجھ سے اپنی اپنی آرزو بیان کریں تو میں ہر ایک کی آرزو پوری کرونگا اور میری ملکیت میں کوئی کمی نہیں آئیگی"

رسول خدا (ص) سے مروی ہے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے:

لوانّ اهل سبع سماوات وارضین سالوني جمیعاً،واعطیت کلّ واحد منهم مسالته مانقص ذلک من ملک وکیف ینقص ملک انا قیّمه (۲)

"اگر ساتوں زمین اور آسمان والے مل کر مجھ سے سوال کریں تو میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق عطا کرونگا اور میری ملکیت میں کوئی کمی نہیں آئیگی اور کمی آئے بھی کیسے جب میں نے ہی خود اس کو خلق کیا ہے"

---

۱)بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۲۹۳۔)

۲)بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۰۳۔)

رسول خدا (ص) سے مروی حدیث میں آیا ہے: سلوا الله واجزلوا؛فانّه لايتعاظمه شيءٌ [1] "خداوند عالم سے مانگو اور زیادہ مانگو چونکہ اس کے سامنے کوئی چیز بڑی نہیں ہے"

روایت کی گئی ہے:

لاتستكثروا شيئاًمماتطلبون؛فماعندالله اكثر

"اپنی دعاؤں میں کسی چیز کو زیادہ مت سمجھو چونکہ خداوند عالم کے نزدیک جو کچھ بھی ہے زیادہ ہے"

اہل بیت علیہم السلام سے مروی روایات میں دعا میں ہر خیر کی طلب اور ہر برائی سے دور رہنے کے لئے خداوند عالم سے سوال کرنا عام طور پر بیان ہوا ہے۔ ہم ذیل میں بعض نمونے بیان کر رہے ہیں:

رجب المرجب کے مہینہ میں نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا وارد ہوا ہے: يَامَن يُعطْي الكَثيرَبالقَليلِ يَامَن يُعطْي مَن سَالَهُ يَامَن يُعطْي مَن لَم يَسالْهُ وَمَن لَم يَعرفْهُ تَحَنُّنَامِنهُ وَرَحمَةً اَعطِنِي بِمَسْئَلَتي اِيَّاکَ جَمِيعَ خَيرِالدُّنْيَاوَجَمِيعَ خَيرِ الآخِرَةِ وَاصرِف عَنِّي بِمَسئَلَتي اِيَّاکَ جَمِيعَ شَرِّالدُّنْيَاوَشَرِّالآخِرَةِفَاِنَّهُ غَيرُمَنقُوصٍ مَااَعطَيتَ وزدني مِن فَضلِکَ يَاكَرِيمُ

"اے وہ خدا جو کم کے مقابلہ میں زیادہ عطا کرتا ہے، اے وہ خدا جو سوال کرنے والے اور سوال نہ کرنے والے دونوں کو عطا کرتا ہے اور جو اس کو نہ پہچانے، میرے سوال کرنے کی بنا پر مجھ کو بھی اپنی رحمت و لطف سے عطا کر، دنیا کی کل نیکی اور آخرت کی تمام نیکیاں، میرے سوال کے مطابق مجھ کو عطا کردے اور دنیا و آخرت کی تمام برائیاں مجھ سے دور فرمادے کیونکہ تیری عطا

---

۱) بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۰۲۔)

میں نقص نہیں ہے اور میرے لئے اپنے فضل کو زیادہ کر اے کریم!"

اللهم انّي اسالک مفاتح الخير وخواتمه وسوابغه وفوائده وبركاته ومابلغ علمه علمي وماقصرعن احصائه حفظي

يَامَن هُوَفِي عُلُوِّهِ قَرِيبٌ، يَامَن هُوَفِي قُربِهِ لَطِيفٌ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وَآلِ محمّد اللهم اِنِّي اَسئَلُکَ لِدِينِي وَدُنيَاي وَآخِرَتِي مِنَ الخَيرِ کُلِّهِ وَاَعُوذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّکُلِّهِ

"خدایا میں تجہ سے خیر کی کنجیاں، عاقبت بخیر، نعمتیں، فوائد برکات نیز جس کا علم مجھے نہیں ہوسکا ہے اور جس چیز کا احاطہ کرنے سے میری یادداشت قاصر ہے سب کا سوال کرتا ہوں"

اے وہ خدا جو اپنی برتری میں قریب ہے اے وہ خدا جو اپنے قرب میں لطیف ہے درود ورحمت ہو محمد وآل محمد پر، اے خدا میں تجہ سے اپنے دین، دنیا اور آخرت میں خیر کی دعا کرتا ہوں اور تمام برائیوں سے پناہ چاہتا ہوں" وَادخِلنِی فِی کُلِّ خَيرٍ اَدخَلتَ مُحَمَّداًوَآلَ مُحَمَّدٍوَاَخرِجنِي مِن کُلِّ اَخرَجتَ مِنهُ مُحَمَّداًوَآلَ مُحَمَّد

"اے میرے مولا مجہ کو ہر اس نیکی میں داخل کردے جس میں تو نے محمد وآل محمد کو داخل کیا ہے اور مجہ کو ہر اس برائی سے نکال دے جس سے تو نے محمد وآل محمد کو نکال دیا ہے"

وَاكفِنِي مَااَهَمَّنِي مِن اَمرِدُنيَايَ وَآخِرَتِي

"اور مجہ کو دنیا وآخرت کے ان امور سے محفوظ رکہ جو میرے لئے دشواری کا سبب ہیں"

اللهم لَاتَدَع لِي ذَنباًاِلَّاغَفرتَهُ وَلَاهَمّاًاِلَّافَرَّجتَهُ وَلَاسُقماًاِلَّاشَفَيتَهُ وَلَا عَيباًاِلَّاسَتَرتَهُ وَلَارِزقاًاِلَّابَسَطتَهُ وَلَاخَوفاًاِلَّاآمَنتَهُ وَلَاسُوءً اِلَّاصَرَفتَهُ وَلَاحَاجَةً هِيَ لَکَ رِضاًوَلِيَ فِيهِ اصلَاحٌ اِلَّاقَضَيتَهَا يَااَرحَمَ الرَّاحِمِينَ

"خدایا! میرے لئے کوئی گناہ نہ چھوڑ مگر تو اس کو بخش دے اور نہ کسی غم کو مگر اس کو خوشی سے بدل دے اور نہ کسی مرض کو مگر یہ کہ تو شفا دیدے اور نہ کسی عیب کو مگر اس کو چھپا دے نہ کسی رزق کو مگر اسے زیادہ کردے اور نہ کسی خوف کو مگر اس سے امان دیدے اور نہ کسی برائی کو مگر اسے دور کردے اور نہ کسی حاجت کو جس میں تیری رضا اور جس میں میرے لئے صلاح ہو مگر تو اس کو پورا کردے اے سب سے بڑے رحم کرنے والے"

يَامَن بِيَدِهِ مَقَادِيرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَة وَبِيَدِه مَقَادِيرُ النَّصرِ وَالْخُذلَانِ، وَبِيَدِه مَقَادِيرُ الغِنىٰ وَالفَقْرِ وَبِيَدِه مَقَادِيرُ الخَيرِ وَالشَّرِّ، صَلِّ علىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ محمد، وَبَارِک لِي فِي دِينِي الَّذِي هُوَ مِلَاکُ اَمرِي وَدُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعِيشَتِي، وَآخِرَتِي الَّتِي اِلَيهَا مُنقَلَبِي وَبَارِک لِي فِي جَمِيعِ اُمُورِي اَعُوذُ بِکَ مِن شَرِّ المَحيَا وَالمَمَاتِ، وَاَعُوذُ بِکَ مِن مَکَارِهِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

"اے وہ ذات جس کے اختیار میں دنیا و آخرت کے اندازے ہیں کامیابی اور شکست کے اندازے ہیں مالداری اور غربت کا اختیار ہے محمد و آل محمد پر درود بھیج اور مجھے میری اس دنیا میں برکت دے جو میرے امر کا معیار ہے اور اسی دنیا میں برکت دے جس میں میری روزی ہے اور اس آخرت میں برکت دے جہاں مجھے جانا ہے میرے تمام امور میں برکت دے ۔۔۔میں زندگی اور موت کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور دنیا و آخرت کی ناگواریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں "

اسالُک بنور وجهک الذي اشرقت به السماوات وانکشفت به الظلمات وصلح علیه امرالاولین والاخرین ان تصلي علی محمّدوآل محمّد وان تصلح لي شاني کلّه ولاتکلني الي نفسی طرفة عین ابداً

"میں تجھ سے تیری ذات کے اس نور کے صدقہ میں سوال کرتا ہوں جس کے ذریعہ آسمان چمکے تاریکیاں چھٹ گئیں اور اس پر آنے والوں اور گذر جانے والوں کا معاملہ درست ہوا تو محمد و آل محمد پر درود بھیج اور یہ کہ تو میرے لئے میرے پورے معاملہ کو درست کر دے اور مجھ کو ایک لمحہ کیلئے بھی میرے نفس کے حوالہ نہ کر "

سحری سے متعلق دعا میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں :

اکفِنِي المُهِمَّ کُلَّهُ، وَاقضِ لِی بِالحُسنىٰ، وَبَارِک فِي جَمِيعِ اُمُورِي وَاقضِ لِي جَمِيعَ حَوَائِجی اللهم يَسِّرلِي مَااَخَافُ تَعسِيرَهُ فانّ تيسيرمااخاف تعسيره عليک يسيروسهّل لي مااخاف حزونته ونفّس عني مااخاف ضيقه وکفَّ عني مااخاف غمّه واصرف عنی مااخاف بليّته

"اور ہمارے تمام اہم امور کے لئے کافی ہو جا اور انجام بخیر کر اور مجھ کو برکت دے تمام امور میں اور میری تمام حاجتوں کو پورا کر خدایا !میرے لئے آسان کر جس کی سختی سے میں ڈرتا ہوں اس کا آسان کرنا تیرے لئے بہت سہل ہے اور سہل بنا دے اس کو جس کی دشواری سے میں خوف زدہ ہوں اور جس کی تنگی سے میں خوفزدہ ہوں اس میں کشادگی عطا کر اور جس کے غم سے خوف زدہ ہوں اس کو روک دے اور جس کی مصیبت سے میں خوف زدہ ہوں اس کو مجھ سے دور کر دے "

اور دعاء الاسحار میں آیا ہے:

وَهب لي رحمة واسعة جامعة اطلب بها خير الدنيا والآخرة "اور مجہ کو وسیع اور کامل رحمت عطا کر جس سے میں دنیا و آخرت کی نیکیاں حاصل کرسکوں"

ب۔ بڑی حاجتیں چھوٹی حاجتوں پر پردہ نہ ڈال دیں

کبھی کبھی ہم میں سے بعض افراد اپنی چھوٹی چھوٹی حاجتوں کو خداوندعالم سے مانگنے کو عیب سمجھتے ہیں لیکن انسان کو پروردگار عالم سے مختلف چیزوں کے متعلق سوال کرنا چاہئے چاہے حاجت کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو خدا سے سوال کرنے میں کوئی عیب نہیں سمجھنا چاہئے۔

بندہ پروردگار عالم سے اپنی تمام حاجتوں اور کمزوریوں کوچھپاتا ہے لیکن ہماری تمام حاجتیں، ہمارا نقص یہاں تک کہ جن حاجتوں کو ہم خدا کے علاوہ کسی اور کے سامنے پیش کرنے سے بھی شرمندہ ہوتے ہیں وہ ان سب سے آگاہ ہے۔ خداوندعالم سے بڑی بڑی حاجتوں اور سوالات کرنے سے چھوٹی چھوٹی حاجتوں پرپردہ ڈالنا سزاوار نہیں ہے۔

خداوندعالم اپنے بندے سے اس کی چھوٹی بڑی تمام حاجتوں میں اس سے رابطہ برقرار رکھنے کو پسند کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اس سے ہمیشہ رابطہ رکھنا چاہتا ہے اور یہ جاودانہ رابطہ اس وقت تک برقرار نہیں رہ سکتا جب تک بندہ خداوندعالم سے اپنی چھوٹی بڑی تمام حاجتوں کا سوال نہ کرے۔

رسول اللہ (ص) سے مروی ہے:

سلوا الله عزّوجلّ مابدا لكم من حوائجكم حتّى شسع النعل،فانّه انْ لم ييسره لم يتيسر

"تم اپنی تمام حاجتیں یہاں تک کہ جوتے کے تسمہ کو بھی خدا سے مانگو چونکہ اگر اس کو خدانہیں دیگا تو نہیں ملے گا"

یہ بھی رسول اسلام (ص) سے مروی ہے:

ليسال احدكم ربّه حاجاته كلّها،حتّىٰ يساله شسع نعله اذا انقطع [1] "تم میں سے ہر ایک کو خداوند عالم سے اپنی تمام حاجتیں طلب کرنا چاہئیں یہاں تک کہ اگر تمہارے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کو بھی خدا سے مانگنا چاہئے"

---

۱)مکارم الاخلاق صفحہ ۳۱۲،بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۲۹۵۔)

اور یہ بھی رسول اسلام (ص) سے مروی ہے:

لاتعجزوا عن الدعاء فانّه لم یهلک احدٌ مع الدعاء،ولیسا ل احدُکم ربّه حتّیٰ یساله شسع نعله اذا انقطع ،واسالوا الله مِنْ فضله ؛فانّه یحبّ انْ یسال [۱]

"تم دعا کرنے سے عاجز نہ ہونا ؛چونکہ دعا کے ساتہ کوئی ہلاک نہیں ہوا ،تم میں سے ہر ایک کو خدا وند عالم سے سوال کرنا چاہیئے یہاں تک کہ اگر تمہارے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو بھی اسی سے مانگنا چاہیئے اور تم اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو چونکہ خدا وند عالم اس چیز کو دوست رکھتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے "

سیف تمار سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سُنا ہے:

علیکم بالدعاء؛فانّکم لاتتقربون بمثله،ولاتترکواصغیرة لصغرها انْ تسالوها،فانّ صاحب الصغائرهوصاحب الکبائر [۲]

"تم پر دعا کرنا ضروری ہے چونکہ تم دعا کے مانند کسی اور چیز سے خدا وند عالم کے قریب نہیں ہو سکتے اور چھوٹی چیزوں کے بارے میں اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے اس کے متعلق سوال کرنا نہ چھوڑدو اس لئے کہ جو چھوٹی چیزوں کا مالک ہے وہی بڑی چیزوں کا مالک ہے "

حدیث قدسی میں آیا ہے:

یاموسیٰ سلني کلّ ماتحتاج الیه،حتّیٰ علف شاتک وملح عجینک [۳]

"اے موسیٰ مجہ سے ہر چیز کا سوال کرو یہاں تک کہ اپنی بکریوں کے چارے اور اپنے آٹے کے نمک کیلئے بھی مجہ سے سوال کرو "

---

۱)بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۰۰۔)

۴،حدیث / ۲)بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۲۹۳ ،المجالس صفحہ ۱۹ ،وسائل الشیعہ جلد ۱۰۹۰)۸۶۳۵ اصول کافی / ۶۱۵ /

۳)عدۃ الداعی صفحہ ۹۸۔)

دعا کے سلسلہ میں ان چیزوں پر زور دینے سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ انسان دعا کرنے کی وجہ سے عمل میں سستی کرے بلکہ اس کو چاہیئے کہ وہ جو عمل انجام دے رہا ہے اس تکیہ نہ کرے اور اس عمل کے سلسلہ میں اس کی امید و آرزو خداوند عالم کی ذات سے ہو ۔

دوسرے یہ کہ انسان اپنے تمام لوازمات دعا انجام دیتے وقت اپنی حاجتوں اور خدا کے درمیان رابطہ برقرار رکھے ۔

مذکورہ دونوں چیزوں کا یہ تقاضا ہے کہ انسان اللہ سے اپنی تمام حاجتیں طلب کرے یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ ،اپنے حیوان کے لئے چارہ اور آٹے کے لئے نمک کا بھی اسی سے سوال کرے، جیساکہ حدیث قدسی میں آیا ہے ۔

ج: خداوندعالم کی بارگاہ میں بڑی نعمتوں کا سوال کرنا چاہیئے

جہاں ہم پروردکار عالم سے ہرچیز مانگتے ہیں وہیں پر ہمیں اس سے بڑی نعمتوں کا سوال کرنا چاہیئے

جس طرح ہمیں پروردگار عالم سے چھوٹی چھوٹی چیزیں مانگنے میں ندامت نہیں ہونی چاہیئے جیسے حیوان کے لئے چارہ ،جوتے کا تسمہ اور آٹے کے لئے نمک اسی طرح ہمیں اس سے بڑی بڑی نعمتوں کا سوال کرنا چاہیئے چاہے وہ کتنی ہی بڑی و عظیم کیوں نہ ہو ۔

ربیعہ بن کعب سے مروی ہے:

قال لي ذات يوم رسول الله (ص):ياربيعة خدمتني سبع سنين،افلا تسالنى حاجة ؟فقلت يارسول الله امهلني حتّیٰ افكر فلمّااصبحت ودخلت عليه قال لي: ياربيعة هات حاجتک ،فقلت:تسا ل اللّہ ان يدخلني معک الجنة،فقال لی:مَنْ علّمک هذا ؟فقلت :يارسول الله ماعلّمني احد لكن فكرّت في نفسي وقلت:انْ سالتهُ مالاً كان الیٰ نفاد،وان سالته عمرا طويلاواولاداً كان عاقبتهم الموت قال ربيعة :فنكس راسه (ص)ساعة ثم قال:افعل ذلک،فاعنّي بكثرة السجود قال وسمعته يقول:ستكون بعدي فتنة،فاذاكان ذلک فالتزمواعلي بن ابي طالب [1]

"مجھ سے ایک روز رسول خدا (ص) نے فرمایا اے ربیعہ تم سات سال سے میری خدمت کررہے ہو کیا مجھ سے کسی چیز کا سوال نہیں کروگے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ص) مجھے غور وفکر کرنے کی مہلت دیجئے۔ جب میں اگلے روز صبح کے وقت آنحضرت (ص) کی خدمت بابرکت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا: اے ربیعہ مجھ سے اپنی حاجت بیان کرو۔ میں نے عرض کیا: خدا سے دعا فرمادیجئے کہ وہ مجھکو آپ کے ساتھ جنت میں داخل کرے۔

آپ نے مجھ سے فرمایا: تم کو یہ کس نے سکھایا ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ص) یہ مجھے کسی نے نہیں سکھایا میں نے بذات خود غوروفکر کیا کہ اگر میں آپ سے مال کا سوال کروں تو وہ ختم ہو جایگا، اگر میں آپ سے اپنی طولانی عمر اور اولاد کا سوال کروں تو یقینا ایک دن موت ضرور آئیگی۔

ربیعہ کا کہنا ہے کہ آپ نے کچھ دیر توقف کرنے کے بعد فرمایا: خدا ایسا ہی کرے، لہٰذا تم بہت زیادہ (سجدے) عبادت کیا کرو۔

ربیعہ کہتے ہیں میں نے آپ کو یہ فرماتے سُنا ہے: عنقریب میرے بعد فتنہ بپا ہوگا اور جب ایسا ہو جائے تو تم پر علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اطاعت کرنا واجب ہے"

---

۱) بحاالانوار جلد ۹۳۔ صفحہ ۳۲۷۔)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

"كان النبى (ص)اذا سُئل شيئا فاذا اراد ان يفعله قال:نعم واذا اراد ان لا يفعل سكت،وكان لا يقول لشيٍ لا فاتاه اعرابي فساله فسكت ،ثم ساله فسكت، ثم ساله فسكت فقال (ص) كهيئة المسترسل:ماشئت يااعرابي؟فقلنا:الآن يسال الجنّة،فقال الاعرابى:اسالک ناقة ورحلها وزاداً قال:لک ذلک،ثم قال (ص):کم بين مسالة الاعرابي وعجوز بنى اسرائيل؟ثم قال:انّ موسىٰ لما أُمران يقطع البحرفانتهىٰ اليه وضربت وجوه الدواب رجعت،فقال موسىٰ:ياربّ مالي؟ قال:ياموسىٰ انّک عند قبريوسف فاحمل عظامه،وقد استوىٰ القبر بالارض،فسال موسىٰ قومه:هل يدري احد منكم اين هو؟قالوا:عجوزلعلّها تعلم،فقال لها:هل تعلمين؟قالت:نعم،قال:فدلیناعليه ،قالت:لاوالله حتّى تُعطيني مااسئلک،قال:ذلک لک،قالت:فإنى اسالک ان اكون معک فى الدرجة الّتي تكون فى الجنّة،قال:سلي الجنّة قالت:لاوالله الّا ان اكون معک،فجعل موسىٰ يراود فاوحىٰ الله اليه:ان اعطها ذلک:فإنّها لاتنقصک،فاعطاهاودلّته على القبر"[1]

"جب پیغمبر اکرم (ص) سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا جاتاتھا تواگر آپ کا ارادہ اس فعل کے انجام کے متعلق ہوتا تھا تو آپ فرماتے تھے :ہاں اور اگر آپ کا ارادہ اس کے انجام نہ دینے کا ہوتا تھا تو آپ ساکت رہتے تھے ۔

اور آپ کسی بھی چیز کے سلسلہ میں "نہیں" نہیں فرماتے تھے ،ایک اعرابی نے آپ کی

۔ ۱)بحا الانوار جلد ۹۳ صفحہ /۳۲۷ ۔)

خدمت میں حاضر ہوکرسوال کیا تو آپ خاموش رہے ، اس نے پھر سوال کیا تو آپ پھر خاموش رہے، پھر اس نے سوال کیا ،آپ پھر خاموش رہے،تو آپ نے فرمایا : اے اعرابی تو کیا چاہتا ہے ؟ہم لوگوں نے کہا کہ اب یہ جنت کے سلسلہ میں سوال کرے گا ۔

اعرابی نے کہا :میں آپ سے ناقہ، سواری اور زادراہ چاہتا ہوں ۔

آپ نے فرمایا :ہاں تجھ کو عطا کیا جائیگا ،پھر آپ نے فرمایا :اس اعرابی اور اس بنی اسرائیل کی بڑھیا کے درمیان کتنا فرق ہے ؟

پھرفرمایا:جب موسیٰ کو دریا پار کرنے کا حکم ملا اور آپ دریا کے کنارےپہونچ گئے تو موسیٰ نے جانوروں کو آگے بڑھانا چاہا لیکن جانور واپس آگئے ۔

جناب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پالنے والے میرے لئے کیا فرمان ہے؟ فرمایا :اے موسیٰ تم حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کے پاس ہواور ان کی ہڈیوں کو اٹھا لو جبکہ قبر زمین کے برابر ہو چکی تھی ۔ جناب موسیٰ نے اپنی قوم سے سوال کیا :کیاتم میں سے کوئی جانتا ہے ؟ قوم نے کہا:ایک بڑھیا ہے شاید وہ جانتی ہے ؟

بڑھیا سے سوال کیا :کیا تم جانتی ہو؟

اس نے جواب دیا :ہاں آپ نے فرمایا :تو ہمیں بتاؤ کہاں ہے ؟ بڑھیا نے کہا :خدا کی قسم میں اس وقت تک قبر کا پتہ نہیں بتاؤنگی جب تک آپ میرے سوال کا جواب نہیں دیں گے۔

آپ نے فرمایا :جو تم مانگوگی وہی دیا جائیگا ، اس نے کہا :میں جنت میں آپ کے ساتھ اسی درجہ میں رہوں جس میں آپ رہیں گے ۔

آپ نے فرمایا:ہاں تم جنت میں رہوگی اس نے کہا:نہیں خدا کی قسم میں جب تک آپ کے ساتھ نہیں رہوں گی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا :تم جنت کا سوال کرو۔تو بڑھیا نے کہا :میں اس سے کم پر راضی نہیں ہوں ۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کچھ پس وپیش کرنے لگے تو اللہ نے آپ پر وحی نازل فرمائی :اگر آپ اس کو عطا کردیں گے تو جنت میںکمی نہیں آئیگی تو آپ نے اس کو عطا کردی اور اس نے قبر کا نشان بتایا ”

د۔دعا کر کے سب کچھ تدبیر الٰہی کے حوالہ کردینا

دعا میں خداوندعالم سے یہ طلب کرنا کہ وہ اپنی تدبیر کے ذریعہ ہم کو اپنی تدبیر سے بے نیاز کردے اور اپنی رحمت و حکمت کو ہمارے امر کا ولی بنا دے اور ہمارے نفسوں پر کسی چیز کو موکول نہ کرے ،دعاء عرفہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں :

اَغنِنِي بِتَدبِیرِکَ لِي عَن تَدبِیرِي،وَبِاختِیَارِکَ عَن اِختِیَارِي

"میرے خدا مجھ کو اپنی تدبیر کے ذریعہ میری تدبیر سے بے نیاز کر اور اپنے اختیار کے مقابلہ میں میرے اختیار سے بے نیاز کر "

اور مناجات شعبانیہ میں آیا ہے : وَتَوَلّ مِن اَمرِي مَااَنتَ اَهلُهُ

"خدایا !جس چیز کا تو اہل ہے میرے امر میں سے اس کا تو ذمہ دار ہوگا "

یہ بھی وارد ہوا ہے : حَسبِي عَن سُوالِي عِلمه بِحَالِي [1]"میرے سوال کرنے سے اس کا میرے حال سے واقف ہونا ہی کافی ہے"

مروی ہے :جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا :کیا آپ کی کوئی حاجت ہے ؟آپ نے فرمایا:ہاں میری حاجت تو ہے لیکن تجھ سے نہیں ، حَسبِیَ اللہ ،وَنِعمَ الوَکِیلُ

اس کے بعد میکائل نے عرض کیا :اگر آپ کا ارادہ آگ کو بجھانے کا ہے تو میں آگ کو

---

۱)بحارالانوار جلد ۷۱ صفحہ ۱۵۵ ۔

بجھا دوں گا چونکہ بارش اور پانی کا خزانہ میرے اختیار میں ہے۔ آپ نے فرمایا: میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔
اس کے بعد ہوا کے فرشتہ نے آکر عرض کیا: اگر آپ چاہیں تو میں آگ کو اڑادوں آپ نے فرمایا: میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔
جبرئیل نے کہا: تو پھر اللہ سے اپنی حاجت طلب کیجئے آپ نے فرمایا: خداوندعالم کو میرے حالات کا علم ہے"[1]
اس کا مطلب دعا سے منع کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب بندہ کا تدبیر میں اپنے امر کو اللہ کے حوالہ کر دینا ہے۔
اس کو ہر امر میں اللہ کی طرف تفویض سے تعبیر کیا جاتا ہے اور سختیوں اور بلاؤں میں اللہ کی تقدیر، قضا، حکمت اور تدبیر پر اعتماد رکھنا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام دعائے عرفہ میں فرماتے ہیں:
ا ِلٰهِي اِنَّ اخْتِلَافِ تَدْبِيْرِکَ وَ سُرْعَةَ طَوَاءِ مَقَادِيْرِکَ مَنَعَا عِبَادِکَ الْعَارِفِيْنَ بِکَ عَنِ السَّکُوْنِ اِلیٰ عَطَاءٍ وَالْيَاْسِ مِنکْ فِی بَلَاءٍ
"میرے معبود! بیشک تیری تدبیر کی تبدیلی اور تیرے مقدارات کے سریع تغیرات نے تیرے عارف بندوں کوپر سکون عطا اور مصیبت میں نا امید ہونے سے روک دیا ہے"
امام علیہ السلام فرماتے ہیں بیشک تیرے عارف بندے کسی عطا پر راضی نہیں ہوتے وہ عطا چا ہے کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اور کسی مصیبت میں تجہ سے مایوس نہیں ہو تے وہ بلا کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ تیرے احکام اور بندوں کے سلسلہ میں فیصلہ بہت جلد ہوتا ہے نیز ایک

---

۱)بحارالانوار جلد ۷۱ صفحہ ۱۵۵۔)

حالت سے دوسری حالت کی جانب تیری تدبیر بدلتی رہتی ہے لہٰذا تیرے بندے عطا اور روزی پر مطمئن نہیں ہوتے اور تیری رحمت سے کسی مصیبت میں مایوس نہیں ہوتے البتہ تیری رحمت پر مطمئن رہتے ہیں اور تیرے فضل سے مایوس نہیں ہوتے ہیں "

امام حسین کے اسی مفہوم کی، قرآن کریم کی یہ آیت براہ راست عکاسی کررہی ہے:

لِکَیْلاَ تَاسَواْ عَلَ یٰ مَافَاتَکُم وَلاَتَفرَ ُحواْبِمَاآتَاکُم (۱)

"یہ تقدیر اس لئے ہے کہ جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اس کا افسوس نہ کرو اور جب خدا تم کو کوئی چیز(نعمت)عطا کرے تو اس پر نہ اترایا کرو " امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں :زہد قرآن کے ان دو کلموں میں ہے :

لِکَیْلاَ تَاسَواْ عَلَ یٰ مَافَاتَکُم وَلاَتَفرَ ُحواْبِمَاآتَاکُم (۲)

"یہ تقدیر اس لئے ہے کہ جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اس کا افسوس نہ کرواور اور جب خدا تم کو کوئی چیز(نعمت)عطا کرے تو اس پر نہ اترایا کرو "جب خداوند عالم نے بندوں کو اس کے قضا و قدر پر اعتماد اور اپنے تمام امور کو خدا پر واگذار کرنے کی توفیق عطا کر دی ہے ۔۔۔تو بندہ اس وقت خوشی اور غم میں اللہ کے قضا و قدر پر سکون محسوس کرتا صرف اس کی عطا پر نہیں، اور نہ ہی وہ مصیبتوں میں مایوس ہوتا ہے ۔

ماثورہ دعاؤں میں اس معنی پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے مشہور و معروف زیارت امین اللہ میں آیا ہے :

اللهم فَاجعْ ل نفسْ ِي مُطمْ ئِنَّةً بِقدرْ ِکَ رَا ضِیَةً بِقَضَائِکَ،مَولْ ِعَةً

---

۱)سورہ حدید آیت/ ۲۳ ۔)

۲)سورہ حدید آیت/ ۲۳ ۔)

بِذکرْکَ وَدُعَائِکَ صَابِرَةً عِندْ◌َ نُزُولْ◌ِ بَلاَ ئِکَ شَاکِرَةً لِفَوَاضِلِ نِعمْ◌َائِکَ

“خدایا! میرے نفس کو اپنے قدر پر مطمئن اور اپنے قضا پر راضی کردے، اپنے ذکر و دعا کا شیدائی بنا دے اور اپنے خالص اور برگزیدہ اولیاء کا محبت کرنے والا بنا دے اور اپنے آسمان و زمین میں محبوب کردے اور اپنی بلا کے نزول پر صابر اور اپنی بہترین نعمتوں پر شاکر بنا دے اپنی تمام نعمتوں کا یاد کرنے والا ” حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین علیہما السلام دعا میں فرماتے ہیں :

وَالـہْ◌َمنْ◌َاالاْ◌ِنقْ◌ِیَادَ لَمَّـاوَرْ◌َدَت عَلَـینْ◌َامِن مَشِـیَّتِکَ حَتـیٰٓ لَانُحـبَّ◌ُ تَاخِیرْ◌ُمَـا (عَجَّلَت،ْوَلَاتَعجْ◌ِیـلْ◌َ مَااَخَّرَت وَلَانَکرْ◌َهُ مَااَحبْ◌َبتْ◌َ وَلَانَتَخَیَّرَمَاکَرِهتْ◌ُ [1]

“ہمیں اس مشیت کی اطاعت کا الہام عطا فرما جو تونے ہم پر وارد کی ہے تاکہ جو چیز جلدی سامنے آجائے ہم اس کی تاخیر کے خواہاں نہ ہوں اور جو چیز دیر میں آئے اس کی عجلت کے طلبگار نہ ہوں تیری محبوب اشیاء کو مکروہ نہ سمجھیں اور تیری ناپسندیدہ چیزوں کو اختیار نہ کرلیں ”

دعا کے ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :

وطیب بقضائک نفسي ووسّع بمواقع حکمک صدري ووهب لي الثقة لأُقرمعها بانّ قَضَائک لم یجرالّا بالْخَیْرَةِ [2]

“اور میرے نفس کو اپنے فیصلہ سے مطمئن کردے اور میرے سینہ کو اپنے فیصلوں کے لئے کشادہ بنا دے مجھے یہ اطمینان عطا فرما دے کہ میں اس امر کا اقرار کروں کہ تیرا فیصلہ ہمیشہ خیر ہی کے ساتھ جاری ہوتا ہے۔

دعاء صباح میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں :

---

۱)صحیفہ سجادیہ دعا / ۳۳۔)

۲)صحیفہ سجادیہ دعا / ۳۵۔)

الهي هذهِ ازمة نفسي عقلتهابعقال مشيئتک [1]

"خدایا! یہ میرے نفس کی مہار ہے جس کو مرضی اور مشیت کے رسّی سے مستحکم باندھا ہے "

۵۔خداوند عالم سے ذات خدا کو طلب کرنا

دعا میںسب سے زیادہ لطف اوراس کی جلالت یہ ہے کہ انسان دعا میں اللہ سے نہ دنیا طلب کرے اور نہ آخرت طلب کرے بلکہ وہ خدا سے اس کے وجہ کریم کا مطالبہ کرے ،اس کی مرضی ، ملاقات ،اس سے قربت ،اس تک رسائی ،اس کی محبت ،اس سے انسیت ،اور اس تک پہنچنے کی تشویق کا مطالبہ کرے حضرت فاطمہ صدیقہ طاہرہ نے دعا میں ملك الموت کے خداوند عالم کے امر سے ان کی روح پاک قبض کرنے سے پہلے اس کی جانب سے ایسے رزق کا مطالبہ کیاجس سے ان کا سینہ ٹھنڈا ہو جائے اور ان کا نفس خوش ہو جائے ،آپ نے دعامیں یوں عرض کیا :پروردگارا تیری طرف سے بشارت ہونی چاہئے تیرے علاوہ کسی اور کی طرف سے نہیں ،اس سے میرا دل ٹھنڈا ہو گیا، میرا نفس خوش ہو گیا ،میری آنکھیں ٹھندی ہو گئیں اور میرا چہرہ باغ باغ ہو گیا ۔۔۔اور میرا دل مطمئن ہو گیا اور اس سے میرا پورا جسم خوش ہو گیا "[2]

حضرت امام حسین علیہ السلام دعائے عرفہ میں فرماتے ہیں : منک اطلبْ الوصول الیک

"تجھ ہی سے تجھ تک پہنچنے کا مطالبہ کرتا ہوں "

حضرت امیر المومنین علیہ السلام دعا ء صباح میں فرماتے ہیں : اَنتْ َ غَايَةُ مَطلْ ُوبْ ِی وَمُنَایَ

"اورتو ہی میرا آخری مطلوب ہے اوردنیا اور آخرت میں میری امید ہے "

---

۱)دعا ء صباح ۔

۲)فلاح السائل ۔

پندرہ مناجات میں سے مناجات "محبین "میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: اِ ھٰلِي مَن ذَا لَّذِی ذَاقَ حَلاَوَۃَ مَحَبَّتِکَ فَرَامَ مِنکَ بَدَلاً وَمَن ذَاالَّذِي اَنِسَ بِقُربِکَ فَابتَغیٰ عَنکَ حِوَلاً

"خدایا وہ کون شخص ہے جس نے تیری محبت کی مٹھاس کو چکھا ہو اور تیرے علاوہ کا خواہش مند ہو اور وہ کون شخص ہے جس نے تیری قربت کا انس پایا ہو اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے روگردانی کرے 'پندرہ مناجات میں سے مناجات مریدین میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: اِ ھٰلِي فَاسلُکْ بِنَا سُبُلَ الوُصُولِ اِلَیکَ وَسَیِّرنَا فِي اَقرَبِ الطُّرُقِ لِلوُفُودِ عَلَیکَ "خدایا! ہم کو اپنی طرف پہنچنے کے راستوں پر چلا دے اور ہم کو تیری طرف پہنچنے والے قریب ترین راستہ سے لے چل، ہمارے اوپر دور کو قریب کردے " مناجات متوسلین میں فرماتے ہیں:

"وَاجعَلنِي مِن صَفوَتِکَ الَّذِینَ اَقرَرتَ اَعیُنَھُم بِالنَّظَرِاِلَیکَ یَومَ لِقَائِکَ " "اور مجھ کو ان منتخب بندوں میں قرار دے جن کی آنکھوں کو روز ملاقات اپنے دیدار سے خنکی عطا کی ہے "

دعا عرفہ میں امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: اُطلُبنِي بِرَحمَتِکَ حَتّیٰ اَصِلَ اِلَیکَ

"میرے معبود مجھ کو اپنے دررحمت پر طلب کر، تاکہ میں تجھ سے مل جاوں"

حضرت امیر المومنین علیہ السلام دعائے کمیل میں فرماتے ہیں: وَاستَشفَعتُ بِکَ اِلیٰ نَفسِکَ وَھَب لِيَ الجِدَّ فِی خَشیَتِکَ وَالدَّوَامَ فِي الاِتِّصَالِ بِخِدمَتِکَ وَادنُو مِنکَ دُنُوَّالمُخلِصِینَ وَاجتَمِعَ فِی جِوَارِکَ مَعَ المُومِنِینَ

"اور تیری ہی ذات کو اپنا سفارشی بناتا ہوں، اور تو مجھ کو خوف و خشیت میں کوشش کی توفیق عطا کر نیز تیری خدمت کے لگاتار انجام دینے کی ---اور تیری بارگاہ میں خلوص رکھنے والوں کا سا قرب حاصل ہو، اور تیری بارگاہ میں مومنین کے ساتھ جمع ہو جاؤں "

مناجات محبین میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: اِ ھٰلِي فَاجعَلنَا مِمَّن ھَیَّمتَ قَلبَہُ لِاِرَادَتِکَ وَاجتَبَیتَہُ لِمُشَاھَدَتِکَ وَ اَخلَیتَ وَجھَہُ لَکَ وَفَرَّغتَ فُؤَادَہُ لِحُبِّکَ وَرَغَّبتَہُ فِیمَا عِندَکَ وَقَطَعتَ عَنہُ کُلَّ شَیءٍ یَقطَعُہُ عَنکَ

"خدایا!تو مجھ کو ان لوگوں میں سے قرار دے جس کے دل کو اپنے ارادہ کا مسکن بنایا ہو اور جس کو تو نے اپنے مشاہدہ کے لئے منتخب کیا ہو اور جس کے چہرے کو اپنے لئے خالی کر لیا ہے اور جس کے دل کو اپنی محبت کے لئے فارغ کرلیا ہے اور جس کو اس چیز کی رغبت دی ہے جو تیرے پاس ہے اور جس سے ہر اس چیز کو دور کر دیا ہے جو تجھ سے دور کرتی ہے "

ب۔ جو چیزیں دعا میں سزاوار نہیں ہیں

اب ہم ان چیزوں کے سلسلہ میں بحث کریں گے جو دعا میں نہیں ہونا چاہئیں اور ہم ان سب چیزوں کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں بیان کریں گے جو مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ کائنات اور حیات بشری میں اللہ کی عام سنتوں کے خلاف دعا کرنا

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی شفاعت اور اس کے پانی میں غرق ہونے سے بچانے کیلئے خداوند عالم کے وعدہ کے مطابق کہ وہ ان کے اہل کو نجات دے گا خدا سے دعا کی لیکن خداوندعالم نے اپنے بندے اور اپنے نبی نوح علیہ السلام کی دعا قبول نہیں کی اور ان کی دعا کو رد فرمایا : انہ لیس من اھلک اے نوح یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے "اور ان کو پھر اس کے مثل کبھی دعا نہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔

وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ۝ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ (۱)

"اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پروردگار میرا فرزند میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ اہل کو بچانے کا برحق ہے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے ، ارشاد ہوا کہ نوح یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے یہ عمل غیر صالح ہے لہٰذا مجھ سے اس چیز کے بارے میں سوال نہ کرو جس کا تمہیں علم نہیں ہے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تمہارا شمار جاہلوں میں نہ ہو جائے نوح نے کہا کہ خدایا ! میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ اس چیز کا سوال کروں جس کا علم نہ ہو اور اگر تو مجھے معاف نہ کرے گا اور مجھ پر رحم نہ کرے گا تو میں خسارہ اٹھانے والوں میں ہو جاؤں گا " حضرت نوح علیہ السلام کو خداوندعالم سے اپنے اہل وعیال کی نجات کا سوال کرنے کا حق تھا لیکن جو ان کے اہل سے نہ ہو اس کو غرق ہونے سے نجات دلانے کے سلسلہ میں سوال کرنے کا کوئی حق نہیں تھا ۔

ان کا بیٹا ان کے اہل میں نہیں تھا یہ اللہ کا حکم ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کو پروردگار عالم کے قوانین اور احکام کی خلاف ورزی کرنے کا حق نہیں ہے ۔ ذرا حضرت نوح علیہ السلام کے جواب پر غور وفکر کیجئے ۔

دعا میں اللہ کی سنتوں کے امر کو سمجھنا ضروری ہے دعا کا کام ان سنتوں کو توڑنا اور ان سے تجاوز

---

۱) سورۂ ہود آیت ۴۵ سے ۴۷ ۔

کرنا نہیں ہے بلکہ دعا کا فلسفہ یہ ہے کہ بندہ خدا وند عالم کی سنتوں اور اس کے قوانین کے دائرہ میں رہ کرخداوند عالم سے سوال کرے ۔بیشک اللہ کی سنتیں ہمیشہ اللہ کے ارادہ تکوینی کو مجسم کرتی ہیں ،اور دعا کی شان اللہ کے ارادہ کے زیر سایہ ہے نہ اس سے تجاوز کرتی ہے اور نہ ہی اس کی حدود کو پار کرتی ہے ۔

خداوندعالم فرماتا ہے :

وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللہ تَبدْیلاً (۱)

"اور تم خدا کی سنت میں ہر گز تبدیلی نہیں پا ؤ گے "نظام کا ئنات اللہ کے اس ارادہ کی مجسم شکل ہے جس کے بغیر کا ئنات کا نظام درست نہیں رہ سکتا ہے ،بندہ کے لئے اس کی تبدیلی کے لئے دعا کرنا صحیح نہیں ہے بیشک دعا بندوں کے لئے اللہ کی رحمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے ؛اور اللہ کا ارادہ ہمیشہ اس کی رحمت کے مطابق ہو تا ہے اور بندہ کے لئے اس میں تغیر و تبدل کی دعا کرنا صحیح نہیں ہے ۔

ایک سنت دوسری سنت سے مختلف نہیں ہو سکتی ہے ،ہر سنت اللہ کے ارادہ کو مجسم کرتی ہے اور اللہ کا ارادہ اس کی اس رحمت اور حکمت کو مجسم کرتا ہے جس سے بلند نہ کو ئی رحمت ہے اور نہ حکمت ہے۔چا ہے وہ تکوینی سنتیں ہوں یا تاریخی اور اجتماعی سنتیں ہوں ۔

یہ اللہ کی سنت ہے جو لوگ بعض دوسرے لوگوں سے اپنے دین ودنیا کے سلسلہ میں سوال کیا کرتے ہیں اور انسان کا اللہ سے اور ایک دوسرے سے بے نیاز رہنے کا سوال کرنا صحیح نہیں ہے چونکہ اس طرح کی دعا کرنا با لکل اللہ کی سنت اور اس کے ارادہ کے خلاف ہے ۔

حدیث میں حضرت امیر المو منین علیہ السلام فرما تے ہیں :

اللھم لاتحوجني الیٰ احد من خلقک

---

۱)سورۂ فا طر آیت/ ۴۳ ۔)

"خدایا مجھ کو اپنی مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہ بنا" رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اس طرح مت کہو چونکہ ہر انسان ایک دوسرے کا محتاج ہے:

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: پھر میں کیسے کہوں یا رسول اللہ ؟ رسول اللہ (ص) نے فرمایا:

اللھم لاتحوجني إلی شرارخلقک [۱]

"پروردگارا! مجھے اپنی شریر مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہ کرنا" شعیب نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا:

"ادعُ اللہ یغنیني عن خلقه قال:انّ اللّٰہ قسّم رزق مَن شاء علیٰ یدی مَن شاء،ولکن اسال اللّٰہ ان یغنیک عن الحاجة التي تضطرک الیٰ لئام خلقه" [۲]

"آپ یہ دعا فرما دیجئے کہ خدا مجھ کو مخلوق سے بے نیاز کردے آپ نے فرمایا: اللہنے رزق کو کسی نہ کسی کے ذریعہ تقسیم کیا ہے لہٰذا تم خداوندعالم سے یہ دعا کرو کہ خدا مجھکو برے لوگوں کے سامنے اپنی حاجت بیان کرنے پر مجبور نہ کرے"

دعا کے اس طریقہ سے دعا کرنے میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اسلامی روایات میں دعائیں کرنے کا ایک واقعی محدود دائرہ ہے اور غیر واقعی اور خیالی دائروں سے دعا خارج ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

"انه ساله شیخ من الشام :اي دعوة اضلّ؟فقال:"الداعي بمالایکون"[۳] "

آپ سے شام کے ایک بزرگ نے سوال کیا: سب سے زیادہ گمراہ کُن کونسی دعا ہے؟

---

۱)بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ/۳۲۵۔)

۱۱۷ حدیث صفحہ/۸۹۴۶۔:۲)اصول کافی صفحہ/۴۳۸،وسائل اشیعہ جلد ۴)

۳)بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ/۳۲۴۔)

آپ نے فرمایا: "نہ ہونے والی چیز کیلئے دعا کرنا"

حیات بشری میں نہ ہونے والی چیز اللہ کی متعارف سنتوں کے دائرہ حدود سے خارج ہے ان میں واقعی و حقیقی طور پر کوئی تفکر نہیں کیا جا سکتا ہے۔

عدۃ الداعی میں امیر المومنین سے مروی ہے:

مَن سال فوق قدره استحق الحرمان [1]

"جس نے اپنی مقدار سے زیادہ سوال کیا وہ اس سے محروم ہونے کا مستحق ہے"

ہمارے عقیدے کے مطابق (فوق قدرہ) کے ذریعہ ان چیزوں کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے جن کو حقیقی طور پر طلب نہیں کیا جاتا ہے۔

۲۔ حل نہ ہونے والی چیزوں کیلئے دعا کرنا

جس طرح نہ ہونے والی چیزوں کے بارے میں سوال اور دعا نہیں کرنا چاہئے اسی طرح حلال نہ ہونے والی چیزوں کیلئے دعا کرنا بھی سزاوار نہیں ہے اور یہ دونوں ایک ہی باب سے ہیں پہلی بات اللہ کے ارادۂ تکوینیہ سے خارج ہے اور دوسری بات اللہ کے تشریعی ارادہ سے خارج ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

اِن تَستغفِرلَهُم سَبعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغفِرَ الله لَهُم [2]

"اگر ستر مرتبہ بھی استغفار کریں گے تو خدا انہیں بخشنے والا نہیں ہے" امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

لاتسال مالایکون ومالایحلّ [3]

"نہ ہونے والی اور غیر حلال چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو"

---

۱) بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ / ۳۲۷ حدیث / ۱۱۔)

(۲) سورئہ توبہ آیت / ۸۰۔

۳) بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ / ۳۲۴۔)

۳۔دوسروں کی نعمتوں کے زوال کی تمنا کرنا

انسان کا اللہ سے یہ دعا کرنا کہ وہ دوسروں کی نعمتوں کو مجھے دیدے تو ایسی دعا کرنا جائز نہیں ہے: خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْامَافَضَّلَ اللّٰہ بِہِ بَعضَْکُم عَلیٰ بَعضٍْ﴾ (۱)

"اور خبردار جو خدا نے بعض افراد کو بعض سے کچہ زیادہ دیا ہے اس کی تمنا نہ کرنا"

انسان کا اللہ سے نعمتوں کی آرزو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کے اس آرزو کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ جس طرح دوسروں کو نعمت دی ہے ہم کو بھی بلکہ دوسروں سے زیادہ ہم پر فضل وکرم کرے لیکن خداوند عالم اپنے بندوں سے اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ جن بندوں کو اس نے نعمت دی ہے وہ ان نعمتوں کو دیرتک ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہے۔

خداوندعالم فرماتا ہے:

﴿وَلَاتَمُدَّنَّ عَینَْیکَْ اِلیٰ مَامَتَّعنَْابِہِ اَزوَْاجاً مِنہُْم زَہرَْةَالحَْیٰوةِالدُّنيَْا﴾ (۲)

"اور خبردار ہم نے ان میں سے بعض لوگوں کو دنیا کی اس ذرا سی زندگی کی رونق سے مالا مال کردیا ہے اس کی طرف آپ آنکہ اٹہا کربھی نہ دیکھیں "خداوندعالم اس بات کو بھی دوست نہیں رکھتا ہے کہ انسان دوسروں کی نعمتوں کو اپنی طرف منتقل کرنے کی آرزو کرے۔بیشك اس طرح کی تمنا کرنے کا مطلب دوسروں سے نعمت چھیننا ہے اور خداوند عالم اس چیز کو اپنے بندوں سے پسند نہیں کرتا ہے ، یہ تو تنگ نظری اور اپنی حیثیت سے زیادہ تمنا اور آرزو کرنا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے با لکل پسند نہیں کرتا ہے بیشك اللہ کی سلطنت و

---

۱)سورۂ نساء آیت/ ۳۲۔)

۲)سورۂ طٰہ آیت/ ۱۳۱۔)

بادشاہت وسیع ہے، اس کے خزانے ختم ہونے والے نہیں ہیں، اس کے ملک کی کوئی حد نہیں ہے اور انسان کے اللہ سے ہر چیز کا سوال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں، یہ تمنا و آرزو کرسکتا ہے کہ خدا اس کو دوسروں سے بہتر رزق عطا فرمائے۔دعا میں وارد ہوا ہے:

اللھم آثرنیْ ولاتوثرعليّ احداً

"خدایا مجھ کو منتخب فرما مجھ پر کسی کو ترجیح نہ دے" وَاجعْلنْي مِن اَفضْلِ عِبَادِکَ نَصِیباًعِندْکْ،وَاقرْبِھِم مَنزْلِةً مِنکْ وَاَخَصِّھِم زُلفْةً لَدَیکْ

"اور مجھے ان بندوں میں قرار دے جو حصہ پانے میں تیرے نزدیک سب سے اچھے ہوں اور تیرے قرب میں بڑی منزلت رکھتے ہوں"

ان تمام چیزوں کے خداوند عالم سے مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اللہ بھی ان تمام چیزوں کو دوست رکھتا ہے، اور ہمارے پروردگار کو اس چیز کا ارادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جب وہ اپنے کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اس بندہ سے چھین کر کسی دوسرے بندہ کو عطا کردے۔

عبدالرحمان بن ابی نجران سے مروی ہے کہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ کے اس قول ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْامَافَضَّلَ اللهُ بِهِ بَعضْکُم عَلیٰ بَعضْ﴾ [1] "اور خبردار جو خدا نے بعض افراد کو بعض سے کچھ زیادہ دیا ہے" کے سلسلہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

لایتمنی الرجل امراة الرجل ولاابنته ولکن یتمنّی مثلھا [2]

"انسان کو کسی کی عورت یا اس کی بیٹی کی تمنا نہیں کرنی چاہئے بلکہ اسکے مثل کی تمنا کرنا چاہئے"

---

۱)سورۂ نساء آیت/ ۳۲۔)

۲)تفسیر عیاشی صفحہ ۲۳۹۔)

۴۔ مصلحت کے خلاف دعا کرنا

انسان کا اپنی مصلحت کے خلاف دعا کرنا سزاوار نہیں ہے ،جب انسان دعا کے نفع اور نقصان سے جاہل ہوتا ہے لیکن اللہ اس کو جانتا ہے خدا وند عالم دعا کو کسی دوسری نعمت کے ذریعہ مستجاب کرتا ہے یا بلا دور کردیتا ہے یا جب تک اس دعا میں نفع دیکھا ہے اس کے مستجاب کرنے میں تا خیر کردیتا ہے ،دعا افتتاح میں وارد ہوا ہے:

اَسْأَلُکَ مُسْتَأْنِساً لَاخَائِفاً وَلَاوَجِلاً ،مُدِلّاً عَلَیْکَ فِیْمَا قَصَدْتُ فِیْهِ اِلَیْکَ ،فَاِنْ اَبْطَأَ عَنِّي عَتَبْتُ بِجَهْلِي عَلَیْکَ، وَلَعَلَّ الَّذِي اَبْطَأَ عَنِّی هُوَخَیْرٌ لِي لِعِلْمِکَ بِعَاقِبَةِ الْاُمُوْرِ فَلَم اَرَ مَوْلیً کَرِیْماً اَصْبَرَ عَلیٰ عَبْدٍ لَئِیْمٍ مِنْکَ عَلَيَّ یَارَبِّ

”اور انس و رغبت کے ساتہ بلا خوف وخطر اور ہیبت کے تجہ سے سوال کرتا ہوں جس کا بہی میں نے تیری جانب ارادہ کیا ہے اگر تونے میری حاجت کے پورا کرنے میں دیر کی تو جہالت سے میں نے عتاب کیا اور شاید کہ جس کی تا خیر کی ہے وہ میرے لئے بہتر ہو کیونکہ تو امور کے انجام کاجاننے والا ہے میں نے نہیں دیکھا کسی کریم مالک کو جو لئیم بندہ پر تجہ سے زیادہ صبر کرنے والا ہو“ دعا میں اس طرح کے حالات میں انسان کو اللہ سے دعا کرنا چاہئے اپنے تمام امور اسکے حوالہ کردینا چاہئے ،جب بندہ اپنی دعا کے قبول ہونے میں دیر دیکھے یا اسکی دعا مستجاب نہ ہو رہی ہو تو اسے اللہ سے ناراض نہیں ہونا چاہئے لیکن کبھی کبھی انسان خداوند عالم سے ان چیزوں کا سوال کرتا ہے جو اس کے لئے مضر ہوتی ہیں ،کبھی کبھی وہ خیر طلب کرنے کی طرح شر(برائی) طلب کرتا ہے اور اپنے لئے نقصان دہ چیزوں کے لئے جلدی کیا کرتا ہے ۔

خداوندعالم فرماتا ہے :

وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَ هُ بِالْخَیْرِ وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً (۱)

---

۱)اسرا آیت/ ۱۱ ۔)

"اور انسان کبھی کبھی اپنے حق میں بھلائی کی طرح برائی کی دعا مانگنے لگتا ہے اور انسان تو بڑا جلد باز ہے"

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا: قَالَ يَاقَوْمِ لِمَ تَستَعجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبلَ الحَسَنَةِ (۱)

"صالح نے کہا کہ قوم والو آخر بھلائی سے پہلے برائی کی جلدی کیوں کر رہے ہو"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اپنی نجات کے راستوں کو پہچانو کہ کہیں تم اس میں وہ دعا نہ کربیٹھو جو تمہاری ہلاکت کا باعث بن جائے اور تم اس کو اپنے لئے نجات کا باعث سمجھتے رہو خداوندعالم فرماتا ہے:

وَيَدَعُ الْاِنسَانُ بِالشَّرِّدُعَاءَ هُ بِالخَيرِوَكَانَ الْاِنسَانُ عَجُولاً (۲)"اور انسان کبھی کبھی اپنے حق میں بھلائی کی طرح برائی کی دعا مانگنے لگتا ہے اور انسان تو بڑا جلد باز ہے"

۵۔فتنہ سے پناہ مانگنا

فتنہ سے پناہ مانگنا صحیح نہیں ہے چونکہ انسان کی زوجہ، اولاد اور اس کا مال فتنہ ہیں اور نہ ہی انسان کا اپنے اہل و عیال اور مال کے لئے اللہ کی پناہ مانگنا صحیح ہے لیکن انسان کا گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ چاہنا صحیح ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

لایقولَنّ احدکم:اللهم انّي اعوذ بک من الفتنة؛لانّه ليس من احد إلاّ

---

۱)سورۂ نمل آیت/۴۶۔

۲)بحارالانوار جلد۹۳ صفحہ ۳۲۲؛سورۂ اسرا آیت/۱۱۔

وهومشتمل علیٰ فتنة،ولکن من استعاذ فلیستعذمن مضلاّت الفتن؛فانّ الله یقول :﴿وَاعلَمُوااَنَّمَااَموَالُکُم وَاَولَادُکُم فِتنَةٌ ﴾[1]

"تم میں سے کوئی ایک بھی یہ نہ کہے کہ میں فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں چونکہ تم میں سے ہر ایک فتنہ گر ہے لیکن تم فتنوں کی گمراہی سے پناہ مانگو اور خداوند عالم اس سلسلہ میں فرماتا ہے :

"اور جان لو !کہ یہ تمہاری اولاد اور تمہارے اموال ایک آزمائش ہیں " ابو الحسن الثالث علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد علیہم السلام سے نقل کیا ہے :ہم نے امیر المومنین علیہ السلام سے ایک شخص کو یہ کہتے سُنا :

اللھم اِنّی اَعُوذُبِکَ مِنَ الفِتنَةِ

"اے پروردگار میں تجھ سے فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں " امام علیہ السلام نے فرمایا :میں یہ دیکھتا ہوں کہ تم اپنے مال اپنی اولاد سے پناہ مانگ رہے ہو چونکہ خداوندعالم فرماتا ہے :

﴿وَاعلَمُوااَنَّمَااَموَالُکُم وَاَولَادُکُم فِتنَةٌ ﴾ [3]

"تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے صرف امتحان کا ذریعہ ہیں " لیکن یہ کہو :

اللھم انّي اعوذ بک من مضلاّت الفتن [4]

"اے پروردگار میں تجھ سے گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں "

---

۱)سورۂ انفال آیت/ ۲۸ ۔)

۲)نہج البلاغہ القسم الثانی : ۱۶۲ ۔)

۳)سورۂ تغابن آیت/ ۱۵ ۔)

۴)امالی طوسی جلد ۲ صفحہ/ ۱۹۳ ؛بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ/ ۳۲۵ ۔)

۶۔ مومنین کے لئے بد دعا کرنا

دعا کی اہمیت اور اس کی غرض و غایت میں سے ایک چیز مسلمان خاندانوں کے مابین رابطہ کا محکم کرنا اور ان کے درمیان سے غلط فہمیوں اور جھگڑوں کو دور کرنا ہے جو عام طور سے دنیاوی زندگی میں مزاحمت کا سبب ہوتے ہیں، غائب شخص کے لئے دعا کرنا اس رابطہ کا سب سے بہترین سبب ہے جو زندگی کے مائل ہونے کو پیش کرتا ہے، البتہ اس کے برعکس ایسے حالات جو تعلقات میں منفی صورت حال پیدا کرتے ہیں ان حالات میں پروردگار عالم دعا کرنے کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

خداوندعالم مومنین کے ایک دوسرے کی موجودگی میں دعا کرنے دعا کے ذریعہ ایک ایک دوسرے پر ایثار و فداکاری کرنے اور دعا کرنے والے کے دوسرے کی حاجتوں اور ان کے اسماء کو اپنے نفس پر مقدم کرنے کو دوست رکھتا ہے۔

خداوندعالم دعا میں اپنے دوسرے بھائی کی نعمتوں کے زائل و ختم ہونے کی دعا کرنے کو پسند نہیں کرتا ہے، جیسا کہ ہم ابھی بیان کرچکے ہیں۔

اور نہ ہی خداوندعالم دعا میں کسی انسان کے اپنے مومن بھائی کے خلاف دعا کرنے کو پسند کرتا ہے، اگرچہ اس نے اس کو تکلیف یا اس پر ظلم ہی کیوں نہ کیا ہو اگر وہ اس کا ایمانی بھائی ہو اور ظلم کرکے ایمانی برادری کے دائرہ سے خارج نہ ہوا ہو) اور نہ ہی خداوندعالم اس چیز کو پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے ایک دوسرے کو برائی کے ساتھ یاد کریں۔

دعوات راوندی میں ہے کہ توریت میں آیا ہے کہ خداوندعالم اپنے بندے سے فرماتاہے:

انّک متیٰ ظلمت تدعوني علیٰ عبد من عبیدي من اجل انّه ظلمک فلک من عبیدي من یدعوعلیک من اجل انّک ظلمته فان شئت اجبتک و اجبته منک،وان شئت اخرتکما الیٰ یوم القیامة [1]

''خداوند عالم اپنے بندہ سے خطاب کرتا ہے کہ جب تجھ پر ظلم کیا جاتا ہے تو تو اس ظلم کی وجہ سے اس کے خلاف بد دعا کرتا ہے تو تجھے یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ جن پر تم نے ظلم کیا ہے اور وہ تیرے لئے بددعا کرتے ہیں تو اگر میری مرضی ہوتی ہے تو میں تیری دعا قبول کرلیتا ہوں اور اس بندے کی دعا بھی تیرے حق میں قبول کرلیتا ہوں ''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے: اذا ظلم الرجل فظلّ یدعوعلیٰ صاحبه،قال الله عزّوجلّ:انّ ها هناآخر یدعو علیک یزعم انّک ظلمته،فان شئت اجبتک واجبت علیک وان شئت اخّرتکما فیوسعکماعفوي [2]

''جب کوئی انسان پر ظلم کرتا ہے اور وہ بد دعا کرتا ہے تو خداوند عالم فرماتا ہے کہ کل جب تم کسی پر ظلم کروگے تو وہ تمہارے لئے بد دعا کرے گا پس اگر چاہو تو میں دونوں کی بد دعا قبول کرلونگا اور اگر چاہو تو میں اس کو قیامت تک کے لئے ٹال دونگا ''

ہشام بن سالم سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق کو یہ فرماتے سنا ہے:

انّ العبد لیکون مظلوما فلایزال یدعوحتّیٰ یکون ظالماً [3]''جب کوئی مظلوم بد دعا کرتا ہے تو وہ ظالم ہو جاتا ہے'' حضرت علی بن الحسین علیہ السلام سے مروی ہے:

---

۱)بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ/ ۳۲۶۔)

۲)وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ/ ۱۱۷۷ ،حدیث ۸۹۷۲؛امالی الصدوق صفحہ/ ۱۹۱۔)

۳)اصول کافی صفحہ ۴۳۸ ؛عقاب الاعمال صفحہ ۴۱ ،وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ)۱۱۶۴ ،حدیث ۸۹۲۶۔

ان الملائکة اذاسمعواالمومن یذکراخاه بسوء ویدعوعلیه قالوا له:بئس الاخ انت لاخیک کفّ ایّھاالمستّرعلیٰ ذنوبه وعورته،واربع علیٰ نفسک،و احمدالله الّذي سترعلیک،واعلم اَنّ الله عزّوجلّ اعلم بعبده منک [1]

"جب ملائکہ سنتے ہیں کہ مومن اپنے کسی بھائی کی برائی اور اس کے لئے بد دعا کر رہا ہے تو کہتے ہیں کہ تو بہت برا بھائی ہے اے وہ شخص جس کے گناہ کی خداوند عالم نے پردہ پوشی کر رکھی ہے تو اپنی زبان کو قابو میں رکھ اس خدا کی تعریف کر جس نے تیرے گناہ کی پردہ پوشی کی ہے اور تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ خداوند عالم کو تیرے مقابلہ میں اپنے بندے کے بارے میں زیادہ علم ہے"

بیشک اللہ تبارک وتعالےٰ" السلام "ہے،سلام اسی کی طرف پلٹتا ہے،ذات خدا سلامتی سے برخوردار ہے،سلامتی اسی کی طرف پلٹتی ہے،سلامتی اسی کی جانب سے ہے،اس کا دربار، سلامتی کا دربار ہے۔جب ہم سلام و سلامتی سے بھرے دلوں سے خداوند عالم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، ایک دوسرے کیلئے دعا کریں گے،اور ہم میںسے بعض دوسرے بعض افراد کیلئے رحمت کا سوال کریں گے،اور ہم میں سے بعض کی دعائیں اللہ کی رحمت نازل ہونے میں موثر ہوں گی تو ہم پر جو اللہ کی رحمت نازل ہوگی وہ سب کو شامل ہوگی،بیشک خداوند عالم کی رحمت محبت اور سلامتی کے مقامات پر نازل ہوتی ہے،جو قلوب مومنین سے محبت و مسالمت کرتے ہیں،ہمارے اعمال،نمازیں،دعائیں، اور قلوب اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف بلندہوتے ہیں کلم طیب(پاکیزہ کلمات) اور کلم طیب (پاکیزہ کلمات) سے زندہ قلوب اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف بلند ہوتے ہیں:اِلَیْهِ یَصعَدُالکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالعَمَلُ الصَّالِحُ یَرفَعُهُ [2]

---

۱)اصول کافی صفحہ ۵۳۵،وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۶۴،حدیث/ ۸۹۲۷۔)

۲)سورئہ فاطر آیت/ ۱۰۔)

"پاکیزہ کلمات اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح انہیں بلند کرتا ہے "

جب ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں ایسے ٹیڑھے اورکینہ بھرے دل جن میں محبت وسلامتی نہ ہواُن کے ساتھ کھڑے ہو کر ایک دوسرے مومن کے خلاف دعا کریں گے تو ہم سے خدا کی تمام نعمتیں منقطع ہو جائینگی ،اور اس کائنات میں خدا کی وسیع رحمت ہم پر نازل نہیں ہوگی ،اور ہمارے اعمال، نمازیں، دعائیں اور قلوب اللہ تک نہیں پہنچ پائیں گے ۔

بیشک محبت سے لبریز اور محبت سے زندہ دلوں کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور مومنین سے بلائیں اور عذاب دور ہو تا ہے اس کے برخلاف (مومنوں کے)مخالف اور دشمن دلوں کے ذریعہ ان سے اللہ کی رحمت دور ہوتی ہے اور ان کے لئے بلائیں اور عذاب کو نزدیک کرتی ہے ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبا ؤاجداد سے اور انہوں نے حضرت رسول خدا سے نقل کیا ہے :

انّ اللہ تبارک وتعالیٰ إذا رای اهل قریة قد اسرفوا في المعاصي وفیهم ثلاثة نفرمن المومنین،ناداهم جلّ جلاله:یااهل معاصیتی،لولا فیکم من المومنین المتحابیین بجلا لي العامرین بصلاتهم ارضي ومساجدي المستغفرین بالاسحار خوفاً مني لانزلت بکم العذاب [1]

"بیشک جب اللہ تعالیٰ نے ایک قریہ کے لوگوں کو معصیت میں زندگی بسر کرتے دیکھا حالانکہ ان کے مابین صرف تین افراد مومن تھے تو پروردگار عالم کی طرف سے ندا آئی :اے گناہ کرنے والو!اگر تمہارے درمیان محبت سے بھرے دل نہ ہو تے جو اپنی نمازوں کے ذریعہ میری زمین کو آباد رکھتے ہیں اور مسجدوں میںسحر کے وقت میرے خوف کی وجہ سے استغفار کیا کرتے ہیںتو میں تم پر عذاب نازل کردیتا "

---

۱)بحار الانوار جلد ۷۴ صفحہ ۳۹۰ ۔)

جمیل بن دراج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے: مَن فضّل الرجل عند اللہ محبّته لاخوانه،ومن عرّفه اللہ محبّة اخوانه احبّه اللہ ومَن احبّه اللہ اوفاه اجره یوم القیامة [1]

"اللہ کے نزدیک وہ شخص با فضیلت ہے جو اپنے بھائیوں سے محبت کرتا ہے اور جس کو خداوند عالم اس کے بھائیوں کی محبت سے آشنا کردیتا ہے اس کو دوست رکھتا ہے اور جس کو دوست رکھتا ہے اس کو قیامت کے دن پورا اجر دیگا" حضرت رسول خدا (ص) سے مروی ہے:

لاتزال امتی بخیرماتحابوا،وادّو الامانة،وآتواالزکاة،وسیاتي علیٰ امتي زمان تخبث فیه سرائرهم،وتحسن فیه علانیتهم ان یعمّهم اللہ ببلاء فیدعونه دعاء الغریق فلایستجاب لهم [2]

"میری امت اس وقت تک نیک رہے گی جب تک اس کے افراد ایک دوسرے سے محبت کرتے رہیں، امانت ادا کرتے رہیں ،زکات دیتے رہیں، میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جب ان کے باطن برے ہوں گے اور ان کا ظاہر اچھا ہوگا اور اگر خداوند عالم ان کو کسی مصیبت میں مبتلا کرے گا اور وہ ڈوبتے شخص کے مثل بھی دعا مانگیں گے تو بھی ان کی دعا قبول نہ ہوگی"

محبت بھرے دلوں سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے

حضرت امام جعفر دق علیہ السلام سے مروی ہے:

انّ المومنین اذاالتقیا فتصافحا انزل اللہ تعالیٰ الرحمة علیهما،فکانت

---

۱)ثواب الاعمال صفحہ/ ۴۸؛بحارالانوار جلد ۷۴ صفحہ/ ۳۹۷ ـ)

۲)عدة الداعی صفحہ ۱۳۵ ،بحارالانوار جلد ۷۴ صفحہ/ ۴۰۰ ـ)

تسعة وتسعين لاشدّھماحبّالصاحبه،فاذا تواقفاغمرتھماالرحمة،واذاقعدایتحدثان قالت الحفظة بعضھالبعض:اعتزلوا بنا فلعل لھماسرّا وقد ستراللّٰہ علیھما

"بیشک جب مومنین ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں مصافحہ کرتے ہیں تو خداوند عالم ان دونوں پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے ان میں سے ننانوے رحمتیں اس شخص کیلئے ہیں جو ان میں اپنے دوسرے بھائی سے زیادہ محبت رکھتا ہے اور جب ان میں توافق ہو جاتا ہے تو دونوں کو رحمت خدا گھیر لیتی ہے اور جب وہ دونوں گفتگو کرنے کیلئے بیٹھتے ہیں تو نامہ اعمال لکھنے والے فرشتہ کہتے ہیں کہ ان دونوں سے دور ہو جاؤ چونکہ یہ راز کی باتیں کررہے ہیں اور خداوند عالم نے ان کی پردہ پوشی کی ہے"

اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے: "انّ المو منین اذااعتنقاغمرتھماالرحمة فاذاالتزما لایریدان عرضاً من اعراض الدنیاقیل لھما:مغفور لکما فاستانفا؛فاذااقبلا علی المساء لة قالت الملا ئکة بعضھا لبعض:تنحّواعنھما؛فانّ لھماسرّا قد ستراللّٰہ علیھما قال اسحق :فقلت:جعلت فداک،ویکتب علیھمالفظھماوقد قال اللّٰہ تعالیٰ ﴿مَایَلفْظُ مِن قَولٍ اِلّالَدَیهِ رَقِیبٌ عَتِیدٌ﴾ [1]؟قال فتنفس ابوعبد اللّٰہ الصعداء ثم بکی و قال:یااسحق ،انّ اللّٰہ تعالیٰ انماامرالملائکة ان تعتزل المومنین اذا التقیااجلالاً لھما،وان کانت الملائکة لاتکتب لفظھما،ولاتعرف کلاھما،فانه یعرفه ویحفظه علیھماعالم السر واخفیٰ"[2]

"بیشک جب مومنین ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں توان دونوں کو رحمت گھیر لیتی ہے جب وہ بے لوث انداز میں ایک دوسرے سے چمٹ جاتے ہیں تو ان سے کہا جاتا

---

۱)سورہ ق آیت/۱۸۔

۲)معالم الزلفیٰ للمحدث البحرانی صفحہ/۳۴۔

ہے کہ تمہارے سب گناہ بخش دئے گئے لہذا اب شروع سے نیک عمل انجام دو ،جب وہ ایک دوسرے سے کچھ چیز دریافت کرنے کی جانب بڑھتے ہیں تو فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں ان دونوں سے دور ہو جاؤ کیونکہ یہ راز کی بات کمر رہے ہیں اور خداوند عالم نے ان کی پردہ پوشی کی ہے ۔

اسحاق کا کہنا ہے کہ میں نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا :میری جان آپ پر فدا ہو کیا ان دونوں کے الفاظ لکھے جاتے ہیں جبکہ خداوند عالم فرماتا ہے مومن جو بھی بات کرتا ہے اس کے پاس ایک نگراں فرشتہ موجود ہوتا ہے اس وقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :اے اسحاق خداوند عالم نے فرشتوں کو مومنین سے ان کے ملاقات کے وقت جدا رہنے کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ ان مومنین کی تعظیم کرسکے اور فرشتے اگرچہ ان کے الفاظ نہیں لکھتے اور ان کے کلام کو نہیں پہچانتے لیکن خداوند عالم تو پہچانتا ہی ہے جو راز اور مخفی باتوں کا جاننے والا ہے ”

مومنین کے ساتھ ملاوٹ کرنے سے اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے

اس موضوع سے جو چیز متعلق ہوتی ہے اور دعا وصاحب دعا کے درمیان حائل ہوتی ہے وہ مومنین کیلئے فریب ودھوکہ کا مخفی رکھنا ہے ۔ حضرت رسول خدا (ص) سے مروی ہے :

من بات وفی قلبه غش لاخیه المسلم بات فی سخط الله ،واصبح کذلک وهوفی سخط الله حتّیٰ یتوب ویرجع،واین مات کذلک مات علی غیردین الاسلام [(۱)]

''جو ساری رات عبادت میں بسر کرے اور وہ اپنے دل میں ایسا اردہ کرے جس کے ذریعہ مومن بھائی فریب کہا جائیں تو وہ پوری رات اللہ کے غضب و ناراضگی میں بسر کرتا ہے اوریہی اس

---

۱)الوسائل جلد ۲۵ صفحہ ۲۰۴ ۔)

کے بعد والے دن کا حال ہے یعنی اللہ کے غضب میں پورا دن گزارتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ سے توبہ کرے اور اپنی اصلی حالت پر آجائے اور اگر وہ اسی کینہ و بغض کی حالت میں مرجائے تو وہ دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر مرے گا "

مومنین سے سوء ظن قبولیت عمل کی راہ میں رکاوٹ

جس طرح سے باطن میں برائی چھپائے رکھنے کی وجہ سے عمل خداوند عالم تک نہیں پہنچتا ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

لایقبل اللہ من مومن عملاًوھومضمرعلیٰ اخیه المومن سوء اً "اللہ تبارک وتعالیٰ اس مومن کے عمل کو قبول نہیں کرتا جو اپنے مومن بھائی سے اپنے دل میں برائی رکھے ہوئے ہو" خداوندعالم مومنین سے بغض رکھنے والوں پر اپنا کرم نہیں فرماتا

حضرت امیر المومنین علیہ السلام حضرت رسول خدا (ص) سے نقل فرماتے ہیں:

شرارالناس مَن یبغض المومنین وتبغضه قلوبهم،المشّاوون بالنمیمة المفرقون بین الاحبة،أُولئک لاینظراللّٰه الیهم،ولایزکّیهم یوم القیامة [۱]

"لوگوں میں سب سے شریر لوگ وہ ہیں جو اپنے مومن برادران سے بغض رکھتے ہیں اور مسلسل چغلی کرتے رہتے ہیں دوستوں کے درمیان تفرقہ ڈالتے ہیںخداوند عالم قیامت کے دن ان کی طرف رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا"۔

---

۱)وسائل جلد ۲۵ صفحہ/ ۲۰۴۔)

اہل بیت علیہم السلام کی دعاؤں میں حبّ خدا اللہ سے لو لگانا

قُل اِن کَـانَ آبَاءُ کُـم وَاَبنْ◌َاوکُـم وَاِخـوْ◌َانُکم وَازوْ◌َاجُکُـم وَعَشِـیرْ◌َتُکم وَامـوْ◌َالُ اقتْ◌َرفتْ◌ُمُوهْ◌َاوَتِجَـارَةً تَخشْ◌َونْ◌َ کَ سَادَ هَاوَمَ سَاکِنَ تَرضْ◌َونْ◌َ هَااَحَبُّ اِلَیکْ◌ُم مِنَ اللهِ وَرَسُولْ◌ِهِ وجِ هَادٍ (فِی سَبِیلْ◌ِهِ

فَتَرَبَّصُواْحَتّ یٰ یَاتِیَ الله بِامرْ◌ِهِ وَالله یٰ لَاَهدْ◌ِی القَ◌َومْ◌َ الفْ◌َاسِقِینْ◌َ [1]

"پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ دادا ، اولاد ،برادرن ، ازواج ، عشیرہ وقبیلہ اور وہ اموال جنھیں تم نے جمع کیا ہے اور وہ تجارت جس کے خسارہ کی طرف سے فکر مند رہتے ہو اور وہ مکانات جنھیں پسند کرتے ہو تمہاری نگاہ میں اللہ ، اس کے رسول اور راہ خدا میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو وقت کا انتظار کرویہاں تک کہ امر الٰہی آجائے اور اللہ فاسق قوم کی ہدایت نہیں کرتا ہے "

صحیح صورت میںخداوندعالم سے ایک دوسرے سے ہما ہنگ اور تمام سازگار عناصر کے ذریعہ ہی لو لگا ئی جا سکتی ہے اوریہی چند چیزیں مجموعی طور پر اللہ سے لو لگانے کے صحیح طریقہ معین کرتی ہیں ۔

اسلامی روایات میں ایک ہی عنصر جیسے خوف یا رجاء (امید)یا محبت یا خشوع کی بنیادپر اللہ سے لو لگانے کو منع کیا گیا ہے ۔جو عناصر خداوندعالم سے مجموعی اور وسیعی طور پر رابطہ کو تشکیل دیتے ہیں

---

۱)سورئہ توبہ آیت/ ۲۴ ۔)

ان کا آیات، روایات اوردعاؤں میں تفصیلی طورپر ذکر کیا گیا ہے جیسے امید، خوف، تضرع، خشوع، تذلل، ترس، محبت، شوق، اُنس، انا بہ، ایک دوسرے سے کنارہ کشی، استغفار، استعاذہ، استرحام، انقطاع، تمجید، حمد، رغبت رہبت، طاعت، عبودیت، ذکر، فقراور اعتصام ہیں ۔

حضرت امام زین العابدین بن حسین علیہ السلام سے دعا میں وارد ہو اہے : اللهم اني اسالک انْ تملا قلبی حباًوخشیةمنک وتصدیقاًلک وایماناًبک وفرقاًمنک وشوقاً الیک (۱)

"پروردگارا ! میں تیری بارگاہ میں دست بہ دعا ہوں کہ میرے دل کو اپنی محبت سے لبریز فرمادے ،میں تجھ سے خوف کھاؤں ،تیری تصدیق کروں ، تجھ پر ایمان رکھوں اور تجھ سے فرق کروں اورتیری طرف شوق سے رغبت کروں " ان تمام عناصر کے ذریعہ خداوندعالم سے خاص طریقہ سے لو لگائی جاتی ہے اور ان عنصروں میں سے ہر عنصر اللہ کی رحمت اور معرفت کے ابواب میں سے ہرباب کیلئے ایک کنجی ہے ۔

استرحام اللہ کی رحمت کی کنجی ہے اور استغفار مغفرت کی کنجی ہے ۔

ان عنصروں میں سے ہر عنصر بذات خود اللہ سے لو لگا نے کا ایک طریقہ ہے شوق محبت اور انسیت اللہتک پہنچنے کا ایک طریقہ ہے ،خوف اور رہبت اللہتک پہنچنے کا دوسرا طریقہ ہے خشوع اللہتک پہنچنے کاتیسرا طریقہ ہے ۔دعا اور تمنا اللہتک رسائی کا ایک اورطریقہ ہے ۔

انسان کیلئے اللہ تک رسائی کی خاطر مختلف طریقوں سے حرکت کرنا ضروری ہے اس کو ایک ہی طریقہ پر اکتفاء نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ہر طریقہ کا ایک خاص ذوق کمال اور ثمر ہوتا ہے جو دوسرے طریقہ میں نہیں پایاجاتاہے ۔

---

۱)بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۹۲ ۔)

اس بنیادپر اسلام اللهتک رسائی کے متعدد طریقوں کو بیان کرتا ہے یہ ایک وسیع بحث ہے جس کو ہم اِس وقت بیان کرنے سے قاصرہیں ۔

اللہ کی محبت

اللہ تعالیٰ کی محبت ان تمام عناصر سے افضل اور قوی ترہے ، یہ انسان کو اللہ سے لو لگانے کیلئے آمادہ کرتی ہے اور اللہ سے اس کے رابطہ کو محکم و مضبوط کرتی ہے ۔

محبت کے علاوہ کسی اور طریقہ میں اتنا محکم اور بلیغ رابطہ خدا اور بندے کے درمیان نہیں پایا جاتا ہے خدا وند عالم سے یہ رابطہ اسلامی روایات میں بیان ہوا

ہے جن میں سے ہم بعض روایات کا تذکرہ کررہے ہیں :

روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدکی طرف وحی کی : یاداود ذكري للذاكرين وجنتي للمطيعين وحبي للمشتاقين وانا خاصة للمحبين [۱]

"اے داوودذاکرین کے لئے میرا ذکر کرو ، میری جنت اطاعت کرنے والوں کے لئے ہے اور میری محبت مشتاقین کے لئے ہے اور میں محبت کرنے والوں کے لئے مخصوص ہوں "

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں : الحبّ افضل من الخوف

"محبت ، خوف سے افضل ہے "[۲]

محمدبن یعقوب کلینی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :

العبّاد ثلا ثة:قوم عبدوا الله عزّوجلّ خوفاًفتلک عبادة العبید،وقوم

---

۱)بحا الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۲۲۶ ۔)

۲)بحار الانوار جلد ۷۸ ۔ صفحہ ۲۲۶ ۔)

عبدوا الله تبارک وتعالیٰ طلب الثواب،فتلک عبادة التجار،وقوم عبدوا الله عزّوجلّ (حبّاً،فتلک عبادةالاحرار،وهي افضل عبادة [1]

"عبادت تین طرح سے کی جاتی ہے یا عبادت کرنے والے تین طریقہ سے عبادت کرتے ہیں ایک قوم نے اللہ کے خوف سے عبادت کی جس کو غلاموں کی عبادت کہاجاتا ہے ،ایک قوم نے اللہتبارک وتعالیٰ کی طلب ثواب کی خاطر عبادت کی جس کو تاجروں کی عبادت کہاجاتا ہے اور ایک قوم نے اللہعزوجل سے محبت کی خاطر عبادت کی جس کو احرار(آزاد لوگوں) کی عبادت کہاجاتا ہے اوریہی سب سے افضل عبادت ہے"۔

جناب کلینی نے رسول اسلام (ص) سے نقل کیا ہے :

افضل الناس مَن عشق العبادة،فعانقها،واحبّهابقلبه،وباشرهابجسده، وتفرّغ لها،فهولايبالي علیٰ مااصبح من الدنيا علی عسرام يسر [2]

"لوگوں میں سب سے افضل شخص وہ ہے جس نے عبادت سے عشق کرتے ہوئے اس سے معانقہ کیا ،اس کو اپنے دل سے دوست رکھااور اپنے اعضاء و جوارح سے اس سے وابستہ رہے ، اس کو پرواہ نہیں رہتی کہ اس کا اگلا دن خوشی سے گزرے گا یا غم کے ساتہ گذرے گا"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :

"نجویٰ العارفين تدورعلیٰ ثلاثة اصول:الخوف،والرجاء والحبّ فالخوف فرع العلم،والرجاء فرع اليقين،والحبّ فرع المعرفة فدليل الخوف الهرب،ودليل الرجاء الطلب،ودليل الحبّ ايثارالمحبوب،علیٰ

---

۱)اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۸۴ ۔)

۲) اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ ۔)

ماسواه فاذا تحقق العلم فی الصدرخاف،واذاصحّ الخوف هرب،واذاهرب نجاواذا اشرق نورالیقین فی القلب شاهد الفضل واذاتمکن من رویة الفضل رجا، واذا وجد حلاوة الرجاء طلب،واذاوُفّق للطلب وجد واذا تجلّیٰ ضیاء المعرفة فی الفواد هاج ریح المحبة،واذاهاج ریح المحبة استانس ظلال المحبوب،وآثرالمحبوب علیٰ ماسواه،وباشر اوامره ومثال هذه الاصول الثلاثة کالحرم والمسجدوالکعبة،فمن دخل الحرم امن من الخلق،ومن دخل المسجد امنت جوارحه ان یستعملهافیالمعصیة،ومَن دخل الکعبة امن قلبه من ان یشغله بغیرذکرالله "[۱]

"عارفوں کی مناجات تین اصول پر گردش کرتی ہے: خوف، امید اور محبت ۔ خوف علم کی شاخ ہے، امیدیقین کی شاخ ہے اور محبت معرفت کی شاخ ہے خوف کی دلیل ہرب (فرار اختیار کرنا) ہے، امید کی دلیل طلب ہے اور محبت کی دلیل محبوب کو دوسروں پرترجیح دینا ہے ،جب سینہ میں علم متحقق ہوجاتا ہے تو خوف ہوتا ہے اور جب صحیح طریقہ سے خوف پیدا ہوتا ہے توفرار وجود میں اتاہے اورجب فراروجودمیں اجاتاہے توانسان نجات پا جاتا ہے ،جب دل میں یقین کا نور چمک اٹھتا ہے تو عارف انسان فضل کا مشاہدہ کرتا ہے اور جب فضل دیکہ لیتا ہے تو امید وار ہو جاتا ہے ،جب امید کی شرینی محسوس کرلیتا ہے تو طلب کرنے لگتا ہے اورجب طلب کی توفیق ہو جاتی ہے تو اس کو حاصل کرلیتا ہے ،جب دل میں معرفت کی ضیاء روشن ہو جاتی ہے تو محبت کی ہوا چل جاتی ہے اورجب محبت کی ہوا چل جاتی ہے تو محبوب کے سایہ میں ہی سکون محسوس ہوتا ہے اور محبوب کے علاوہ انسان ہرچیز سے لاپرواہ ہو جاتاہے اوربراہ راست اپنے محبوب کا تابع فرمان ہو جاتا ہے ۔ان تین اصول کی مثال حرم

---

۱)مصباح الشریعہ صفحہ ۲۔۳۔)

مسجداور کعبہ جیسی ہے جو حرم میں داخل ہو جاتا ہے وہ مخلوق سے محفوظ ہو جاتا ہے ،جو مسجد میں داخل ہوتا ہے اس کے اعضاء و جوارح معصیت میں استعمال ہونے سے محفوظ ہو جاتے ہیں جو کعبہ میں داخل ہو جاتا ہے اس کا دل یاد خدا کے علاوہ کسی اور چیز میں مشغول ہونے سے محفوظ ہو جاتا ہے "

حضرت رسول خدا (ص) سے مروی ہے:

"بکی شعیب من حبّ الله عزّوجلّ حتّیٰ عمي اوحیٰ الله الیه: یاشعیب،ان یکن هذاخوفاًمن النار،فقداجرتک،وان یکن شوقاالی الجنة فقد ابحتک فقال:الهي وسیدي،انت تعلم انی مابکیت خوفامن نارک،ولا شوقاالی جنتک،ولکن عقدحبک علی قلبی،فلست اصبرا واراک،فاوحی الله جلّ جلاله الیه:امااذاکان هذاهکذافمن اجل هذاساخدمک کلیمي موسی بن عمران"[۱]

" اللہ سے محبت کی وجہ سے گریہ کرتے کرتے حضرت شعیب علیہ السلام کی آنکھوں سے نور چلا گیا ۔تو اللہنے حضرت شعیب علیہ السلام پر وحی کی :اے شعیب اگر یہ گریہ وزاری دوزخ کے خوف سے ہے تو میں نے تم کو اجر دیا اور اگر جنت کے شوق کی وجہ سے ہے تو میں نے تمہارے لئے جنت کو مباح کیا ۔

جناب شعیب علیہ السلام نے عرض کیا :اے میرے اللہ اور اے میرے سید و سردار تو جانتا ہے کہ میں نہ تو دوزخ کے خوف سے گریہ کررہاہوں اور نہ جنت کے شوق ولالچ میں لیکن میرے دل میں تیری محبت ہے اللہنے وحی کی اے شعیب! اگر ایسا ہے تو میں عنقریب تمہاری خدمت کیلئے اپنے کلیم موسیٰ بن عمران کو بھیجوں گا "

حضرت ادریس علیہ السلام کے صحیفہ میں آیا ہے:

---

۱)بحارالانوار جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۰ ۔)

طــوبیٰ لقــوم عبــدوني حبّاً،واتخــذوني الٰهاًوربّاً،ســهرواالليل،ودابواالنهار طلبــاًلوجهي مــن غيررهبــة ولارغبة،ولالنار،ولاجنّة،بل للمحبّة الصحيحة،والارادة الصريحة والانقطاع عن الكل اليَّ [1]

"اس قوم کیلئے بشارت ہے جس نے میری محبت میں میری عبادت کی ہے،وہ راتوں کو جاگتے ہیں اور دن میں بغیر کسی رغبت اور خوف کے ، نہ ان کو دوزخ کا خوف ہے اور نہ جنت کا لالچ ہے بلکہ صحیح محبت اور پاک وصاف ارادہ اور ہرچیز سے بے نیاز ہوکر مجھ سے لولگاتے ہیں ۔

اوردعا کے سلسلہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:عميت عين لاتراک عليهارقيباًوخسرت صفقةعبدلم تجعل له من حبّک نصيباً [2]

"وہ آنکھ اندھی ہے جوخودپر تجھ کونگران نہ سمجھے،اور اس انسان کا معاملہ گھاٹے میں ہے جس کے لئے تو اپنی محبت کا حصہ نہ قرار دے"

ایمان اور محبت

اسلامی روایات میں وارد ہوا ہے بیشک ایمان محبت ہے ۔ حضرت امام محمدباقر علیہ السلام سے مروی ہے:الايمان حبّ وبغض "ایمان محبت اور بغض ہے" [3]

فضیل بن یسار سے مروی ہے:

---

۱)بحار الانوار جلد ۹۵ صفحہ ۴۶۷ ۔)

۲)بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ / ۲۲۶ ۔)

۳)بحار الانوار جلد ۷۸ صفحہ / ۱۷۵ ۔)

سالت اباعبد اللّٰہ علیہ السلام عن الحبّ والبغض،امن الایمان ھو؟ فقال: وھل الایمان الّاالحبّ والبغض ؟ [1]

"میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے محبت اور بغض کے بارے میں سوال کیا کہ کیا دونوں ایمان میں سے ہیں ؟ آپ نے فرمایا :کیا محبت اور بعض کے علاوہ ایمان ہو سکتا ہے ؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :

ھل الدین الّاالحبّ؟انّ اللّٰہ عزّوجلّ یقول : [3] ﴿قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتبعوني یحببکم اللّٰہ ﴾ [2]

"کیا دین محبت کے علاوہ ہے ؟بیشک خداوندعالم فرماتا ہے :قل ان کنتم تحبّون اللهفاتبعوني یحببکم الله

"اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تم سے محبت کرے گا "

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے: الدین ھوالحبّ والحبّ ھوالدین [4]

"دین محبت ہے اور محبت دین ہے"

---

۱)اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۱۲۵ ۔)

۲)سورئہ آل عمران آیت / ۳۱ ۔)

۳)بحارالانوار جلد ۶۹ صفحہ / ۲۳۷)

۴)نور الثقلین جلد ۵ صفحہ / ۲۸۵ ۔)

محبت کی لذت

عبادت اگرچہ محبت، شوق اور حسرت ودرد کے ذریعہ ہوتی ہے اور اس سے بڑھکر کوئی لذت وحلاوت نہیں ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جنہوں نے اللہ کی محبت اور اس کے ذائقہ اور حلاوت کا مزہ چکھا ہے وہ فرماتے ہیں:

الهي مااطيب طعم حبّک ومااعذب شرب قُربک (۱)

"پروردگار تیری محبت کے ذائقہ سے اچھا کوئی ذائقہ نہیں ہے اور تیری قُربت سے گوارا کوئی چیز گوارا نہیں ہے"

یہ حلاوت اور لذت، اولیاء اللہ کے دلوں میں پائی جاتی ہے یہ عارضی لذت نہیں ہے جو ایک وقت میں ہو اور دوسرے وقت میں ختم ہوجائے بلکہ یہ دائمی لذت ہے جب کسی بندہ کے دل میں اللہ سے محبت کی لذت مستقر ہو جاتی ہے تو اس کا دل اللہ کی محبت سے زندہ ہو جاتا ہے اور جو دل اللہ کی محبت سے زندہ ہوجائے خداوند عالم اس پر عذاب نازل نہیں کرتا اور اللہ کی محبت اس کے دل میں گھر کر جاتی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

الهي وعزّتک وجلالک لقد احببتک محبةاستقرّت حلاوتهافي قلبي وماتنعقدضمائرموحّديک علیٰ انک تبغضُ محبيک (۲)

"خدایا! تجھ کو تیرے عزت و جلال کی قسم تیری محبت کی مٹھاس میرے دل میں گھر کر گئی ہے

---

۱)بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ /۲۶۔)

۲)مناجات اهل البیت صفحہ ۹۶۔۹۷۔)

اور تیرے موحدین کے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں گذرتا کہ تو ان سے نفرت کرتا ہے "

اللہ کی محبت کی اسی مستقر اور ثابت حالت کے بارے میں حضرت امام علی بن الحسین فرماتے ہیں :

فوعزّتک یاسیدي لوانتهرتني مابرحت من بابک ولاکففت عن تملّقک لماانتهیٰ الي من المعرفةبجودک وکرمک [1]

"تیری عزت کی قسم! اے میرے مالک اگر مجھ کو اپنی بارگاہ سے نکال دے گا تو میں اس دروازے سے نہ جاونگا اور نہ تیری خوشامد سے باز رہونگا اس لئے تیرے جود و کرم کو مکمل طور پر پہچان لیا ہے "

محبت کے گہرے اور دل میں مستقر ہونے کی سب سے بلیغ تعبیر یہی ہے کہ وہ محبت دائمی ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر مولا اپنے غلام کو ذبح بھی کردے تو بھی وہ محبت اس کے دل سے زائل نہیں ہو سکتی اور جس غلام کے دل میں اس کے مولا کی محبت ثابت اور مستقر ہوگئی وہ اپنے غلام کو کبھی قتل نہیں کر سکتا ہے ۔

جب انسان اللہ سے محبت کے ذائقہ اور اس سے انسیت کی قوت سے آشنا ہوجاتا ہے تو اس پر کوئی اور چیز اثر نہیں کر سکتی

حضرت امام زین العابدین،

امام المحبین علیہ السلام فرماتے ہیں :

مَن ذاالذي ذاق حلاوة محبّتک فرام عنک بدلا؟ومن ذاالذي انس بقربک فابتغیٰ عنک حولا [2]

"وہ کون شخص ہے جس نے تیری محبت کی مٹھاس کو چکھا ہو اور تیرے بدل کا خواہش مند ہو اور وہ کون شخص ہے جس نے تیری قربت کا انس پایا ہو اور ایک لمحہ کے لئے بھی تجھ سے رو گردانی کرے "

---

۱)بحارالانوار جلد ۹۸ صفحہ / ۸۵ ۔)

۲)بحارالانوار جلد ۹۴ صفحہ / ۱۴۸ ۔)

لوگوں کا مسالک اور مذاہب میں تقسیم ہونا اللہ سے محبت کی لذت سے محروم ہونا ہے جو لوگ اپنی زندگی میں اللہ سے محبت کی معرفت حاصل کرلیتے ہیں وہ اس کے بعد اپنی زندگی میں کسی دوسری چیز کی جستجو نہیں کرتے ہیں ۔

حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام فرماتے ہیں :

ماذاوجد من فقدک؟وماالذي فقدمن وجدک ؟

"جس نے تجھ کو کھودیا اس نے کیا پایا ؟اور جس نے تجھ کو پالیا اس نے کیا کھویا"[(۱)]

حضرت علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام اللہ سے محبت کی لذت کے علاوہ محبت سے استغفار کرتے ہیں ، اللہ کے علاوہ کسی دوسرے ذکر میں مشغول ہونے سے استغفار کرتے ہیں اور اللہ کی قربت کے علاوہ کسی دوسری خوشی سے استغفار کرتے ہیں ، اس اعتبار سے نہیں کہ خداوندعالم نے اس کو اپنے بندوں پر حرام قرار دیاہے بلکہ اس لئے کہ وہ محبت دل کو اللہ سے منصرف کردیتی ہے اور انسان اللہ کے علاوہ کسی دوسرے سے لو لگانے لگتا ہے اگرچہ بہت کم مدت کیلئے ہی کیوں نہ ہو لیکن جس دل کو اللہ سے محبت کی معرفت ہوگئی ہے وہ دل اللہ سے منصرف نہیں ہوتا ہے ۔

اولیائے خدا کی زندگی میں ہرچیز اور ہر کوشش اللہ سے دائمی محبت ، اللہ کا ذکر اور اس کی اطاعت کے ذریعہ ہی آتی ہے اس کے علاوہ ہرچیز اللہ کی یاد سے منصرف کرتی ہے اور ہم اللہ سے استغفار کرتے ہیں ۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں :

واستغفرک من کل لذة بغیرذکرک ومِن کلّ راحة بغیراُنسک،ومن کل سرور بغیرقربک،ومن کلّ شغلٍ بغیرطاعتک [(۲)]

---

۱)بحار الانوار جلد۹۸ صفحہ /۲۲۶ ۔)

۲)بحار الانوار جلد۹۴ صفحہ /۱۵۱ ۔)

"اور میں تیری یاد سے خالی ہر لذت ،تیرے انس سے خالی ہر آرام ،تیرے قرب سے خالی ہر خوشی ،اور تیری اطاعت سے خالی ہر مشغولیت سے استغفار کرتا ہوں"

محبت کے ذریعہ عمل کی تلافی

محبت عمل سے جدا نہیں ہے محبت انسان کے عمل ،حرکت اور جد و جہد کی علامت ہے لیکن محبت ، عمل کا جبران کرتی ہے اور جس شخص نے عمل کرنے میں کوئی کوتا ہی کی ہے اس کی شفاعت کرتی ہے وہ اللہ کے نزدیک شفیع و مشفع ہے۔

حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام ماہ رمضان میں سحری کی ایک دعا میں جو ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے اور بڑی عظیم دعا میں شمار ہوتی ہے فرماتے ہیں:

معرفتي یامولاي دلیلي علیک وحبي لک شفیعي الیک وانا واثق من دلیلي بدلالتک ومن شفیعي الیٰ شفاعتک (۱)

"اے میرے آقا میری معرفت نے میری،تیری جانب راہنمائی کی ہے اور تجھ سے میری محبت تیری بارگاہ میں میرے لئے شفیع قرار پائیگی اور میں اپنے رہنما پربھروسہ کئے ہوئے ہوں نیزمجھے اپنے شفیع پر اعتماد ہے" معرفت اور محبت بہترین رہنما اور شفیع ہیں لہٰذا وہ انسان ضائع نہیں ہوسکتا جس کی اللہ کی طرف رہنمائی کرنے والی ذات اسکی معرفت ہے اور وہ بندہ مقصد تک پہنچنے میں پیچھے نہیں رہ سکتا جس کی خداوند عالم کے سامنے شفاعت کرنے والی ذات محبت ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: الٰھي انّک تعلم انيّ وان لم تدم الطاعة منيّ فعلاجزما فقددامت محبّة وعزما

---

۱)بحار الانوار جلد۹۸ صفحہ ۸۲۔)

"خدایا تو جانتا ہے کہ میں اگرچہ تیری مسلسل اطاعت نہ کرسکا پھر بھی تجھ سے مسلسل محبت کرتا ہوں"

یہ امام علیہ السلام کے کلام میں سے ایک لطیف و دقیق مطلب کی طرف اشارہ ہے بیشک کبھی کبھی اطاعت انسان کو قصوروار ٹھہراتی ہے اور وہ اللہ کی اطاعت پر اعتماد کرنے پر متمکن نہیں ہوتا ہے لیکن اللہ سے محبت کرنے والے انسانوں کے یقین و جزم میں شک کی کوئی راہ نہیں ہے اور جس بندے کے دل میں اللہ کی محبت گھر کر جاتی ہے اس میں شک آہی نہیں سکتا۔بندہ بذات خود ہی اطاعت میں کوتاہی کرتا ہے اور وہ ان چیزوں کا مرتکب ہوتا ہے جن کو خداوند عالم پسند نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی معصیت کرنے کو دوست رکھتا ہے لیکن اس کے لئے یہ امکان نہیں ہے کہ (بندہ اطاعت میں کوتاہی کرے اور معصیت کا ارتکاب کرے)اطاعت کو ناپسند کرے اور معصیت کو دوست رکھے ۔

بیشک کبھی اعضا و جوارح معصیت کی طرف پھسل جاتے ہیں ،ان میں شیطان اور خواہشات نفسانی داخل ہو جاتے ہیں اور اعضاء و جوارح اللہ کی اطاعت کرنے میں کوتاہی کرنے لگتے ہیں لیکن اللہ کے نیک و صالح بندوں کے دلوں میں اللہ کی محبت ،اس کی اطاعت سے محبت اور اس کی معصیت کے ناپسند ہونے کے علاوہ اور کچھ داخل ہی نہیں ہو سکتا ہے ۔

ایک دعا میں آیا ہے :

الٰهي احبّ طاعتک وانْ قصرت عنهاواکره معصیتک وانْ رکبتها فتفضل عليّ بالجنّة [1]

---

۱)بحارالانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۰۱ ۔)

"خدایا! میں تیری اطاعت کرنا چاہتا ہوں اگرچہ میں نے اس سلسلہ میں کوتاہی کی ہے اور مجھے تیری معصیت کرنا ناگوار ہے اگر چہ میں تیری معصیت کاارتکاب کرچکا ہوں لہٰذا مجھ کو بہشت کرامت فرما "

جوارح اور جوانح کے درمیان یہی فرق ہے بیشک جوارح کبھی جوانح سے ملحق ہونے سے کوتاہی کرتے ہیں اور کبھی جوانح اپنے پروردگار کی محبت میں مکمل طورپر خاضع وخاشع ہوجاتے ہیں اور جوارح ایسا کرنے سے کوتاہی کرتے ہیں لیکن جب دل پاک وپاکیزہ اور خالص ہوجاتاہے تو جوارح اسکی اطاعت کرنے کیلئے ناچار ہوتے ہیں اور ہمارے لئے جوارح اور جوانح کی مطلوب چیزکا نافذکرنا ضروری ہے اور ہم جوارح اور جوانح کے درمیان کے اس فاصلہ کو اخلاص قلب کے ذریعہ ختم کرسکتے ہیں

محبت انسان کو عذاب سے بچاتی ہے

جب انسان گناہوں کے ذریعہ اللہ کی نظروں سے گرجاتا ہے اور انسان کو اللہ کے عذاب اور عقاب کیلئے پیش کیا جاتا ہے تو محبت انسان کو اللہ کے عذاب اور عقاب سے نجات دلاتی ہے ۔

حضرت علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام مناجات میں فرماتے ہیں:

الهي انّ ذنوبي قداخافتني ومحبّني لک قد اجارتني [۱]

"خدایا! میرے گناہوں نے مجھے ڈرادیا ہے اور تجھ سے میری محبت نے مجھے پناہ دے رکھی ہے "

---

۱)بحار الانوار جلد ۹۵ صفحہ/ ۹۹۔)

محبت کے درجات اور اس کے طریقے

بندوں کے دلوں میں محبت کے درجے اور مراحل ہوتے ہیں :

یعنی دل میں اتنی کم محبت ہوتی ہے کہ محبت کرنے والے کو اصلا اس محبت کا احساس ہی نہیں ہوتا ہے۔

ایک محبت ایسی ہوتی ہے جس سے بندے کا دل اس طرح پُر ہو جاتا ہے کہ انسان کے دل میں کوئی ایسی جگہ باقی نہیں رہ جاتی جس سے انسان لہو و لعب میں مشغول ہو اور اللہ کا ذکر نہ کرے۔

اور ایک محبت ایسی ہوتی ہے کہ انسان اللہ کے ذکر، اس سے مناجات کرنے اور اس کی بارگاہ میں کھڑے ہونے میں مہمنک ہو جاتا ہے اور وہ ذکر، دعا، نماز اور فی سبیل اللہ عمل کرنے اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے سیراب نہیں ہوتا ہے۔

ایک دعا میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں : سیّدی انا من حبّک جائع لااشبع، وانا من حبک ظمان لااُرویٰ واشوقاہ الیٰ مَن یرانی ولااراہ

"میرے آقا و سردار میں تیری محبت کا بھوکا ہوں کہ سیر نہیں ہو سکتا، اور تیری محبت کا اتنا پیاسا ہوں کہ سیراب نہیں ہو سکتا اور میں کسی ذات کے دیدار کا مشتاق ہو لیکن وہ مجھے اپنا دیدار نہیں کراتا "

حضرت امام علی بن الحسین زین العابدین مناجات میں فرماتے ہیں :

وغُلتی لایبردھاالاّوصلُک ولوعتی لایطفئوھاالّالقاءُ ک وشوقی الیک لایُبُلُّہُ الاالنَّظرُاِلَیکَ (۱)

"اور میری حرارت اشتیاق کو تیرے وصال کے علاوہ کوئی اور چیزٹھنڈا نہیں کر سکتی اور میرے شعلہ شوق کو تیری ملاقات کے علاوہ کوئی اور چیز بجھا نہیں سکتی اور میرے شوق کو تر نہیں کر سکتا ہے مگر تیری طرف نظر کرنا "

---

۱)بحارالانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۴۹ ۔)

اللہ کی محبت میں والہانہ پن بھی ہے، زیارت امین میں آیا ہے: اللھم انّ قلوب المخبتین الیک والھة [۱]

"تیرے سامنے تواضع کرنے والوں کے دل مشتاق ہیں" حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے دعا میں مروی ہے:

الھی بک ھامت القلوب الوالھة فلا تطمئنّ القلوب الابذکراک ولا تسکن النفوس الاعند رویاک [۲]

"خدایا! محبت بھرے دل تجھ ہی سے وابستہ ہیں۔۔۔دل تیرے ذکر کے بغیر مطمئن نہیں ہوتے اور نفسوں کو تیرے دیدار کے بغیر سکون نہیں ملتا" ان والہ اورہائمہ قلوب کی یہ خاصیت ہے کہ ان کو اللہ کے ذکر کے بغیر سکون و اطمینان نہیں ہوتا۔

ہم کو محبت کی آخری حد کا سبق امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اس دعا کے کلمات میں ملتا ہے جس کی آپ نے کمیل بن زیادہ نخعی کو تعلیم دی تھی جو دعاء کمیل کے نام سے مشہور ہے:

فھبني یاسیّدي ومولاي وربي صبرت علیٰ عذابک فکیف اصبرعلیٰ فراقک ،وھبني صبرت علی حرنارک فکیف اصبرعن النظر الیٰ کرامتک ام کیف اسکن فی النار ورجائي عفوک؟! [۳]

"تو اے میرے خدا! میرے پروردگار! میرے آقا! میرے سردار! پھر یہ بھی طے ہے کہ

---

۱)مفاتیح الجنان دعاء ابو حمزہ ثمالی۔)

۲)بحار الانوار جلد صفحہ/ ۱۵۱۔)

۳)مفاتیح الجنان دعائے کمیل۔)

اگر میں تیرے عذاب پر صبر بھی کر لوں تو تیرے فراق پر صبر نہیںکر سکتا۔ اگر آتش جہنم کی گرمی برداشت بھی کر لوں تو تیری کرامت نہ دیکھنے کو برداشت نہیں کر سکتا۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تیری معافی کی امید رکھوں اورپھر میں آتش جہنم میںجلادیا جاوں "

یہ بندہ کی توجہ کو مبذول کر نے کے بہت ہی پاک وپاکیزہ اور سچے نمونے ہیں یعنی بندہ اپنے مولا وآقا کی طرف سے جہنم کے عذاب پر تو صبر کر سکتا ہے لیکن وہ اسکی جدائی اور غضب پر کیسے صبر کر سکتا ہے ؟! کبھی محب اپنے مولا کے عقاب کو برداشت کرتا ہے لیکن اس کے غضب کو برداشت نہیں کرتا کبھی وہ سب سے سخت عذاب دوزخ کو تو برداشت کر لیتا ہے لیکن مولا وآقا کے فراق کو برداشت نہیں کرپاتا ہے۔

جہنم کی آگ بندہ کا ٹھکانا کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ بندہ اپنے مولا وآقا سے مہربانی وعطوفت اور جہنم سے نجات دینے کی امیدرکھتا ہے ؟ محبت اور رجاء وامید یہ دونوں چیزیں بندے کے دل سے جدُا نہیں ہو سکتی ہیں (حالانکہ اس کو اللہ کے غضب کی وجہ سے جہنم کی بھڑی میں جھونک دیا جاتا ہے)اس عظیم وجلیل دعا کی یہ پاک و پاکیزہ صورتیں ہیں۔ کبھی بندہ اپنے مولا سے محبت کرتا ہے اور اس کا مولا و آقا اس کو اپنی نعمت اور فضل سے نوازتا ہے یہ محبت کی تاکید کا ہی اثر ہے لیکن وہ محبت جس کو بندے کے دل سے جدا کرنے اور جدا نہ کرنے سے اس کی محبت میں کوئی اضافہ نہ ہوتا ہو تو اس کو بندے کے مولا وآقا کے عذاب جہنم میں جھونک دیا جائیگا۔

امام زین العابدین نے جس دعاء سحر کی ابو حمزہ ثمالی کو تعلیم دی تھی اس میں فرماتے ہیں :

فوعزّتک لوانتهرتني مابرحت من بابک ولاکففت عن تملّقک لما اُلهم قلبي من المعرفة بکرمک وسعة رحمتک الی مَن یذهب العبد الاّ الی مولاه؟ والی مَن یلتجی المخلوق الاّالی خالقه ؟!الهي لوقرنتني بالاصفاد،ومنعتني سیبک من بین الاشهاد،ودللت علیٰ فضائحي عیون العباد،وامرت بي الی النار وحلت بیني وبین الابرارماقطعتُ رجائي منک،وماصرفتُ تامیلي للعفوعنک، ولاخرج حبّک من قلبي [1]

"تیری عزت کی قسم !اگرتو مجھ کو جھڑک بھی دے گا تو ہم تیرے دروازے سے کہیں جائیں گے نہیں اور تجھ سے آس نہیں توڑیں گے ہمارے دل کو تیرے کرم کا یقین ہے اور ہمیشہ تیری وسیع رحمت پر اعتماد ہے میرے مالک بندہ اپنے مالک کوچھوڑکرکدھر جائے اور مخلوق خالق کے ماسوا کس کی پناہ لے!میرے معبود اگرتو مجھ کو زنجیروں میںجکڑ بھی دے گا اور مجمع عام میں عطا سے انکاربھی کر دیگا اور لوگوں کو ہمارے عیوب سے آگاہ بھی کردیگا اور ہم کو جہنم کا حکم بھی دیدیگا اور اپنے نیک بندوں سے الگ بھی کر دیگا تو بھی میں امید کو تجھ سے منقطع نہیں کرونگا اور جو تیری معافی سے آس نہیں توڑونگا اور تیری محبت کو دل سے نہ نکالونگا "

یہ بات ذہن نشین کرلیجئے کہ یہی محبت سچی محبت ، امید،آرزو، اور پاک صاف محبت ہے یہ بندہ کے دل سے کبھی نکل نہیں سکتی چاہے مولا اس کو زنجیروں میں ہی کیوں نہ جکڑدے اور اس کو لوگوں کے سامنے رسوا ہی کیوں نہ کرے ۔

ہم محبت اور رجاء کی ان بہترین صورتوں کو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جن کو مولائے کائنات نے جلیل القدر دعا کمیل میں بیان فرمایاہے :

---

۱)دعا ابو حمزہ ثمالی ۔)

ن تركتْ◌نِي ناطِقاً لَاَضِجَّنَّ اَلَيکْ◌َ بَينْ◌َ فَبِعِزَّتِکَ يَاسَيِّدي وَمَولْ◌َاي اُقسِ◌مُ صَادِقاً لَا اَهلْ◌ِهَاضَجِيجْ◌َ الاْٰمِلِينْ◌َ وَلاصرُ◌خَنَّ صُراخَ المْ◌ُستْ◌َصرِ◌خِينْ◌َ وَلَابکْ◌ِيَنَّ عَلَيکْ◌َ بُکَاءَ الفْ◌َاقِدِينْ◌َ وَلَاُنَادِيَنَّکَ اَينْ◌َ کُنتْ◌َ يَاوَلِيَّ المْ◌ُومْ◌ِنِينْ◌َ يَاغَايَةَ آمَالِ العْ◌َارِفِينْ◌َ يَاغَيَاثَ المْ◌ُستَغِيثْ◌ِينْ◌َ يَاحَبِيبْ◌َ قُلُوبْ◌ِ الصَّادِقِينْ◌َ وَ يَااِ لٰهَ العْ◌َا لَمِينْ◌َ

اَفَتُرَاکَ سُبحْ◌َانَکَ يَااِ لٰهِي وَبِحَمدْ◌ِکَ تَسمْ◌َعُ فِيهْ◌َاصَوتْ◌َ عَبدْ◌ٍمُسلْ◌ِمٍ سُجِنَ فِيهْ◌َابِمُخَالَفَتِهِ وَذَاقَ طَعمْ◌َ عَذَابِهَابِمَعصْ◌ِيَتِهِ وَحُبِسَ بَينْ◌َ اَطبْ◌َاقِهَابِجُرمْ◌ِهِ وَجَرِيرْ◌َتِهِ وَهُوَيَضِجُّ اِلَيکْ◌َ ضَجِيجَ مُ◌ُومِّلٍ لِرَحمْ◌َتِکَ وَيُ اُنَادِيکَ بِلِ سٰانِ اَهلْ◌ِ تَوحِيدِکَ وَيَتَوَسَّلُ اِلَيکْ◌َ بِرُبُوبِيَّتِکَ يَامَوْلَايَ فَکَيفْ◌َ يَبقْٰى فِي العَ ذَابِ وَهُوَ يَرجْ◌ُو اَ مسَلَفَ مِن حِلمْ◌ِکَ اَم کَيفْ◌َ تُولِمُهُ النَارُوَهُوَيَامْ◌ُلُ فَضلْ◌َکَ وَرَحمْ◌َتَکَ اَم کَيفْ◌َ يُحرِ◌قُهُ لَهِيبُ هٰاوَاَنتْ◌َ تَسمْ◌َعُ صَوتْ◌َهُ وَتَرٰى مَ کٰانَهُ اَم کَيفْ◌َ يَشتْ◌َمِلُ عَلَيهْ◌ِ زَفِيرُ هٰا وَاَنتْ◌َ تَعلْ◌َمُ ضَعفْ◌َهُ اَم کَيفْ◌َ يَتَقَلقْ◌َلُ بَينْ◌َ اَطبْ◌َاقِ هٰاوَاَنتْ◌َ تَعلْ◌َمُ صِدقْ◌َهُ اَم کَيفْ◌َ تَزجْ◌ُرُهُ زَ بٰانِيَتُ هٰاوَهُوَيُ اُنَادِيکَ يٰا رَبَّهُ اَم کَيفْ◌َ يَرجْ◌ُو فَضلْ◌َکَ فِی عِتقْ◌ِهِ مِن هٰا فَتَترْ◌ُکُهُ فِي هٰاهَي هٰاتَ مٰا ذٰلِکَ الظَّنُّ بِکَ وَلَاالمْ◌َعرُوفُ مِن فَضلْ◌ِکَ وَ لٰامُشبْ◌ِهٌ لِمٰا عٰامَلتْ◌َ بِهِ المْ◌ُوَحِّدِينَ مِن بِرِّکَ وَاِح سٰانِکَ [1]

''تیری عزت و عظمت کی قسم اے آقاو مولا! اگر تونے میری گویائی کو باقی رکھا تو میں اہل جہنم کے درمیان بھی امیدواروں کی طرح فریاد کروں گااور فریادیوں کی طرح نالہ و شیون کروں گااور ''عزیز گم کردہ '' کی طرح تیری دوری پر آہ وبکا کروں گا اور تو جہاں بھی ہوگا تجھے آوازدوں گا کہ تو مومنین کا سرپرست، عارفین کا مرکز امید، فریادیوں کا فریادرس ،صادقین کا محبوب اور عالمین کا معبود ہے ۔

---

۱)مفاتیح الجنان دعاء کمیل۔)

اے میرے پاکیزہ صفات ،قابل حمد وثنا پروردگار کیا یہ ممکن ہے کہ تو اپنے بندہ مسلمان کو اس کی مخالفت کی بنا پر جہنم میں گرفتار اور معصیت کی بنا پر عذاب کا مزہ چکھنے والا اور جرم و خطا کی بنا پر جہنم کے طبقات کے درمیان کروٹیں بدلنے والا بنادے اور پھر یہ دیکھے کہ وہ امیدوار رحمت کی طرح فریاد کناں اور اہل توحید کی طرح پکارنے والا ، ربوبیت کے وسیلہ سے التماس کرنے والا ہے اور تو اس کی آواز نہیں سنتا ہے۔

خدایا تیرے حلم و تحمل سے آس لگانے والا کس طرح عذاب میں رہے گا اور تیرے فضل وکرم سے امیدیں وابستہ کرنے والا کس طرح جہنم کے الم ورنج کا شکار ہوگا۔ جہنم کی آگ اسے کس طرح جلائے گی جب کہ تو اس کی آواز کو سن رہا ہو اور اس کی منزل کو دیکھ رہا ہو، جہنم کے شعلے اسے کس طرح اپنے لپیٹ میں لیں گے جب کہ تو اس کی کمزوری کو دیکھ رہا ہوگا۔ وہ جہنم کے طبقات میں کس طرح کروٹیں بدلے گا جب کہ تو اس کی صداقت کو جانتا ہے ۔ جہنم کے فرشتے اسے کس طرح جھڑکیں گے جبکہ وہ تجھے آواز دے رہا ہوگا اور تو اسے جہنم میں کس طرح چھوڑ دے گا جب کہ وہ تیرے فضل وکرم کا امیدوار ہوگا ، ہرگز تیرے بارے میں یہ خیال اور تیرے احسانات کا یہ انداز نہیں ہے تو نے جس طرح اہل توحید کے ساتھ نیک برتاو کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ میں تو یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تو نے اپنے منکروں کے حق میں عذاب کا فیصلہ نہ کردیا ہوتا اور اپنے دشمنوں کو ہمیشہ جہنم میں رکھنے کا حکم نہ دے دیا ہوتا تو ساری آتش جہنم کو سرد اور سلامتی بنا دیتا اور اس میں کسی کا ٹھکانا اور مقام نہ ہوتا"

ہمارے ایک دوست نے ہم سے کہا: شجاعت حضرت علی علیہ السلام کی اصلی خصلت ہے اور یہ خصلت ان سے جدا نہیں ہوسکتی یہاں تک کہ آپ رب العالمین کی بارگاہ میں اس شہامت کے ساتھ دعا کرتے ہیں۔ آپ نے جناب کمیل کو جو دعا تعلیم فرمائی تھی اس میں اس بات کی تعلیم دی ہے کہ جب گناہکار بندہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ آگ کے جنگل میں پھنس گیا ہے اور چاروں طرف سے اسکو آگ نے گھیر لیا ہے تو وہ اس وقت نہ تو خاموش رہ سکتا ہے نہ کسی جگہ پر اسکو سکون ملتا ہے اور نہ ہی عذاب اور عقوبت کے لئے تسلیم ہوسکتا ہے اور یہی حال اس شخص کا ہے جس پر عذاب کا ہورہا ہو اور آگ کے شعلے اس کو ڈرا رہے ہوں تو وہ روتا ہے چلاتا ہے افسوس کرتا ہے اور آواز بلند کرتا ہے۔

قارئین! کیا آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ اس حالت کی دعا میں کس طرح تعبیر کی گئی ہے؟

ن ترَکتْ◌َني ناطِقاً لَاَضِجَّنَّ اَلَیکْ◌َ بَینْ◌َ   فَبِعِزَّتِکَ یاسَیِّدي وَمَولْ◌َاي اُقسِ◌ْمُ صادِقاً لَا اَهلْ◌ِهاضَجِیجْ◌َ الآْمِلِینْ◌َ وَلاصرْ◌ُخَنَّ صُرَاخَ المْ◌ُصتْ◌َسرْ◌ِخِینْ◌َ وَلَابکْ◌ِیَنَّ عَلَیکْ◌َ بُکَاءَ الفْ◌َاقِدِینْ◌َ وَلَاُنادِیَنَّکَ اَینْ◌َ کُنتْ◌َ یاوَلِیَّ المْ◌ُومْ◌ِنِینْ

ہم نے عرض کیا: تم نے مولائے کائنات کے کلام کو صحیح طور پر نہیں سمجھا۔ اگر مولائے کائنات یہ بیان فرماتے جو تم نے خیال کیا ہے تو اس خطاب کے مقدمہ میں لوترَکتْ◌َنِی ناطِقاً نہ فرماتے لیکن میں اس مقام پر حضرت علی علیہ السلام کی فطری حالت کا احساس کررہا ہوں جو آپ نے ان کلمات میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر فرمایا ہے کہ انسان اللہ کی بارگاہ میں اس شیر خوار بچہ کے مانند ہے جو دنیا میں اپنی ماں کی عطوفت، مہربانی، رحمت اور محبت کے علاوہ کوئی پناہگاہ نہیں رکھتا ہے جب بھی اسکو کوئی امر لاحق ہوتا ہے یا کوئی نقصان پہنچتا ہے تو وہ دوڑ کر اپنی ماں کی آغوش میں چلاجاتا ہے اسی سے فریاد کرتا ہے اور جب وہ کسی مخالفت کا مرتکب ہوتا ہے اور اسکی ماں اسکو کوئی سزا دینا چاہتی ہے اور وہ اپنی ماں کی سزا سے بچ کر کسی اور پناہگاہ میں جانا چاہتا ہے تو اسکے پاس اسکی ماں کے علاوہ کوئی اور پناہگاہ ہوتی ہی نہیں ہے لہٰذا اسکے لئے اسی سے فریاد کرنا ضروری ہوتا ہے اسی طرح اگر کوئی دوسرا شخص اسکو اذیت و تکلیف دیتا ہے تو اسکے پاس اسکی ماں کے علاوہ کوئی اور پناہگاہ نہیں ہوتی ہے۔

یہی حال مولائے کائنات کا اس دعا میں ہے آپ نے اپنے عظیم قلب سے اس دعا کی تعلیم فرمائی: اللہ سے پناہ مانگو، اس سے فریاد کرو اور اسکے علاوہ کسی اور کو اپنا ملجاوماوی نہ بناؤ۔

فقط خداوند تبارک وتعالی یکتا اسکا ملجاوماوی ہے جس کے علاوہ وہ کسی کو پہچانتا ہی نہیں ہے جب بندہ یہ خیال کرتا ہے کہ خداوند عالم کا عذاب اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے[۱]

کیا خداوند تبارک وتعالیٰ اسکا ملجاوماویٰ نہیں ہے؟تو پھر کیوں اس خدا سے استغاثہ کرنے میں تردد کرتا ہے؟

امام زین العابدین علیہ السلام مناجات میں اسی معنی کی عکاسی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فان طردتنی مِن بابک فبمن الوذ؟وان ردّدتنی عن جنابک فبمن اعوذ؟الھي ھل یرجع العبدالابق الّاالٰی مولاہ؟ام ھل یجیرہ من سخطہ احد سواہ [۲]

"پس اگر تو مجہ کو اپنے دروازے سے ہٹا دے گا تو میں کس کی پناہ لونگا اور اگر تو نے مجہ کو اپنی درگاہ سے لوٹا دیا تو کس کی پناہ میں رہونگا کیا فراری (بھاگا ہوا)غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے پاس پلٹتا ہے یا اس کو آقا کی ناراضگی سے خود آقا کے علاوہ کوئی اور بچاتا ہے"

اورآپ نے ابوحمزہ ثمالی کو جو دعا کی تعلیم فرمائی تھی اس میں آپ فرماتے ہیں: واناياسيدي عائذ بفضلک ھارب منک الیک [۳]"اور میں تیرے فضل کی پناہ چاہنے والا ہوں اور تجہ سے بھاگ کر تیری طرف آنے والا ہوں۔

---

۱)یہاں ہم خود مولا علی کے کلمات سے مذکورہ مطالب کو اخذ کر رہے ہیں اگر مولائے کا)ئنات سے یہ کلمات صادر نہ ہوئے ہوتے تو اس طرح مولائے کائنات اور خداوند عالم کے درمیان رابطہ کے سلسلہ میں گفتگو کی ہم جرات نہیں کر سکتے ہیں۔

۲)بحاالانوار جلد ۹۴ ص ۱۴۲۔)

۳)بحار الانوار جلد ۹۸ ص ۸۴۔)

اسی دعا میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: الیٰ مَن یذ ھب العبد إلا إلیٰ مولاہ والی مَن یذھب المخلوق الاا لیٰ خالقه [1]

"کیاغلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے پاس جا سکتا ہے اور کیا مخلوق اپنے خالق کے علاوہ کسی اور کے پاس جاتی ہے" بندہ کے خدا وند عالم سے لو لگانے کے سلسلہ میں بندہ کا اللہ سے اللہ کی طرف بھاگ کر جانا یہ بہت دقیق معانی اوربلند افکارہیں حضرت علی علیہ السلام نے بندہ کے اللہ سے لو لگانے کی جو منظر کشی فرمائی ہے یہ محبت اور رجا و امید کے سب سے زیادہ دقیق اور لطیف مشاعرہیں اور محبت کرنے والوں کے دلوں میں سچے دل سے گھر کرتی ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے دعا کے اس فقرے میں استغاثہ کرتے وقت شعراء کا طریقہ اختیار نہیں فرمایا ہے بلکہ دعا کے اس مرحلہ کوپوار کیا ہے آپ خدا کی بارگاہ میں اپنے احساس اور شعور کی تعبیر کرنے میں بالکل سچے ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ہمارے، اللہ کی رحمت اور اسکے فضل کی معرفت رکھتے ہوئے بھی خدا اپنے بندہ سے رجا اور محبت میں سچے اورپاک وصاف احساس کواس بندہ کی محبت اور اسکی امید کو رد فرما دے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

فَکَیفْ یَب قْی فِی الْعَ ا ذبِ وَھُوَیَرجُو ا مسَلَفَ مِن حِلمْکَ اَم کَیفْ تُولِمُهُ النارُوَھُوَیامُلُ فَضلَکَ وَرَحمَتکَ ام کَیفْ یُحرِقُهُ لَهیبُ ھاوَانتَ تَسمَعُ صَوتَه وَتَر یٰ

---

۱) بحاالانوار جلد۹۸ صفحہ/ ۸۸۔)

مَ اُكنَہُ اَم كَيفَ يَشتَمِل عَلَيہِ زَفيرُ ھٰاوَاَنتَ تَعلَمُ ضَعفَہُ اَم كَيفَ يَتَقَلقَلُ بَينَ اَطبٰقِہا وَاَنتَ تَعلَمُ صِدقَہُ اَم كَيفَ تَزجُرُہُ زَ اَبنِيَتُ ھٰاوَھُوَىُ اَنديکَ ى رَاَبَّہُ

"خدایا تیرے حلم و تحمل سے آس لگانے والا کس طرح عذاب میں رہے گا اور تیرے فضل وکرم سے امیدیں وابستہ کرنے والا کس طرح جہنم کے الم ورنج کا شکار ہوگا۔ جہنم کی آگ اسے کس طرح جلائے گی جب کہ تو اس کی آواز کو سن رہا ہو اور اس کی منزل کو دیکھ رہا ہو، جہنم کے شعلے اسے کس طرح اپنے لپیٹ میں لیں گے جب کہ تو اس کی کمزوری کو دیکھ رہا ہوگا۔ وہ جہنم کے طبقات میں کس طرح کروٹیں بدلے گا جب کہ تو اس کی صداقت کو جانتا ہے۔ جہنم کے فرشتے اسے کس طرح جھڑکیں گے جبکہ وہ تجھے آواز دے رہا ہوگا"

کیا یہ ممکن ہے کہ خداوند عالم بندہ کی گردن میں اگ کا طوق ڈالدے، اسکو اس میں جلائے حالانکہ وہ خدا کو پکار رہا ہوا پنے کئے پر پچھتا رہا ہو اور اپنی زبان سے اس کی وحدانیت کا اقرار کررہا ہو؟

ہماری زندگی میں جو کچھ اس کا حلم و فضل گذر چکا ہم اس کی مطلق اور قطعی و یقینی طور پر نفی کرتے ہیں لیکن حضرت علی علیہ السلام خداوند عالم کے حلم و فضل پر اس کے فضل سے اسطرح استدلال فرماتے ہیں: وَھُوَيَرجُو اَ مسَلَفَ مِن حِلمِکَ امام علیہ السلام قضیہ کے دونوں طرف یعنی خداوند عالم کے بندہ سے رابطہ برقرار رکھنے اور بندہ کے خداوند عالم سے لو لگانے میں قاطع اور صاف صاف طور پر بیان فرماتے ہیں۔

جس طرح اس کو یقین ہے کہ اگر بندہ کو جہنم میں بھی ڈالدیا جائیگا تو اس کی محبت اور امید اس سے جدا نہیں ہو سکتی ہے اور ہر گز خداوندعالم کے علاوہ اس کا کوئی ملجا وماویٰ نہیں ہو سکتا ہے اسی طرح اس کو بھی یقین ہے کہ خداوندعالم سچی محبت اور امید کو بندے کے دل سے ختم نہیں کرتا ہے ۔ اس جزم ،قاطعیت اور صاف گوئی کے متعلق مولائے کائنات کے کلام میں غور فرمائیں :

هيهات ماذلک الظّنُ بکَ وَلَاالْمَ ؔعرْ ؔوفْ ؔ مِن فضلِ ؔک وَلَامُشبِ ؔهٌلِّمَا عَامَلتْ ؔ بِهِ الْمُ ؔوَحِّدِينْ ؔ مِن بِرِّکَ وَاِحسِ ؔانِکَ فَبِالْيْ ؔقِينِْ ؔ اَقطْ ؔعُ لَولْ ؔامَاحَکَمتْ ؔ بِهِ مِن تَعذْ ؔيبِْ ؔ جَاحِدِيکْ ؔ وَقَضَيتْ ؔ بِهِ مِن اِخلْ ؔادِ مُعَانِدِيکْ ؔ لَجَعَلتْ ؔ النَّارَکُلَّهَا بَرْدًا وَسَلَاماًوَمَاکَانَ لِاَحَدٍ فِيهْ ؔامَقرّاًوَلَامُقَاماً (۱)

"ہر گز تیرے بارے میں یہ خیال اور تیرے احسانات کا یہ انداز نہیں ہے ۔تونے جس طرح اہل توحید کے ساتھ نیک برتاو کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے ۔میں تویقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تونے اپنے منکروں کے حق میں عذاب کا فیصلہ نہ کردیا ہوتا اور اپنے دشمنوں کو ہمیشہ جہنم میں رکھنے کا حکم نہ دے دیا ہوتا تو ساری آتش جہنم کو سرد اور سلامتی بنا دیتا اور اس میں کسی کا ٹھکانا اور مقام نہ ہوتا" یہ جزم ویقین جو بندہ خداوندعالم سے لو لگانے میں رکھتا ہے یہ بلند مرتبہ ہے اور مولا کا اپنے بندے سے تعلق رکھنا یہ مرتبہ پائین ہے ۔ہم ان دونوں باتوں کا مولائے کائنات کے دوسرے کلام میں مشاہدہ کرتے ہیں جہاں پر آپ نے اپنی مشہور مناجات میں خداوند عالم کو مخاطب قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے :

الهي وعزّتک وجلالک لقداحببتک محبّة استقرّت حلاوتها في قلبي،وماتنعقدضمائرموحّديک علیٰ انک تبغض محبيک (۲)

"خدایا !تجھ کو تیرے عزت و جلال کی قسم تیری محبت کی مٹھاس میرے دل میں گھر کر گئی ہے اور تیرے موحدین کے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں گذرتا کہ تو ان سے نفرت کرتا ہے "

حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام کی مناجات میں آیا ہے : الهي نفس اعززتهابتوحيدک کيف تذ لّهابمهانة هجرانک وضمير

---

۱)مفاتیح الجنان دعائے کمیل ۔)

۲)مناجات اہل البیت صفحہ ۶۸ ۔ ۶۹ ۔)

انعقد علیٰ مودّتک کیف تحرقه بحرارة نیرانک [۱]

"اے خدا جس نفس کو تونے اپنی توحید سے عزت دی ہے اسے کیسے اپنے فراق کی ذلت سے ذلیل کرے گا اور جس نے عشق و محبت کی گرہ باندھی ہے اس کو اپنی آگ کی حرارت سے کیسے جلائے گا" حضرت سجاد علیہ السلام ابو حمزہ ثمالی کو تعلیم دینے والی دعا میں فرماتے ہیں:

افتراک یاربّ تخلف ظنوننااوتخیّب آمالنا؟کلّا یاکریم ،فلیس هٰذا ظنّنابک،ولا هٰذاطمعنافیک یاربّ اِنَّ لَنَافِیکْ اَمَلاًطَوِیلاً کَثِیرْاً،اِنَّ لَنَافِیکْ رَجَاءً عَظِیمْاً۔۔۔ [۲]

"اور تو یقیناہمارے یقین کو جھوٹا نہیں کرے گا اور ہماری امید کو نا امید نہیں کرے گا ؟ہر گز نہیں کریم تیرے بارے میں یہ بد گمانی نہیں ہے ہم تجھ سے بہت امید رکھتے ہیں اور بہت کچھ امید لگائے بیٹھے ہیں"

---

۱)بحار الانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۴۳ ۔)

۲)مفاتیح الجنان دعائے ابو حمزہ ثمالی ۔)

محبت میں انسیت اور شوق کی حالت

محبت کا اظہار دو طرح سے ہوتا ہے۔ کبھی محبت شوق کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور کبھی محبت کسی سے انسیت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور ان دونوں حالتوں کو محبت سے تعبیر کیا جاتا ہے مگر دونوں میں یہ فرق ہے کہ بندے کے اندر شوق کی حالت اس وقت زور پکڑتی ہے جب وہ اپنے محب سے دور ہوتا ہے اور انس کی حالت اس وقت زور پکڑتی ہے جب وہ اپنے حبیب کے پاس موجود ہوتا ہے۔

یہ دونوں حالتیں بندے کے قلب پر اس وقت طاری ہوتی ہیں جب وہ اللہ سے لو لگاتا ہے بیشک خدا وند عالم کبھی بندے پر دور سے تجلی کرتا ہے اور کبھی نزدیک سے تجلی کرتا ہے:

اَلَّذِی بَعُدَ فَلَایُرٰ یٰ وَقَرُبَ فَشَھَدَ النَّجوْ یٰ [۱] "جو اتنا دور ہے کہ دکھائی نہیں دیتا ہے اور اتنا قریب ہے کہ ہر راز کا گواہ ہے"

جب وہ بندے پر دور سے تجلی کرتا ہے تو بندے میں شوق کی حالت پیدا ہوتی ہے اور جب وہ بندے پر قریب سے تجلی کرتا ہے اور بندہ اپنے مولا کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا احساس کرتا ہے:

وَھُوَمَعَکُم اَینْ مَاکُنتُم [۲]

"وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی رہو"

﴿وَنَحنُ اَقرَبُ مِن حَبلِ الوَرِیدِ﴾ [۳]

"اور ہم اس کی رگ گردن سے زیادہ قریب ہیں"

﴿وَاِذَاسَاَلکَ عِبَادِی عَنِّی فَاِنِّی قَرِیبٌ﴾ [۴]

"اور اے پیغمبر اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں ان سے قریب ہوں" تو بندہ میں انسیت کی حالت پیدا ہوتی ہے۔

دعائے افتتاح میں ان دونوں حالتوں کی امام حجت المہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے دقیق طور پر عکاسی کی گئی ہے:

---

۱) مفاتیح الجنان دعائے ابو حمزہ ثمالی۔ ۲) سورئہ حدید آیت/ ۴۔

۳) سورئہ ق آیت/ ۱۶۔ ۴) سورئہ بقرہ آیت/ ۱۸۶۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی لَایُهتَکُ حِجَابُهُ وَلَایُغلَقُ بَابُهُ [۱] "ساری حمد اس خدا کے لئے جس کا حجاب نور اٹھایا نہیں جاسکتا ہے اور اس کا دروازہ کرم بند نہیں ہو سکتا ہے"

حجاب کی بھی دو قسمیں ہیں: حجاب ظلمت اور حجاب نور۔ کبھی انسان گھپ اندھیرے کی وجہ سے کچھ دیکھ نہیں پاتا یعنی گھٹا ٹوپ اندھیرا اس کے دیکھنے میں مانع ہوتا ہے اس کو حجاب ظلمت اور تاریکی کہا جاتا ہے۔ کبھی انسان انتہائی روشنی اور نور کی وجہ سے کچھ دیکھ نہیں پاتا ہے جس طرح انسان وسط میںکسی رکاوٹ و حائل ہونے والی چیز کے بغیر سورج کی طرف نہیں دیکھ سکتا ہے یہ سورج کی انتہائی روشنی کی وجہ سے ہے اسی کو حجاب نور کہا جاتا ہے۔

"دنیا سے محبت"، برائیوں کی مقارنت اور "نا یُرین القلب" انسان کے اللہ سے لو لگانے میں حجاب ظلمت شمار ہوتے ہیں۔

انسان کے اللہ سے لو لگانے کے لئے حجاب نور دوسری چیز ہے، حجاب نور وہ حجاب ہے جو کبھی نہیں چھٹتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے اس دعا میں فرمایا ہے۔

یہ وہ حجاب ہے جو بندوں کے دلوں میں شوق و اشتیاق زیادہ کرتا ہے حضرت امام زین العابدین اپنی مناجات میں اللہ سے لو لگانے کے شوق و اشتیاق کو یوں بیان فرماتے ہیں:

وَغُلَّتِي لَایُبَرِّدُھَاالَّاوَصلُکَ وَلَوعَتِي لَایُطفِیهَا اِلَّالِقَاؤکَ وَشَوقِي اِلَیکَ لَایَبُلُّهُ اِلَّاالنَّظَرُ اِلیٰ وَجهِکَ وَقَرَارِي لَایَقِرُّدُونَ دُنُوِّي مِنکَ وَلَهفَتِي لَایَرُدُّھَا اِلَّاروحُکَ وَسُقمِي لَایَشفِیهِ اِلَّاطِبُّکَ وَغَمِّي لَایُزِیلُهُ اِلَّاقُربُکَ وَجُرحِي

---

۱) مفاتیح الجنان دعائے افتتاح۔)

لَایُبرْ◌ِئُہُ اِلَّاصَفحْ◌ُکَ وَرینْ◌َ قَلبْ◌ِی لَایَجلْ◌ُوہْ◌ُ اِلَّاعَفوْ◌ُکَ فَیَامُنتْ◌َھ ی اَمَلِ الآمِلِینْ◌َ، وَیَاغَایَۃَ سُولْ◌ِ السَّائِلِینْ◌َ وَیَااَقصْ ی طَلَبَۃِ الطَّالِبِینْ◌َ وَیَااَعلْ ی رَغبْ◌َۃ الرَّاغِبِینْ◌َ وَیَاوَلِیَّ الصَّالِحِینْ◌َ وَیَااَمَانَ الخْ◌َائِفِینْ◌َ،وَیَامُجِیبْ◌َ دَعوْ◌َۃِ المْ◌ُضطْ◌َرِّینْ◌َ وَیَاذُخرْ◌َالمْ◌ُعدْ◌ِمِینْ◌َ وَیَاکَنزْ◌َالبْ◌َائِسِینْ◌َ [1]

"اور میرے اشتیاق کی حرارت کو تیرے وصال کے علا وہ کو ئی اورچیزٹھنڈا نہیں کر سکتی اور میرے شعلہ شوق کو تیری ملاقات کے علاوہ کوئی چیز بجھا نہیں سکتی اور میرے شوق کو تر نہیں کر سکتا ہے مگر تیری طرف نظر کرنا میرا دل تیرے قرب کے علا وہ قرار نہیں پاتا ہے اور میری حسرت کو تیری رحمت کے سوا کوئی زائل نہیں کرتا اور میرے درد کو تیرے علاج کے سوا کوئی شفا نہیں دیتا ہے اور میرے غم کو تیرے قرب کے سوا کوئی زائل نہیں کرتا اور میرے زخم کو تیری چشم پو شی کے علا وہ کو ئی ٹھیک نہیں کرتا اور میرے دل کے زنگ کو تیری معافی کی علا وہ کوئی جِلا نہیں دیتا ۔۔۔اے امید واروں کی امید کی انتہا اے سوال کرنے والوں کے منتہاء مقصود، اے طلب کرنے والوں کے بلند ترین مطلوب اے رغبت رکھنے والوں کی بلند ترین آرزو، اے نیکوں کے ولی اے خوف رکھنے والوں کے امان دینے والے اور اے مضطر کی دعا قبول کرنے والے اور اے بینواوں کے ہمنوا اور اے بیچا روں کے لئے امید کا خزانہ "

اس تجلی کے با لمقابل تجلی کا ایک اور طریقہ ہے اور وہ اپنے اور بندوں کے درمیان دروازہ بند کئے ہوئے بغیر تجلی کرتا ہے وہ ان کی مناجات کو سنتا ہے، وہ ان کی شہ رگ گردن سے بھی زیادہ ان سے قریب ہے، یحول بین المرء و قلبہ، اس سے بندوں کے دلوں میں آنے والی کوئی بھی چیز مخفی نہیں ہے، بندہ خود کو اپنے آقا کی بارگاہ میں حاضر پاتا ہے وہ اپنے آقا کی کوئی بھی مخالفت اور معصیت کرنے سے ڈرتا ہے، اس کے ذکر و یاد سے مانوس ہوتا ہے، اپنی مناجات اور دعا میں ثابت

---

۱)بحارالانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۵۰۔)

قدم رہتا ہے، مناجات کو طول دیتا ہے، خدا کا ذکر اور اس کو یاد کرتا ہے اور اس کے سامنے ٹھہرتا ہے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ پروردگار عالم رات کی تاریکی میں اپنی بارگاہ میں اپنے بعض انبیاء کو رکوع و سجود سے متصف کرتا ہے جبکہ لوگ گہری نیند میں سوئے ہوئے ہوتے ہیں:

ولوتراھم وھم یقیمون لي في الدجیٰ ،وقد مثلت نفسی بین اعنیھم یخاطبوني،وقد جللت عن المشاھدة ویکلّموني وقد عززت عن الحضور [۱] "اگر تم ان کو رات کی تاریکی میں دیکھو گے تو وہ حالت قیام میں ہونگے وہ میرے وجود کا مشاہدہ کرتے ہیں اور مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں درحالیکہ میں ان سے غائب ہوں"

بندہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے نہیں اکتاتا اور نہ ہی وقت گذرنے کا احساس کرتا ہے۔ کیا آپ نے یہ مشاہدہ نہیں کیا کہ جب انسان اپنے کسی ایسے دوست کے پاس جاتا ہے جس سے اس کو بہت زیادہ محبت ہوتی ہے تو وہ نہ اس کے پاس جانے سے اکتاتا ہے اور نہ ہی اس کو اپنے وقت گذرنے کا احساس ہوتا ہے؟

تو پھر انسان، اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے کیسے اکتائے گا؟ جبکہ پروردگار عالم اس کی بات سنتا ہے، اس کو دیکھتا ہے اس کے خطاب اور کلام کو سنتا ہے اور وہ اس کے ساتھ ہے۔

وَھُوَمَعَکُم اَیۡنَ مَاکُنۡتُم [۲] "تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے"

اللہ کے ذکر سے اس کو اطمینان وسکون حاصل ہوتا ہے: ﴿الا بذکر اللہ تطمئنُّ القلوبُ﴾ [۳]

---

۱) لقاء اللہ صفحہ / ۱۰۱۔)

۲)سورئہ حدید آیت / ۴۔)

۳)سورہ رعد آیت / ۲۸۔)

"اور آگاہ ہو جاؤ کہ اطمینان یاد خدا سے ہی حاصل ہوتا ہے" امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف مشہو رو معروف دعائے افتتاح میں فرماتے ہیں :

فصرت ادعوک آمناواسالک مستانساً،لاخائفاًولا وجلا،مدّلاعلیک فیماقصدت فیه الیک [1]

"تو اب میں بڑے اطمینان کے ساتھ تجھے پکار رہاہوں اوربڑے انس کے ساتھ تجھ سے سوال کررہا ہونہ خوفزدہ ہوں نہ لرزاں ہوں اپنے ارادوں میںتجھ سے اصرار کررہاہوں"

بیشک یہ حالت اللہ سے اُنس اور اس سے اطمینان کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، اللہ سے مدد اور امن کا احساس ایسی کیفیت ہے جو اللہ کی بارگاہ میں حاضری ،اس کی قُربت اور معیت سے وجود میں آتی ہے اور یہ بندہ کی اللہ سے لو لگانے کی سب سے افضل حالت ہے لیکن ہر چیز کی اللہ سے لولگانے کی مثال نہیں دی جاسکتی ہے بلکہ اس سے حالت شوق کا ملاہوا ہونا ضروری ہے یہاں تک کہ اس حالت کو کامل متوازن اور منظم ہونا چاہئے ۔

اولیاء اللہ اور اس کے نیک بندوں کی عبادت اور ان کے اللہ سے لو لگانے کے سلسلہ میں یہ دو اہم حالتیں ہیں کبھی ان کی عبادت اور اللہ سے لو لگانے میں شوق اور ہم و غم غالب رہتا ہے اور کبھی ان کی عبادت اور اللہ سے لولگانے میں اُنس ،سکون واطمینان غالب رہتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے اور کبھی ویسا ہوتا ہے یہی سب سے افضل حالتیں ہیں اور اللہ سے لولگانے میں نظم وانس کی حالت سے بہت قریب ہیں ۔

حماد بن حبیب عطار کوفی سے مروی ہے :ہم حاجیوں کا قافلہ اپنا رخت سفر باندہ کر نکلا تو ہم رات کے وقت "زبالہ" (عراق سے حاجیوں کے راستہ میں آنے والا مقام) نامی جگہ پر پہنچے تو کالی

---

۱)مفاتیح الجنان دعاء افتتاح ۔

آندھی آئی اور میں قافلہ سے بچھڑگیا اور بقیہ رات اسی جنگل و بیابان میں گذری جب میں ایک چٹ پٹل میدان پر پہنچا جب رات آئی تو میں نے ایک درخت کے نیچے قیام کیا اور جب گھپ اندھیرا چھا گیا تو میرے پاس ایک نوجوان آیا جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا ، اس کے منہ سے مسک کی خوشبو آرہی تھی میں نے سوچا: یہ کوئی اللہ کا ولی ہے ۔

میںکچھ ڈرا کہ یہ شخص کیا چاہتا ہے ، وہ ایک جگہ پر پہنچا اور نماز کے لئے تیاری کرنے لگا ، پھر جب وہ نماز کے لئے کھڑا ہونے لگا تو اس کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے :

یامَن احازکل شيءٍ ملکوتاوقهرکل شيءٍ جبروتا،اولِج قلبي فرح الاقبال علیک والحقني بمیدان المطیعین لک

"اے وہ کہ جو ہر چیز پر محیط ہے اور غالب ہے میرے دل میں ہر مناجات کی خوشی ڈالدے اور اپنے اطاعت گذار بندوں میں شمار فرما " اس کے بعد وہ نماز میں مشغول ہوگیا ۔۔۔

جب اندھیرا چھٹ گیا تو اس کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے :

یامَن قصد ه الطالبون فاصابوه مرشدا،وامّه الخائفون فوجوده متفضّلا و لجااليه العابدون فوجدوه نوالا متیٰ وجد راحة مَن نصب لغیرک بدنه ومتیٰ فرح مَن قصد سواک بنیته الهي قد تقشع الظلام ولم اقض من خد متک وطراً، ولامن حاضّ مناجاتک مدراً،صلِّ الله علیٰ محمّد وآله،وافعل بي اولی الامرین بک یاارحم الراحمین

"اے وہ ذات جس کا حقیقت کے طالبوں نے قصد کیا تو اس کو رہنما پایا اور خائفین نے اس کو اپنا پیشوا قرار دیا تو اس کو سخی پایا ، عابدین نے اس کو اپنی پناہ گاہ قرار دیا تو اس کو آسان پناہ گاہ پایا وہ شخص کیسے آرام پاسکتا ہے جو تیرے علاوہ کسی اور کے لئے خود کو خستہ کرے اور وہ کب خوش ہو سکتا ہے جو اپنے باطن میں تیرے علاوہ کسی اور کا قصد کرے ۔ خدایا! تاریکیاں چھٹ گئیں لیکن میں تیری ذرہ برابر خدمت نہ کر سکا اور نہ ذرہ برابر تجھ سے مناجات کرسکا ، محمد وآل محمد پر درور بھیج اور دوسروں کے ساتھ وہ سلوک کر جو تیرے لئے زیادہ سزاوار ہے اے ارحم الراحمین "

میں نے خیال کیا کہ کہیں یہ شخص دنیا سے نہ گذر جائے اور اس کا اثر مجھ تک پہنچے تو میں نے اس سے کہا: آپ سے رنج و تعب کیسے دور ہوا اور آپ کو ایسا شوق شدید اور لذت و رغبت کس نے عطا کی ہے ۔۔۔آپ کون ہیں ؟تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: میں علی بن الحسین بن علی بن ابو طالب ہوں ۔[1] اصمعی سے مروی ہے: میں رات میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا تو میں نے دیکھا ایک خوبصورت جوان کعبہ کے پردے کو ہاتھوں میں تھامے ہوئے کہہ رہا ہے:

نامت العیون وعلت النجوم وانت الملک الحي القیوم،غلّقت الملوک ابوابھا،واقامت علیھاحرّاسھا،وبابک مفتوح للسائلین ،جئتک لتنظر اليَّ برحمتک یاارحم الراحمینَ

"آنکھیں محو خواب ہیں ستارے نکل آئے ہیں اور تو حی و قیوم بادشاہ ہے ،بادشاہوں کے دروازے بند ہیں اور ان پر پہرے دار کھڑے ہیں جبکہ حاجتمندوں کے لئے تیرا دروازہ کھلا ہوا ہے میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تو مجھ پر اپنی نظر رحمت ڈال دے "

پھر اس کے بعد زبان پر یہ اشعار جاری کئے: یامَن یُجیب دعاالمضطرّفي الظلم یاکاشف الضرّوالبلویٰ مع السقم

---

۱)بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۷۷ ۔ ۷۸ ۔)

"اے وہ ہستی جو تاریکیوں میں مجبور شخص کی دعا قبول کرتی ہے اے وہ ہستی جو ہماری پریشانی اور بلا کو دور کرنے والی ہے"

قد نام وفدک حول البیت قاطبۃ وانت وحدک یاقیوم لم تنم "خانہ کعبہ کے اردگرد تیری تمام مخلوق سو گئی جبکہ اے قیوم !تو نہیں سویا"

ادعوک ربّ دعاءً قد امرت بھا فارحم بکائي بحقِّ البیت والحرم "پروردگارا !تیرے حکم کے مطابق میں تجھے پکار رہا ہوں لہٰذا خانہ کعبہ اور حرم کے واسطے میرے گریہ پر لطف نازل فرما"

ان کان عفوک لایرجوہ ذوسرف فمن یجودعلی العاصین بالنعم "اگرچہ زیادہ روی کرنے والا تیری معافی کا امیدوار نہ ہو تو گناہگاروں پر نعمتوں کی بارش کون کرے گا"

جب میں نے تحقیقات کی تو، معلوم ہوا کہ آپ امام زین العابدین علیہ السلام ہیں ۔[1]

طاؤس فقیہ سے مروی ہے :

"رایتہ یطوف من العشاء الیٰ السحرویتعبّدفلمالم یراحداًرمق السماء بطرفہ وقال:الھي غارت نجوم سماواتک ،وھجعت عیون انامک،وابوابک مفتحات للسائلین،جئتک لتغفرلي وترحمني وتریني وجہ جدی محمّد (ص)فی عرصات القیامۃ"

"میں نے آپ کو عشاء کے وقت سے لیکر سحر تک خانہ کعبہ کا طواف اور عبادت کرتے دیکھا

---

۱)بحارالانوار جلد ۴۶ صفحہ ۸۰ ۔ ۸۱ ۔)

جب وهاں پر کوئی دکهائی نہ دیا تو آپ نے آسمان کی طرف دیکه کر فرمایا: ثم بکیٰ وقالوعزّتک وجلالک مااردت بمعصیتي مخالفتک، وما عصیتک اذ عصیتک وانا بک شاک ولابنکالک جاهل،ولالعقوبتک متعرض،ولکن سوّلت لي نفسي واعانني علیٰ ذالک سترک المرخیٰ به عليَّ،فالآن من عذابک من یستنقذني ؟وبحبل من اعتصم ان قطعت حبلک عني؟فواسواتاه غداًمن الوقوف بین یدیک ،اذاقیل للمخفّیْنَ جُوزوا،وللمثقلین حطّوا،امع المخفین،اجوز ؟ام مع المثقلین احط؟ویلي کلما طال عمري کثرت خطایاي ولم اتب،اماآن لی ان استحیي من ربّي’’؟

ثم بکیٰ وانشایقول:

اتحرقني بالناریاغایة المنیٰ فاین رجا ئي ثم این محبّتي اتیت باعمال قباح رزیّة ومافي الوریٰ خلق جنیٰ کجنایتي ثم بکیٰ وقال:

سبحانک تُعصي کانّک لاتریٰ،وتحلم کانّک لم تُعصَ تتودّدالیٰ خلقک بحسن الصنیع کانّ بک الحاجة الیهم،وانت یاسیدي الغنی عنهم

ثمَّ خرَّالی الارض ساجداً قال:فدنوت منه وشِلت براسه ووضعته علیٰ رکبتي وبکیت حتّیٰ جرت دموعي علیٰ خدِّه،فاستویٰ جالساًوقال:من الّذي اشغلني عن ذکرربّي؟فقلت:اناطاووس یابن رسول الله ماهذاالجزع والفزع؟ونحن یلزمناان نفعل مثل هذاونحن عاصون جانون ابوک الحسین بن عليّ وامّک فاطمةالزهراء،وجدُّک رسول الله (ص) قال:فالتفت اليَّ و قال:هیهات هیهات یاطاووس دع عنّی حدیث ابي وأُمّي وجدِّي خلق الله الجنّة لمن اطاعه واحسن،ولوکان عبداًحبشیّاً،وخلق النارلمن عصاه ولوکان ولداً قرشیّاً اماسمعت قوله تعالیٰ:

﴿فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّورِ فَلَا اَنسَابَ بَینَهُم یَومَئِذٍ وَلَا یَتَسَاءَلُونَ ﴾[1] واللہ لاینفعک غداًالّاتَقْدِمَۃٌتقدّمهامن عمل صالح"[2]

"معبود تیرے آسمان کے ستارے غروب کرچکے ہیں تیری مخلوق کی آنکھیں بند ہیں جبکہ حاجتمندوں کے لئے تیرے دروازے کھلے ہیں میں تجھ سے رحمت اور مغفرت کا خواہاں اور عرصہ قیامت میں اپنے جد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی آرزو لیکر آیا ہوں "

پھر آپ نے گریہ کرتے ہوئے فرمایا :

"تجھ کو اپنی عزت و جلال کی قسم، میں نے گناہ کے ذریعہ تیری مخالفت کا ارادہ نہیں کیا اور میں نے جو تیری مخالفت کی ہے وہ اس حالت میں مخالفت نہیں کی ہے کہ مجھ کو تیری ذات میں شک رہا ہو اور میں تیرے عذاب سے ناواقف رہا ہوں نیز تیری سزا کی طرف بڑھنے والا ہوں بلکہ میرے نفس نے میرے لئے امور کو مزین کردیا اور سونے پر سہاگا یہ ہوا کہ تو نے میری پردہ پوشی کی تو اب مجھ کو تیرے عذاب سے کون بچائے گا ؟نیز اگر تو مجھ سے اپنی ریسمان کو توڑ لے تو میں کس کی رسی کو مضبوطی سے پکڑوں ؟کل تیرے سامنے کھڑا ہونا میرے لئے کتنا رسوائی کا سبب ہوگا جب ہلکے بوجھ والوں سے آگے بڑھ جانے کیلئے کہا جائیگا اور زیادہ بوجھ والوں سے کہا جائیگا کہ اتر جاؤ ؟کیا میں ہلکے بوجھ والوں کے ساتھ گذر جاؤنگا یا زیادہ بوجھ والوں کے ساتھ گر جاؤنگا ؟کتنا افسوس ہے کہ جتنی میری عمر بڑھ رہی ہے مجھ سے غلطیاں زیادہ سرزد ہو رہی ہیںجبکہ میں نے ابھی توبہ بھی نہیں کی ہے ؟کیا ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ میں اپنے پروردگار سے توبہ کروں ؟

پھر آپ نے روکر اس مفہوم کے یہ اشعار کہنا شروع کئے :

---

۱)سورئہ آل عمران آیت / ۱۹۰ ۔)

۲)بحارالانوار جلد ۴۶ صفحہ ۸۱ ۔ ۸۲ ۔)

اتحرقنی بالناریاغایة المنیٰ فاین رجا ئی ثم این محبتی "اے آرزؤوں کی انتہا کیا تو مجھ کو آگ میں جلائیگا تو میری امید اور محبت کہاں گئی ؟

اتیت باعمال قباح رزیۃ ومافی الوریٰ خلق جنیٰ کجنایتی "میں برے کام کرکے آیا ہوں اور میری طرح کسی نے جرم نہیں کیا ہے" پھر آپ نے روکر فرمایا :

تو پاک و منزہ ہے تیری نا فرمانی کی جاتی ہے گویا تو نہیں دیکھتا اور تو برداشت کرتا ہے گویا تیری نا فرمانی نہیں کی گئی ہے، تو اپنی مخلوقات سے اچھے کام کے ذریعہ محبت کرتا ہے گویا تجھ کو ان کی ضرورت ہے جبکہ اے میرے آقا تو اس سے بے نیاز ہے ۔

پھر آپ سجدے میں گرپڑے ۔طاؤس فقیہ کا کہنا ہے کہ میں ان کے نزدیک گیا اور ان کا سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور اتنا رویا کہ میرے آنسو ان کے رخسار پر بہنے لگے ۔امام علیہ السلام اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا : کس نے مجھ کو میرے رب کی یاد سے روک دیا ؟میں نے عرض کیا اے فرزند رسول (ص) میں طاؤس ہوں یہ بیتابی کس لئے ہے ؟ایسا تو ہمیں کرنا چاہیئے درانحالیکہ ہم گناہگار اور مجرم ہیں۔آپ کے پدر بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں ،مادر گرامی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں جد بزرگوار پیغمبر خدا (ص) ہیں ۔طاؤس کہتے ہیں کہ پھر میری طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا : اے طاؤس ہر گزہر گز مجھ سے میرے والدین اور جد بزرگوار کی گفتگو مت کرو خداوند عالم نے بہشت اطاعت گذار اور نیک افراد کے لئے خلق کی ہے چاہے وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو ، اور دوزخ گناہگار کیلئے خلق کی ہے چاہے وہ قریشی ہی کیوں نہ ہو ؟کیا تم نے خداوند عالم کا یہ فرمان نہیں سنا ہے : ﴿فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ﴾ (۱)

---

۱)سورئہ مومنون آیت / ۱۰۱ ۔)

''پھر جب صور پھونکا جائیگا تو نہ رشتہ داریاں ہوں گی اور نہ آپس میں کوئی ایک دوسرے کے حالات پوچھے گا''
خدا کی قسم کل تمہیں وہی نیک عمل فائدہ پہنچائے گا جس کو تم پہلے سے بجالا چکے ہوگے''

حبہؑ عرنی سے مروی ہے:

''بیناانا و''نوف''نائمین فی رحبةالقصر،اذنحن بامرالمومنین فی بقیةمن اللیل،واضعاًیده علیٰ الحائط شبه الواله،وهویقول: اِنَّ فی خَلْقِ السَّمٰاواتِ وَ الْارضِ ثم جعل یقراهذه الآیات،ویمرشبه الطائرعقله فقال:اراقد یاحبةام رامق؟ قلت:رامق،هذاانت تعمل هذاالعمل فکیف نحن؟!

فارخیٰ عینه فبکی،ثم قال لي:یاحبةانّ للهموقفاًولنابین یدیه موقف،فلا یخفیٰ علیه شیء من اعمالنا،یاحبةانّ الله اقرب الیک والیَّ من حبل الورید،یاحبة انّه لن یحجبني ولاایاک عن الله شیء ثم قال:اراقدانت یانوف؟ قال:لایاامیرالمومنین ماانابراقد،ولقداطلت بکائی هذه اللیلة ثم وعظهماوذکرهما،وقال في اواخره:فکونوامن الله علیٰ حذرفقدانذرتکماثم جعل یمرّوهویقول:

لیت شعري في غفلاتی امعرض انت عني ام ناظراليَّ ولیت شعری فی طول منامي وقلةشکري في نعمک عليّ ماحالي؟

قال:فوالله مازال فی هذه الحالةحتّیٰ طلع الفجر''(۱)

---

۱)فلاح السائل لابن طاؤس صفحہ ۲۶۶۔)

میں اور نوف قصر کی کشادہ زمین پر سو رہے تھے کہ اتنے میں مولائے کائنات رات کے آخری حصہ میں حیران شخص کی طرح دیوار پر ہاتھ رکھ کر کہہ رہے تھے :

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ "بیشک زمین و آسمان کی خلقت ۔۔۔" اور ایک حیران و پریشان پرندہ کی طرح چلے جا رہے تھے ؟ پھر آپ نے فرمایا : اے نوف سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو ؟ میں نے عرض کیا : جاگ رہا ہوں ۔ جب آپ ایسا کہہ رہے ہیں تو ہمارا کیا حال ہوگا ؟!

پھر آپ نے آنکھیں نیچی کر کے گریہ فرمایا اس کے بعد مجھ سے فرمایا : بیشک خدا کا ایک موقف ہے اور ہمارا ایک موقف ہے لہٰذا ہمارا اس پر کوئی عمل مخفی نہیں رہتا ۔ اے حبہ ! خداوند عالم ہم سے اور تم سے شہ رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے ۔ اے حبہ مجھ کو اور تم کو خداوند عالم سے کوئی چیز نہیں روک سکتی ہے ۔ پھر آپ نے فرمایا : اے نوف سو رہے ہو ؟ میں نے عرض کیا : نہیں امیر المومنین میں بیدار ہوں ، کیونکہ اس شب میں آپ نے بہت زیادہ گریہ فرمایا ۔ پھر آپ نے نوف اور حبہ کو نصیحت فرمائی اور یاد دہانی کرائی ، اور آخر میں فرمایا : خدا سے ڈرتے رہو میں نے تم کو ڈرا دیا ۔ پھر آپ یہ کہہ کر گذرنے لگے :

"کاش مجھ کو اپنی غفلتوں کی حالتوں میں معلوم ہوتا کہ اے خدا تو مجھ سے بے توجہی کر رہا ہے یا میری طرف نظر کرم کئے ہوئے ہے ، کاش مجھ کو اپنی طولانی نیند کی حالت میں نیز نعمتوں کے سلسلہ میں کم شکری کے وقت معلوم ہوتا کہ میری کیا حالت ہے ۔

خدا کی قسم آپ طلوع فجر تک اسی حالت میں رہے "

اہل بیت علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعائیں اور مناجات میں خاص طور سے وہ پندرہ مناجات جن کو علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے اُنس اور شوق کی حامل ہیں ۔ ہمارے لئے اہل بیت علیہم السلام کی میراث (دعاؤں) میں ان صورتوں اور معانی کا لازوال خزانہ موجود ہے جبکہ اہل بیت علیہم السلام کے علاوہ کسی اور کے پاس اس طرح کا ذخیرہ بہت کم پایا جاتا ہے ہم اس محبت کو ختم کرنے سے پہلے بعض صورتوں کو ذیل میں بیان کر رہے ہیں :

الٰهي من ذاالذي ذاق حلاوة محبتک فرام منک بدلاومن ذالذي انس بقربک فا بتغیٰ عنک حولا ؟

الٰهي فاجعلنامن اصطفیته لقربک وولایتک واخلصته لودک و محبّتک،وشوقته الیٰ لقائک،ورضّیته بقضائک،ومنحته النظرالیٰ وجهک،و حبوته برضاک،واعذ ته من حُجرک وقلاک،وبوّاته مقعد الصدق في جوارک،وخصصته بمعرفتک،واهّلته لعبادتک،وهیّمت قلبه لارادتک واجتبیته لمشاهدتک،واخلیت وجهه لک،وفرّغت فئواده لحبک،ورغّبته فیما عندک،والهمته ذکرک،واوزعته شکرک،وشغلته بطاعتک،وصیرّته من صالحی بریتک،واخترته لمناجاتک،وقطعت عنه کل شئی یقطعه عنک

اللھم اجعلناممّن دابھم الارتیاح الیک والحنین ودھرھم الزفرة والانین،جباھھم ساجدة لعظمتک،وعیونھم ساھرة لخدمتک،ودموعھم سائلة من خشیتک وقلوبھم متعلقة بمحبتک،وافئدتھم منخلعة من مھابتک یامن انوارقد سہ لابصارمحبیہ رائقة وسبحات وجھہ لقلوب عارفیہ شائقة،ویامنیٰ قلوب المشتاقین،ویاغایة آمال المحبّین اسالک حبّک وحبّ من یحبّک،وحبّ کلّ عمل یوصلني الی قربک،وان تجعلک احبّ الیّ ممّاسواک وان تجعل حبی ایاّک قائداًالی رضوانک وشوقي الیک ذائداًعن عصیانک،وامنن بالنظرالیک عليّ وانظربعین الودوالعطف اليَّ،ولاتصرف عني وجھک [1]

"خدایا! وہ کون ہے جس کو تیری محبت کا مزہ مل گیاہے ہو اوراس کے بعدبھی تیرا بدل تلاش کر رہا ہے اور وہ کون ہے جو تیرے انس سے مانوس ہوگیا اور اس کے بعد تجہ سے ہٹناچاہتا ہے ؟

خدایا !ہمیں ان لوگوں میں قراردے جن کو قرب اوراپنی محبت کے لئے منتخب کیا ہے اور دوستی کے لئے خالص قراردیا ہے اپنی ملاقات کا مشتاق بنایا ہے اپنے فیصلہ سے راضی کیا ہے اور اپنی طرف نظر کرنے کی توفیق عنایت کی ہے اپنی رضاکا تحفہ دیا ہے اپنے فراق اورناراضگی سے بچایاہے اور اپنے ہمسایہ میں بہترین جگہ عنایت کی ہے اپنی معرفت سے مخصوص کیا ہے اور اپنی عبادت کا اہل بنایا ہے اپنی چاہت کے لئے ان کے دلوں کو گرویدہ کر لیاہے اور اپنے مشاہدہ کے لئے انہیںچُن لیا ہے اپنی طرف توجہ کی یکسوئی عنایت کی ہے اور اپنی محبت کےلئے ان کے دلوکو خالی کر لیا ہے اپنے ثواب کے لئے راغب بنایا ہے اور اپنے ذکر کا الہام کیا ہے اپنے شکرکی توفیق دی ہے اور اپنی اطاعت کے لئے مشغول کیا ہے اپنے نیک بندوں میں قراردیا ہے اور اپنی منا جات کے لئے چُن لیا ہے اورہراس چیز سے الگ کردیا ہے جوبندے کو تجہ سے الگ کرسکے۔ خدایا !مجھے ان لوگوں میں قراردے جن کا طریقہ تیری طرف توجہ اور اشتیاق ہے اور ان کی زندگی عاشقانہ نالہ وآہ سے پُرہیں اورپیشانیاں تیرے سجدہ میںجھکی ہوئی ہیں اور آنکھیں تیری خدمت میں بیدارہیں ان کے آنسو تیرے خوف سے رواں ہیں اوران کے دل تیری محبت سے وابستہ ہیں۔ ان کے قلوب تیرے خوف سے دنیا سے الگ ہوگئے ہیں اے وہ کہ جس کے انوارقدسیہ چاہنے والوں کی نگاہوں کے لئے روشن ہیں اوراس کی ذات کی تجلّیاں عارفین کے دلوں کےلئے نمایاں ہیں اے مشتاقین کے دلوں کی آرزو اوراے چاہنے والوں کی آرزو کی انتہا میں تجہ سے تیری اورتیرے چاہنے

---

۱)بحارالانوار جلد ۶۴ صفحہ/ ۱۴۸۔)

والوں کی، اور ہر نیک عمل کی محبت چاہتا ہوں جو مجھ کو تیرے قرب تک پہونچادے اور تجھے ساری کائنات سے محبوب بنادے اور اس کے بعد تو اسی رضا کو اپنی رضا تک پہنچانے کا ذریعہ ہے اور اسی شوق کو اپنی معصیت سے بچنے کا وسیلہ بنا دینا، مجھ پر یہ احسان کر کہ میری نگاہ تیری طرف رہے اور تو خود مجھے عطوفت کی نگاہ سے دیکھتا رہے اور اپنے منہ کو مجھ سے موڑنہ لینا"

دعاء کے یہ فقرے محبت، شوق اور اُنس کا بیکراں خزانہ ہیں ہم دعا کے ان فقروں پر کوئی حاشیہ نہیں لگانا چاہتے اور ہر گز ہمارے اندر اتنی استطاعت بھی نہیں ہے جو ان دعاؤں کے فقروں کو اور خوبصورت بنا کر بیان کریں اور ہم اتنی صلاحیت واستعداد کے مالک بھی نہیں ہیں کہ اللہ سے دعا محبت اور ادب پر کوئی حاشیہ لگا سکیں۔

سب سے پہلے ہماری نظر دعا کے ان فقروں پر مرکوز ہو جاتی ہے جن کے ذریعہ امام نے اپنے رب کو پکارا ہے:

یامنیٰ قلوب المشتاقین ویاغایة آمال المحبّین ۔ یامن انوارقدسه لابصارمحبیه رائقة وسبحات وجهه لقلوب عارفیه شائقة "اے وہ کہ جس کے انوار قدسیہ چاہنے والوں کی نگاہوں کے لئے روشن ہیں اور اس کی ذات کی تجلّیاں عارفین کے دلوں کے لئے نمایاں ہیں اے مشتاقین کے دلوں کی آرزو" اس دعا میں امام علیہ السلام نے تین باتیں بیان فرمائی ہیں اور بندہ اپنے پروردگار سے ان ہی تین عظیم چیزوں کو طلب کرتا ہے۔

ا۔آپ نے سب سے پہلے اللہ سے دعا فرمائی کہ وہ ان نفس کا انتخاب فرمائے اُن کے نفس (قلب) کو اپنی محبت کے لئے خالص کردے، جن چیزوں کا وہ مالک ہے ان کی طرف رغبت دلائے، ان کے دل کو اپنی محبت میں مشغول کردے، جو چیزیں اس نے خود سے منقطع کی ہیں اُن سے بھی منقطع کردے اور جو چیزیں خود سے دور کی ہیں ان سے بھی دور فرمادے۔

امام علیہ السلام نے خداوندعالم سے جو کچھ طلب فرمایا ہے اس پر گامزن ہونے کیلئے سب سے پہلے اس چیز کا ہونا ضروری ہے اور اس کے آغاز وابتداء کے بغیر انسان اللہ سے ملاقات کرنے کے لئے اس مشکل راستہ پر گامزن نہیں ہو سکتا اور وجہ اللہ کا ہر بنی اور صدیق بآسانی مشاہدہ کر سکتا ہے۔

اگرچہ وجہ اللہ پر نظر کرنا رزق ہے اور اللہاپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے یہ رزق عطا کرنے کے لئے منتخب کر لیتا ہے لہذا بندے کے لئے اللہ کے رزق کو حاصل کرکے اس کی کنجیاں حاصل کرنا ضروری ہے جب خداوندعالم اپنے بندہ کو رزق عطا کرتا ہے تو اس کو اس رزق کے دروازے اور کنجیاں بھی عطا کر دیتا ہے اور اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔

کچھ لوگ اللہتعالیٰ سے بغیر دروازے اور کنجیوں کے رزق طلب کرتے ہیں وہ اللہ کواس کی ان سنتوں اور قوانین کے خلاف پکارتے ہیں جن کو اس نے اپنے بندوں کو عطا کیا ہے۔

انسان کو جن دروازوں سے خداوندعالم سے ملاقات اور وجہہ کریم کا مشاہدہ کرنے کے لئے اقدام کرنا چاہئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔دل کو ہر طرح کے گناہ رنج و غم اور دنیا سے لولگانے سے پرہیز کرنا چاہئے جس کو علماء تخلیہ کہتے ہیں (یعنی دل کو ہر طرح کے رنج وغم اور اللہ کے علاوہ کسی اور سے لولگانے سے خالی ہونا چاہئے)

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

واجعلنامن اخلصته لودّک ومحبّتک،واخلیت وجهه لک، وفرّغت فواده لحبّک،وقطعت عنه کل شيءٍ یقطعه عنک

"خدایا! ہم کوان لوگوں میں سے قرار دے جن کو اپنی محبت اور مودت کے لئے خالص کیا ہے اور اپنی طرف توجہ کی یکسوئی عطاکی ہے اور اپنی محبت کے لئے ان کے دلوںکوخالی کر لیا ہے اور ہر اس چیز سے الگ کردیا ہے جو بندہ کو تجھ سے الگ کرسکے"

منفی پہلو کے اعتبار سے ابتداء میںیہ پہلا مرحلہ ہے۔علماء کے قول کے مطابق ابتداء میں دوسرا مرحلہ التحلیه التخلیه کے بالمقابل ہے یہ وہ ایجابی مطلب ہے جس کو امام علیہ السلام نے مندرجہ ذیل فقروں میں خداوندعالم سے طلب فرمایا ہے:

رضّیته بقضائک،وحبوته برضاک وخصصته بمعرفتک،واهّلته لعبادتک،ورغّبته فیما عندک ،والهمته ذکرک،واوزعته شکرک،وشغلته بطاعتک،وصیّرته من صالحي بریتک،واخترته لمناجاتک

واجعلناجباههم ساجدة لعظمتک،وعیونهم ساهرة فی خدمتک،و دموعهم سائلة من خشیتک،وافئدتهم منخلعة من رهبتک "

اپنے فیصلہ سے راضی کیا ہے اور اپنی طرف نظر کرنے کی توفیق عنایت کی ہے اپنی رضاکا تحفہ دیا ہے اپنے فراق اورناراضگی سے بچایاہے اور اپنے ہمسایہ میں بہترین جگہ عنایت کی ہے اپنی معرفت سے مخصوص کیا ہے اور اپنی عبادت کا اہل بنایا ہے اپنی چاہت کے لئے ان کے دلوں کو گرویدہ کر لیاہے اور اپنے مشاہدہ کے لئے انہیں چُن لیا ہے"

"اور پیشانیاں تیرے سجدہ میںجھکی ہوئی ہیں اور آنکھیں تیری خدمت میں بیدار ہیں ان کے آنسو تیرے خوف سے رواں ہیں اوران کے دل تیری محبت سے وابستہ ہیں"

ان دونوں باتوں سے گفتگو کا آغاز اللہ سے لو لگانے کی کنجی ہے یہ وہ راستہ ہے جس پر انسان کے گامزن رہنے کی غرض اللہ سے ملاقات ،اس کے وجہہ کریم اور جمال و جلال کا مشاہدہ کرنا ہے ۔ ۲۔دوسرا مرحلہ بھی پہلے مرحلہ پر مترتب ہے اور یہ اللہ سے ملاقات کرنے کا درمیانی راستہ ہے ۔اور اسکے بغیر انسان اللہ تک نہیں پہنچ سکتا اور اسکے قرب و جوار تک نہیں پہونچ سکتا ہے۔

﴿فِی مَقعْدِ صِدقٍ عِندَ مَلِیکٍ مُقتَدِرٍ ﴾ [۱] "اس پاکیزہ مقام پر جو صاحب اقتدار بادشاہ کی بارگاہ میں ہے" انسان کو اس مقصد تک پہنچانے والی سواری جس کی ہر نبی ،ولی ،صدیق اور شہید نے تمنا کی ہے وہ محبت اللہ سے انس اور اللہ سے شوق ملاقات ہے محبت شوق اور انس کے بغیر انسان اللہ کے بتائے ہوئے اس بلندمرتبہ تک ترقی کرنا ممکن نہیں ہے ۔

محبت شوق اور اُنس، اللہ کے رزق ہیں بیشک اللہ اپنا رزق بندوں میں سے جس بندہ کا چاہے انتخاب کرکے عطا کر سکتاہے لیکن جن مقدمات کو امام نے ذکر کیا ہے ہم ان مقدمات کو اس مناجات کے فقروں میں الگ الگ مشاہدہ کرتے ہیں ۔ امام علیہ السلام بڑے ہی اصرار کے ساتھ ان چیزوں کو خدا سے طلب کرتے ہیں اور مختلف وسیلوں اور تعبیروں سے خدا سے متوسّل ہوتے ہیں آپ عمدہ جملوں سے خداوند عالم کو پکارتے ہیں : یا منیٰ قلوب المشتاقین ویاغایۃ آمال المحبین

" اے مشتاقین کے دلوں کی آرزو اوراے چاہنے والوں کی آرزو کی انتہا " پھر آپ اللہ کی محبت ،خدا جس کو دوست رکھتا ہے اس کی محبت اورہر اس عمل کی محبت مانگتے ہیں جو بندہ کو اللہ کے قرب و جوار تک پہنچاتا ہے ۔ ہم براہ راست امام علیہ السلام کے کلمات میں غور و فکر کرتے ہیں اس لئے کہ حاشیہ پردازی ہمارے براہ راست آفاق میں محبت کے سلسلہ میں غور و فکر کرنے کے لمحات واوقات کو تباہ و برباد کردے گی جس محبت کو امام علیہ السلام نے ہمارے لئے اس دعا میں پیش کیا ہے :

---

۱)سورئہ قمرآیت ۵۵)

اسْا لُکَ حبّکَ وَحبَ مَن یحبّکَ،وحبّ کل عمل یوصلني الیٰ قربک،وان تجعلک احبّ اليَّ مماسواک،وان تجعل حبي ایاک قائِداً الیٰ رضوانکَ،وشوقي الیک ذائدا عن عصیانک وامنن بالنظرالیک عليَّ وانظر بعین الود والعطف الیولا تصرف عنِّي وجهک "

اور آپ نے فرمایا: واجعلناممن شوّقته الیٰ لقائک ،واعذته من هجرک وقلاک وهیمت قلبه لارادتک

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

اللهم اجعلناممّن دابهم الارتیاح الیک والحنین ،ودهرههم الزفرة والانین قلوبهم متعلقة بمحبّتک،و افئد تهم منخلعة من مهابتکَ

ان جملوں کو مندرجہ ذیل چار چیزوں میں اختصار کے ساتہ بیان کیا جاتا ہے:

۱۔ہم اس کے ہجر و فراق سے پناہ چاہتے ہیں۔

۲۔ہم کو اپنی محبت اور مودّت کا رزق عطا کر۔

۳۔ہم کو اپنے سے مانوس ہونے کا رزق عطا کر۔

۴۔ہم کو اپنی ملاقات کا شوق عطا کر۔

امام علیہ السلام نے "انس اور شوق "کو اس مختصر سے جملہ میں سمو دیا ہے:

واجعلنا ممن دابهم الارتیاح الیک والحنین

اللہ سے خوش ہونا اس کی طرف راغب ہونے کے علاوہ ہے اور ان دونوں چیزوں کو امام علیہ السلام نے اللہ سے طلب کیا ہے۔ارتیاح (خوش ہونا)وہ انسیت ہے جو ملاقات سے پیدا ہوتی ہے اور رغبت وہ شوق ہے جو انسان کو اللہ سے ملاقات کرنے کے لئے اُکساتا ہے۔

۳۔اس عظیم و بزرگ دعا میں اللہ سے لو لگانے کے لئے سواری، سب سے عظیم آخری مقصد جس کو انبیاء علیہم السلام اور صدیقین نے بھی طلب فرمایا ہے وہ خداوندعالم کے وجہ کا دیدار کرنا ہے، اس مقصد تک وہی افراد پہنچ سکتے ہیں جن کو خداوندعالم نے اپنے قرب و جوار کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَاجعَلنَا مِمَّن منحتَهُ النَّظرَ اِلیٰ وَجهِکَ وَبَوَّاتَهُ مقعَدَ الصِّدقِ فِي جِوَارِکَ وَاجتَبَیتَهُ لِمُشَاهَدَتِکَ وَامنُن بِالنَّظرِ اِلَیکَ عَلَيَّ

"اور ہم کو ان لوگوں میں قرار دے جن کو اپنی طرف نظر کرنے کی توفیق عنایت کی ہے اور اپنے ہمسایہ میں بہترین جگہ عنایت کی ہے اور اپنے مشاہدہ کے لئے انہیں چُن لیا ہے ۔۔۔اور مجھ پر یہ احسان کرکہ میری نگاہ تیری طرف رہے " انسان اپنے پروردگار کے وجہ کا دیدار اور اس کے جلال و جمال کا قریب سے مشاہدہ کرنے کی آرزو رکھتا ہے ،اس کے قرب و جوار میں پڑھنے کی خواہش و تمنا رکھتا ہے اور اپنے پروردگار سے شراباً طھورا سے سیراب ہونا چاہتا ہے ۔

دوسری صورت

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں میں شوق اور انس و محبت کی دوسری صورت پریوں روشنی ڈالی گئی ہے :

اِلٰهِي فَاسلُکْ بِنَا سُبُلَ الوُصُولِ اِلَیکَ وَسَیِّرنَا فِي اَقرَبِ الطُّرُقِ لِلوُفُودِ عَلَیکَ قَرِّب عَلَینَا البَعِیدَ وَسَهِّل عَلَینَا العَسِیرَ الشَّدِیدَ وَاَلحِقنَا بِعِبَادِکَ الَّذِینَ هُم بِالبِدَارِ اِلَیکَ یُسَارِعُونَ وَبَابَکَ عَلَی الدَّوَامِ یَطرُقُونَ وَ اِیَّاکَ فِی اللَّیلِ وَالنَّهَارِ یَعبُدُونَ وَهُم مِن هَیبَتِکَ مُشفِقُونَ

الَّذِینَ صَفَّیتَ لَهُمُ المَشَارِبَ وَبَلَّغتَهُمُ الرَّغَائِبَ وَاَنجَحتَ لَهُمُ المَطَالِبَ وَقَضَیتَ لَهُم مِن فَضلِکَ المَآرِبَ وَمَلَاتَ لَهُم ضَمَائِرَهُم مِن حُبِّکَ وَرَوَّیتَهُم مِن صَافِي شِربِکَ فَبِکَ اِلیٰ لَذِیذِ مُنَاجَاتِکَ وَصَلُوا وَمِنکَ اَقصیٰ مَقَاصِدِهِم حَصَّلُوا فَیَا مَن هُوَ عَلیٰ المُقبِلِینَ عَلَیهِ مُقبِلٌ

وَبِالعَطفِ عَلَیهِم عَائِدٌ مُفضِلٌ وَبِالغَافِلِینَ عَن ذِکرِهِ رَحِیمٌ رَوفٌ وَبِجَذبِهِم اِلیٰ بَابِهِ وَدُودٌ عَطُوفٌ اَسئَلُکَ اَن تَجعَلَنِي مِن اَوفَرِهِم مِنکَ حَظّاً وَاَعلَاهُم عِندَکَ مَنزِلاً وَاَجزَلِهِم مِن وُدِّکَ قِسماً وَاَفضَلِهِم فِی مَعرِفَتِکَ نَصِیباً فَقَد اِنقَطَعَت اِلَیکَ هِمَّتِي وَانصَرَفَت نَحوَکَ رَغبَتِي فَاَنتَ لَاغَیرُکَ مُرَادِي وَلَکَ لَاسِوَاکَ سَهرِي وَ سُهَادِي وَلِقَاوکَ قُرَّةَ عَینِي وَوَصلُکَ مُنیٰ نَفسِي وَاِلَیکَ شَوقِي وَفِي مَحَبَّتِکَ وَلَهِي وَاِلیٰ هَوَاکَ صَبَابَتِي وَرِضَاکَ بُغیَتِي وَرُئیَتُکَ حَاجَتِي وَجِوَارُکَ طَلَبِي وَ قُربُکَ غَایَةُ سُولِي وَفِي مُنَاجَاتِکَ رَوحِي وَرَاحَتِي وَعِندَکَ دَوَاءُ عِلَّتِي وَشِفَاءُ غُلَّتِي وَبَردُ لَوعَتِي وَکَشفُ کُربَتِي فَکُن اَنِیسِي فِی وَحشَتِي وَمُقِیلَ عَثرَتِي وَغَافِرَ زَلَّتِي وَقَابِلَ تَوبَتِي وَمُجِیبَ دَعوَتِي وَوَلِّيَ عِصمَتِي وَمُغنِيَ

فَاقَتِي وَلَاتَقطَعنِي عَنکَ وَلَاتُبعِدنِي مِنکَ يَانَعِيمِي وَجَنَّتِي وَيَا دُنيَايَ وَآخِرَتِي [1]

"خدا یا! ہم کو اپنی طرف پہنچنے کے راستوں کی ہدایت فرما دے اور ہمیں اپنی بارگاہ میں حاضری کے قریب ترین راستہ پر چلادے، ہر دور کو قریب، ہر سخت اور مشکل کو آسان بنا دے اور ہمیں ان بندوں سے ملا دے جو تیزی کے ساتھ تیری طرف بڑھنے والے ہیں اور ہمیشہ تیرے درکرم کو کھٹکھٹانے والے ہیں اور دن رات تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی ہیبت سے خوفزدہ رہتے ہیں جن کے لئے تو نے چشمے صاف کردئے ہیں اور ان کو امیدوں تک پہنچا دیا ہے اور ان کے مطالب کو پورا کردیا ہے اور اپنے فضل سے ان کی حاجتوں کو مکمل کردیا ہے اپنی محبت سے ان کے دلوں کو بھر دیا ہے اور اپنے صاف چشمہ سے انہیں سیراب کردیا ہے وہ تیرے ہی ذریعہ تیری لذیذ مناجات تک پہنچے ہیں اور تیرے ہی ذریعہ انہوں نے اپنے بلندترین مقاصد کو حاصل کیا ہے اے وہ خدا جو اپنی طرف آنے والوں کا استقبال کرتا ہے اور ان پر مسلسل مہربانی کرتا ہے اپنی یاد سے غافل رہنے والوں پر بھی مہربان رہتا ہے اور انہیں محبت کے ساتھ اپنے دروازے کی طرف کھینچ لیتا ہے خدایا میرا سوال یہ ہے کہ میرے اپنی بہترین نعمت کا سب سے زیادہ حصہ قرار دے اور بہترین منزل کا مالک بنا دے اور اپنی محبت کا عظیم ترین حصہ عطا فرمادے اور اپنی معرفت کا بلند ترین مرتبہ دیدے چونکہ میری ہمت تیری ہی طرف ہے فقط تو میری مراد ہے اور تیرے ہی لئے میں راتوں کو جاگتا ہوں کسی اور کے لئے نہیں تیری ملاقات میری آنکھوںکی ٹھنڈک ہے اور تیرا وصال میرے نفس کی امید ہے اور تیری جانب میرا شوق ہے اور تیری ہی محبت میں میری بے قراری ہے تیری ہی خواہش کی طرف میری توجہ ہے اور تیری ہی رضا میری آرزو ہے تیری ہی ملاقات میری حاجت ہے اور تیرا ہی ہمسایہ میرا مطلوب ہے تیرا قرب میرے سوالات کی انتہا ہے اور تیری مناجات میں میری راحت اور سکون ہے تیرے پاس میرے مرض کی دوا ہے اور میری تشنگی کا علاج ہے

، غم کی بیقراری کی ٹھنڈک، رنج و غم کی دوری تیرے ہی ذمہ ہے، تو میری وحشت میں میرا انیس لغزشوں میں کا سنبھالنے والا اور خطاؤں کو معاف کرنے والا اور میری توبہ کو قبول کرنے والا اور میری دعا کا قبول کرنے والا، میری حفاظت کا ذمہ دار فاقہ میں غنی بنانے والا ہے مجھے اپنے سے الگ نہ کرنا اپنی بارگاہ سے دور نہ کرنا اے میری نعمت، اے میری جنت اے میری دنیا و آخرت

" یہ مناجات کا نہایت ہی بزرگ ٹکڑا ہے اور دعا کے آداب میں سے بہت ہی عمدہ طریقہ ہے، اہل بیت علیہم السلام کے عمدہ و بہترین کلمات میں سے ایک بہترین کلمہ ہے: دعا، تضرع اور محبت کے سلسلہ میں، اور یہ بہت زیادہ غور و فکر کا مستحق ہے۔

---

۱) بحار الانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۴۸۔)

ہم اس مناجات میں بیان کی گئی حب الٰہی کی بعض صورتوں اور افکار پر سرسری نظر ڈالتے ہیں :

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مناجات کے آغاز میں پروردگار عالم سے سہارے کی تمنا کرتے ہیں کہ اے خدا ہم کو اپنی طرف پہنچنے والے راستوں پر چلا دے ۔ اس پوری دعا کا خلاصہ یہی جملے ہیں اور دعا کے سب سے اہم مطالب ہیں اس دعا میں حضرت امام زین العابدین خدا سے دنیا اور آخرت کی دعا نہیں مانگتے ہیں بلکہ آپ خدا سے اپنے سے شرعی محبت کا مطالبہ فرماتے ہیں ، اس کا قرب ، اس تک رسائی اور اس کا جوار طلب کرتے ہیں اور اپنا ٹھکانا انبیاء علیہم السلام ، شہداء اور صدیقین کے ساتھ طلب کرتے ہیں ۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں : اِلٰهی فَاسلُكْ بِنَاسُبُلُ الوُصُولِ اِلَیکَ ، آپ نے واحد صیغہ "سبیل الْوَصُوْل اَلَیْکَ "نہیں فرمایا ہے بلکہ آپ نے "سُبُلُ الْوُصُوْل "جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے چونکہ خداوند عالم تک رسائی کا راستہ ایک ہی ہے متعدد راستے نہیں ہیں اور قرآن کریم نے بھی واحد "صراط "راستہ کا تذکرہ کیا ہے : ﴿اِهدِنَاالصِّرَاطَ المُستَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ انعَمتَ عَلَيهِم غَيرِالمَغضُوبِ عَلَيهِم وَلَاالضَّالِينَ ﴾ [۱] "ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرماتا رہ جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں ان کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے یا جو بہکے ہوئے ہیں "

آیت : ﴿وَاللهُ يَهدِى مَن يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُستَقِيمٍ ﴾ [۲]

---

۱)سورئہ فاتحہ آیت / ۶ ۔ ۷ ۔)

۲)سورئہ بقرہ آیت / ۲۱۳ ۔)

" اور اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دے دیتا ہے " اور آیت: وَیَھدْیِہِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُستَقِیْمٍ [۱]

"اور انہیں صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے " اور آیت:

وَاجتَبَیْنَاھُم وَھَدَینَاھُم اِلٰی صِرَاطٍ مُستَقِیْمٍ [۲] "انہیں بھی منتخب کیا اور سب کو سیدھے راستے کی ہدایت کردی " لیکن "سبیل "جمع کے صیغہ کے ساتھ قرآن کریم میں حق اور باطل کے سلسلہ میں بہت زیادہ استعمال ہوا ہے خداوند عالم کا ارشاد ہے: ﴿یَھدِْی بِہِ اللہ مَنِ اتَّبَعَ رِضوَانَہُ سُبُلَ السَّلَامِ﴾ [۳]

"جس کے ذریعہ خدا اپنی خشنودی کا اتباع کرنے والوں کو سلامتی کے راستوں کی ہدایت کرتا ہے "

آیت: ﴿لَاتَتَّبِعُواْالسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُم عَن سَبِیلِہِ﴾ [۴]

"اور دوسرے راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ راہ خدا سے الگ ہو جاؤ گے "آیت: ﴿وَمَالَنَااَلَّانَتَوَکَّلَ علیٰ اللہ وَقَدھَدَانَاسُبُلَنَا﴾ [۵]

"اور ہم کیوں نہ اللہ پر بھروسہ کریں جب کہ اسی نے ہمیں ہمارے راستوں کی ہدایت دی ہے "

---

۱)سورئہ مائدہ آیت / ۱۶۔)

۲)سورئہ انعام آیت / ۸۷ ۔)

۳)سورئہ مائدہ آیت / ۱۶۔)

۴)سورئہ انعام آیت / ۱۵۳۔)

۵)سورئہ ابراہیم آیت / ۱۲۔)

آیت: ﴿وَالَّذِینَ جَاهِدُوافِینَ النَهدِ یَنَّهُم سُبُلَنَاوَاِنَّ اللّٰہ لَمَ عَ المُحسنِینَ﴾ (۱)

"اورجن لوگوں نے ہمارے حق میں جہاد کیا ہے ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت کریں گے اوریقینا اللہ حسن عمل والوں کے ساتھ ہے" اللہ نے انسانوں کے چلنے کے لئے متعدد راستے بنا ئے ہیں جن پر وہ اللہ تک رسائی کے لئے گا مزن ہو تے ہیں اور علماء کے درمیان یہ مشہور ہے:

اِنَّ الطّرق الیٰ اللّٰہ بعددانفاس الخلا ئق

"خدا وند عالم کی طرف جانے والے راستے اتنے ہی ہیں جتنی مخلوقات کے سانس کی تعداد ہے"

یہ تمام راستے اللہ تک پہنچنے والے صراط مستقیم کے ما تحت جا ری ہو تے ہیں لیکن خداوند عالم نے ہر انسان کے لئے ایک طریقہ قرار دیا ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے رب کی معرفت حا صل کرتا ہے اور خداتک پہنچنے کے لئے اس پر گا مزن ہو تا ہے۔

کچھ لوگ علم اور عقل کے راستہ کے ذریعہ خداتک رسائی حا صل کر تے ہیں، کچھ لوگ اوردل کے ذریعہ خداتک پہنچتے ہیں اور کچھ لوگ اللہ کے ساتھ معاملات اور تجا رت کے ذریعہ اس کی معرفت حا صل کر سکتے ہیں اور سب سے افضل و بہتر طریقہ یہی ہے کہ انسان براہ راست خدا وند عالم سے معا ملہ کرے اور اس کی عطا و بخشش اخذ کرے۔اس سلسلہ میں خدا وند عالم کا ارشاد ہے:

﴿یَاَیُّهَاالَّذِینَ آمَنُواهَل اَدُلُّکُم عَلیٰ تِجَارَةٍ تُنجِیکُم مِن عَذَابٍ اَلِیمٍ﴾ (۲)

"ایمان والو کیا تمہیں ایسی تجارت کی طرف رہنمائی کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے"

---

۱)سورئہ عنکبوت آیت/ ۶۹۔)

۲)سورئہ صف آیت/ ۱۰۔)

اور خدا وند عالم کا یہ فرمان ہے :﴿وَمِن النَّاسِ مَن یَّشرْ ِی نَفسْ َهُ ابتْ ِغَاءَ مَرضْ َاتِ الله وَالله رَوفٌ بِالعْ ِبَادِ ﴾ (۲)

"اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو اپنے نفس کو مرضی پروردگار کے لئے بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے "

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام خدا وند عالم سے اس تک پہنچنے کے متعدد راستے طلب کرتے ہیں ۔جب انسان خدا وند عالم تک رسائی کی خاطر متعددراستے طے کرے گا تو اس کا خدا کے قرب و جوارتک پہنچنا زیادہ قوی و بلیغ ہو گا ۔

اس کے بعد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام پروردگار عالم سے اُس کے اُن صالحین بندوں سے ملحق ہونے کی خواہش کرتے ہیں جو اللہ سے لو لگانے میں دوسروں سے سبقت کرتے ہیں اور رات دن اللہ کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہتے ہیں ۔

اللہ تک رسائی کا راستہ بہت دشوار ہے اس طریقہ کی قرآن کریم نے "ذات الشوکۃ" کے نام سے تعبیر کی ہے ۔بہت سے لوگ ہیں جو اس طریقہ کی بڑے عزم و صدق و صفا سے سیر کا آغاز کرتے ہیں لیکن وہ آدھا راستہ طے کرنے کے بعدڈنواڈول (بہک)ہو جاتے ہیں ۔

اس کے بعد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام خدا سےیوں سوال کرتے ہیں کہ اے خدا مجھ کو اپنی قربت عطا کر ، اس مشکل سفر میں میرے راستہ کو آسان کر ،مجھے گذشتہ صالحین سے ملحق فرما چونکہ اولیاء اورخاردار راستہ کو طے کرنے کے لئے صالحین کی معیت اور مصاحبت سب کے دلوں کو محکم کردیتی ہے اور راستہ تک پہچانے کے لئے ان کے عزم و ارادہ میں اضافہ کرتی ہے ۔ بیشک اللہ تک رسائی بہت مشکل ہے جب کچھ صالحین بندے اس راستہ کو طے کرتے ہیں تو

---

۲)سورئہ بقرہ آیت/ ۲۰۷ ۔)

وہ ایک دوسرے سے تمسک اختیار کرتے ہیں، حق اور صبر کی وصیت کرتے ہیں ۔ اسی طرح ان کے لئے "ذات الشوکہ" راستہ طے کرنا آسان ہو جاتا ہے ۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اس مشکل اور طویل راستہ کو طے کرنے اور صالحین کے تقرب اور ان سے ملحق ہونے کے لئے فرماتے ہیں :

وَسَیِّرْنَافِی اَقْرَبِ الطُّرُقِ لِلْوُفُوْدِعَلَیْکَ قَرِّبْ عَلَیْنَاالْبَعِیْدَوَسَهِّلْ عَلَیْنَاالْعَسِیْرَالشَّدِیْدَ، وَاَلْحِقْنَابِعِبَادِکَ الَّذِیْنَ هُم بِالْبِدَارِاِلَیْکَ یُسَارِعُوْنَ وَبَابَکَ عَلَی الدَّوَامِ یَطْرُقُوْنَ وَاِیَّاکَ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِیَعْبُدُوْنَ

"خدایا ہمیں اپنی بارگاہ میں حاضری کے قریب ترین راستہ پر چلادے ،ہر دور کو قریب ، ہر سخت اور مشکل کو آسان بنا دے اور ہمیں ان بندوں سے ملا دے جو تیزی کے ساتھ تیری طرف بڑھنے والے ہیں اور ہمیشہ تیرے درکرم کو کھٹکھٹانے والے ہیں اور دن رات تیری ہی عبادت کرتے ہیں "

دلوں میں پیدا ہونے والے شکوک

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام صالحین کی صفات بیان فرماتے ہیں جن سے آپ ملحق ہونے کے لئے اللہ سے سوال کرتے ہیں اور ان کو ایسی عظیم صفت سے متصف کرتے ہیں جس کے بارے میں بہت زیادہ تفکر اور غور و فکر کی ضرورت ہے :

صَفَّيتْ لَهُمُ الْمَشَارِبَ وَبَلَّغتْهُمُ الرَّغَائِبَ وَمَلَأت لَهُم ضَمَائِرَهُم مِن حُبِّکَ وَرَوَّيتْهُم مِن صَافِي شِربِک

"جن کے لئے تو نے چشمے صاف کردئے ہیں اور ان کو امیدوں تک پہنچا دیا ہے۔۔۔ اپنی محبت سے ان کے دلوں کو بھر دیا ہے اور اپنے صاف چشمہ سے انہیں سیراب کردیا ہے"

یہ کونسی صاف ،شفاف اورپاکیزہ شراب ہے جس سے ان کا پروردگار انہیں دنیا میں سیراب کریگا ؟اور وہ کونسا ظرف ہے جن کو اللہ نے اپنی محبت سے پُر کردیا ہے ؟

بیشک وہ پاک وپاکیزہ اور صاف وشفّاف شراب ، محبت ،یقین ،اخلاص اور معرفت ہے اور ظرف دل ہے ۔

خداوندعالم نے انسان کو معرفت ،یقین اور محبت کے لئے بہت سے ظروف کا رزق عطا کیا ہے لیکن ۔قلب ۔دل ۔ان سب میں اعظم ہے ۔

جب خداوندعالم کسی بندہ کو منتخب کرلیتا ہے تو اس کے دل کو پاک وپاکیزہ اور صاف وشفاف شراب سے سیراب کردیتاہے تو اس کا عمل رفتار وگفتار اور اس کی عطا و بخشش بھی اس شراب کے مثل پاک وپاکیزہ اور صاف وشفاف ہوگی ۔ بیشک دل کی واردات اور صادرات میں مشابہت اور سنخیت پائی جاتی ہے جب دل کی واردات پاک صاف خالص اور گوارا ہیں تو دل کی صادرات بھی اسی کے مشابہ ہونگی تو پھر بندہ کا فعل گفتار ،نظریات اخلاق موقف اور اس کی عطا و بخشش صاف اور گوارا ہوگی جب دل کی واردات گندی یا کثافت سے مخلوط ہوگی جن کو شیاطین اپنے دوستوں کو بتایا کرتے ہیں تو لامحالہ دل کی صادرات کذب ونفاق ،خبث نفس اور اللہ ورسول سے روگردانی کے مشابہ ہوگی ۔ رسول اسلام (ص) سے مروی ہے کہ :

انّ في القلب لمتين :لمة من الملک،وايعادبالخيروتصديق بالحق،ولمة من العدو:ايعادبالشرّوتکذيب للحق فمن وجد ذالک فليعلم انه من الله،ومن وجد الآخرفليتعوّذ بالله من الشيطان ثمَّ قرا اَلشَّيطْانُ يَعِدُکُمُ الفْقَرْ وَيَامُرُکُم بِالفْحشْاءِ وَاللهُ يَعِدُکُم مَغفْرِةً مِنهْ وَفَضلاً (١)

---

١) سورۂ بقرہ آیت/ ٢٦٨

اور حق کی تصدیق کے لئے ہوتی ہے جبکہ دوسری حالت دشمن کی جانب سے ہوتی ہے جو برائی کے وعدے اور حق کی تکذیب کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے جس کو پہلی حالت مل جائے اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ خداوند عالم کی جانب سے ہے اور جس کو دوسری حالت ملے اس کو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہیئے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی :

﴿اَلشَّیطَانُ یَعِدُکُمُ الفَقرَوَیَامُرُکُم بِالفَحشَاءِ وَاللہ یَعِدُکُم مَغفِرَۃً مِنہُ وَفَضلاً ﴾ [1] "شیطان تم سے فقیری کا وعدہ کرتا ہے اور تمہیں برائیوں کا حکم دیتا ہے اور خدا مغفرت اور فضل و احسان کا وعدہ کرتا ہے"

فرشتہ والی حالت یہ دل کی طرف ربّانی واردات ہے اور شیطان کی حالت یہ دل کی طرف شیطانی واردات ہے۔

کیا تم نے شہد کی مکھی کا مشاہدہ نہیں کیا جو پھولوں سے رس چُوستی ہے لوگوں کے لئے میٹھا شہد مہیا کرتی ہے اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے لہٰذا جب وہ کثیف جگہوں سے اپنی غذا مہیا کرے گی تو اس کا بھی ویسا ہی اثر ہوگا ۔

خداوندعالم اپنے خلیل ابراہیم اسحاق اوریعقوب علیہم السلام سے فرماتا ہے:

﴿وَاذکُرعِبَادَنَااِبرَاھِیمَ وَاِسحَاقَ وَیَعقُوبَ اُولِی الاَیدِی وَ الاَبصَارِ اِنَّااَخلَصنَاھُم بِخَالِصَۃٍ ذِکرَی الدَّارِوَاِنَّھُم عِندَنَالَمِنَ المُصطَفَینَ الاَخیَارِ ﴾ [2] "اوراے پیغمبر ہمارے بندے ابراہیم اسحاق اور یعقوب کا ذکر کیجئے جو صاحبان قوت اور

---

۱)تفسیر المیزان جلد ۲ صفحہ ۴۰۴ ۔

۲)سورۂ ص آیت ۴۵ ۔ ۴۷ ۔

صاحبان بصیرت تھے ہم نے ان کو آخرت کی یاد کی صفت سے ممتاز قرار دیا تھا اور وہ ہمارے نزدیک منتخب اور نیک بندوں میں سے تھے " یہ عظیم صفت جو اللہ نے ان جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کو عطا کی ہے وہ قوت اور بصیرت ہے ایدی اور ابصار یہ اس خالص شراب کا نتیجہ ہے جو اللہ نے ان کو عطا کی ہے :

﴿اِنَّآاَخلَ۫صنٰ۫اھُم بِخَالِصَةٍ ذِكرٰ۫ی الدَّارِ ﴾ (۱)

"ہم نے ان کو آخرت کی یاد کی صفت سے ممتاز قرار دیا تھا " اگر خداوندعالم نے ان کو اس خالص ذکری الدار سے مزیّن نہ فرمایا ہوتا تو وہ (ان کے لئے نہ قوت ہوتی اور نہ بصیرت ۔(۲)

اگر انسان پاک و صاف اور اچھے اعمال انجام دیتا ہے تو اس کے لئے پاک و شفاف غذا نوش کرنا ضروری ہے اور انسان کا دل وہی واپس کرتا ہے جو کچھ وہ اخذ کرتا ہے ۔

اصل اختیار

ہم قلب و دل کی واردات اور صادرات اور ان کے مابین مشابہت اور سنخیت کو بیان کرنے کے بعد یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں : یہ گفتار اصل اختیار سے کوئی منافات نہیں رکھتی ہے جو متعدد قرآنی

---

۱)سورۂ ص آیت / ۴۶ ۔)

۲)اس مقام پر قلب کی واردات اور صادرات کے مابین جدلی تعلق ہے اگر دل)کی واردات اچھی ہوں گی اس کے برعکس بھی صحیح ہے یعنی جب انسان نیک اعمال انجام دیتا ہے تو خداوندعالم اس کو منتخب کر لیتا ہے اور جب انسان برے کام انجام دیتا ہے تو خداوندعالم اس سے پاک و صاف خالص شراب سے پردہ کر لیتا ہے اور اس کو خود اسی کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور وہ اسی طرح کھاتاپیتا ہے جس طرح شیطان اور خواہشات نفسانی اس کی رہنمائی کرتے ہیں اور لوگ شیطان اور خواہشات نفسانی کے دسترخوان سے غذا نوش کرتے ہیں ۔

مفاہیم اور افکار کی بنیاد ہے ۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دل ایک خالی ظرف ہے جو کچہ خیر وشر اس میں ڈالا جاتا ہے اسی کو واپس کرتا ہے بلکہ دل ایسا ظرف ہے جو کچہ اس میں ڈالا جاتا ہے اس کو اخذ کرلیتا ہے اور حق کو باطل اور خیر کو شر سے جدا کرتا ہے ۔

افکار اسلامی اصولوں میں سے یہ ایک اصل ہے اس اصل کی بنیاد "وعا القلب " ہے اور اسی "اختیار "پر اسلام کے متعدد مسائل ،اصول اور قضایا موقوف ہیں ۔

اسلامی روایات میں وارد ہوا ہے کہ انسانی حیات میں دل کے کردار کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے کہ وہ حق و باطل کو جدا کرنے پر قادر ہے۔ روایت میں آیا ہے کہ حضرت داود نے اپنے پروردگار سے یوں مناجات کی ہے :

"الٰهي لكل ملك خزانة،فاين خزائنک؟فقال جلّ جلاله:لی خزانة اعظم من العرش،واوسع من الكرسي،واطيب مِن الجنّة،وازين من الملكوت، ارضها المعرفة،وسماء وها الايمان،وشمسها الشوق،وقمرها المحبة ،و نجومها الخواطر، و سحابها العقل،ومطرها الرحمة،وشجرها الطاعة،وثمرها الحكمة،ولها اربعة اركان: التوكّل والتفكير،والأُنسُ والذكرولها اربعة ابواب: العلم والحكمة والصبروالرضا الاوهي القلب[1]

"اے میرے پروردگار ہر ملک کا خزانہ ہوتا ہے تو تیرا خزانہ کہاں ہے ؟پروردگار عالم نے فرمایا : میرا خزانہ عرش اعظم ہے ،کرسی سے وسیع ہے ،جنت سے زیادہ پاکیزہ ہے ،ملکوت سے زیادہ مزین ہے زمین اس کی معرفت ہے ،آسمان اس کا ایمان ہے ،سورج اس کا شوق ہے، قمر اس کی محبت

---

۱)بحارالانوار جلد ۱۵ صفحہ ۳۹ ۔)

ہے، ستارے اس کے خیالات ہیں، عقل اس کے بادل ہیں بارش اس کی رحمت ہے، طاقت اس کا درخت ہے، حکمت اس کا پھل ہے، اسکے چار رکن ہیں: توکل، تفکر، انس اور ذکر۔ اس کے چار دروازے ہیں: علم، حکمت، صبر اور رضا۔۔۔ آگاہ ہو جاؤ وہی دل ہے"

روایت (جیسا کہ آپ کو معلوم ہو چکا ہے) سوال اور جواب کی صورت میں رمزی طور پر گفتگو کرتی ہے اور اسلامی روایات میں یہ مشہور و معروف لغت ہے

۔روایت میں ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰ سے فرمایا: "یاموسیٰ جرّد قلبک لحبّي،فاني جعلت قلبک میدان حبي،وبسطت في قلبک ارضاً من معرفتي،وبنیت في قلبک شمساًمن شوقي،وامضیت في قلبک قمراًمن محبتي،وجعلت في قلبک عیناًمن التفکّروادرت في قلبک ریحاًمن توفیقي، وامطرت في قلبک مطراًمن تفضّلي،وزرعت في قلبک زرعاًمن صدقي،وانبت في قلبک اشجاراًمن طاعتي،ووضعت في قلبک جبالاًمن یقیني [1]

"اے موسیٰ اپنے دل کو میری محبت کے لئے خالی کر دو، کیونکہ میں نے تمہارے دل کو اپنی محبت کا میدان قرار دیا ہے، اور تمہارے دل میں اپنی معرفت کی کچھ زمین ایجاد کی ہے، اور تمہارے دل میں اپنے شوق کا سورج تعمیر کیا ہے تمہارے دل میں اپنی محبت کا چاند بنایا ہے، تمہارے دل میں فکر کی آنکھ بنائی ہے تمہارے دل میں اپنی توفیق کی ہوا چلائی ہے تمہارے دل میں اپنے فضل کی بارش کی ہے تمہارے دل میں اپنی سچائی کی کھیتی کی ہے تمہارے دل میں اپنی اطاعت کے درخت اُگائے ہیں تمہارے دل میں اپنے یقین کے پہاڑ رکھے ہیں"

---

۱) بحار الانوار جلد ۱۵ صفحہ ۳۹۔)

اس روایت میں بھی رازدارانہ گفتگو کی گئی ہے اور دونوں روایات دل کے لئے حق کو باطل اور ہدایت کو ضلالت و گمراہی سے جدا کرنے کے لئے واعی کی شرح کر رہی ہیں ۔

ہم پھر مناجات کا رخ کرتے ہیں اس کے بعد امام علیہ السلام خدا وند عالم کو اس لطیف و رقیق انداز میں پکارتے ہیں :

فَیَامَن هُوَعَل یٰ الْمُقبِلِینَ عَلَیهِ مُقبِلٌ،وَ بِالعَطفِ عَلَیهِم عَائِدٌ مُفضِلٌ،وَبِا الغَافِلِینَ عَن ذِکرِهِ رَحِیمٌ رَءُوفٌ،وَبِجَذبِهِم اِل یٰ بَابِهِ وَدُودٌعَطُوفٌ

" اے وہ خدا جو اپنی طرف آنے والوں کا استقبال کرتا ہے اور ان پر مسلسل مہربانی کرتا ہے اپنی یاد سے غافل رہنے والوں پربھی مہربان رہتا ہے اور انہیں محبت کے ساتہ اپنے دروازے کی طرف کھینچ لیتا ہے "

اس مناجات میں دو باتیں شامل ہیں :

بیشک پروردگار عالم اس بندے کا استقبال کرتا ہے جو اس کی خدائی کا اقرار کرتا ہے اور اس پر اپنا فضل و کرم کرتا ہے ۔

خدا وند عالم اپنے سے غفلت کرنے والے بندوں پرمہربانی و عطوفت کرتا ہے اور ربانی جذبات کے ذریعہ ان سے غفلت دور کردیتا ہے ۔

اس کے بعد امام علیہ السلام اللہ سے اس طرح مناجات کرتے ہیں : اَسئَلُکَ اَن تَجعَلَنِي مِن اَوفَرِهِم مِنکَ حَظّاًوَاَعلَاهُم عِندَکَ مَنزِلاً وَاَجزَلِهِم مِن وُدِّکَ قِسماًوَاَفضَلِهِم فِي مَعرِفَتِکَ نَصِیباً " خدایا میرا سوال یہ ہے کہ میرے لئے اپنی بہترین نعمت کا سب سے زیادہ حصہ قرار دے اور بہترین منزل کا مالک بنا دے اور اپنی محبت کا عظیم ترین حصہ عطا فرمادے اور اپنی معرفت کا بلند ترین مرتبہ دیدے "

دعا کے اس فقرہ سے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے :اس جملہ سے پہلے توامام علیہ السلام خداوند عالم سے یہ درخواست کر رہے تھے کہ مجھ کو ان سے ملحق کردے اور اب یہ تمنا و آرزو کر رہے ہیں کہ اپنے پاس سے میرے زیادہ فضل اور بلند ترین مقام و منزلت قرار دے ،اب اس سوال کو پہلے سوال سے کیسے ملایا جا سکتا ہے ؟

دعا میں اور دعا کرتے وقت امام علیہ السلام کے نفس میں کونسی چیز موجزن ہو رہی تھی کہ امام علیہ السلام نے صالحین سے ملحق ہونے کی دعا کرنے سے پہلے ان پر اپنی سبقت اور امامت کی دعا فرمائی ؟ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے اس سوال کی تشریح ضروری ہے اور یہ دعا کے اسرار میں سے ایک راز ہے ۔خداوند عالم نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ ہم اس سے دعا کرنے سے فرار اختیار نہ کریں ،دعا کرنے میں بخل سے کام نہ لیں ،جب ہمارا مولا کریم ہے ،جب مسئول (جس سے سوال کیا جا رہا ہے)کریم ہے تو اس سے سوال کرنے میں بخل سے کام لینا بہت بری بات ہے ،جس کی رحمت کے خزانوں کی کوئی انتہا نہیں ہے ،جو ختم ہونے والے نہیں ہیں اور اس کی کثرت عطا سے صرف اس کا جودو کرم ہی زیادہ ہوتا ہے ۔[۱]

خدا وند عالم نے ہم کو "عباد الرحمن "کے آداب و اخلاق میں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم خدا وند عالم

---

۱)دعائے افتتاح میں آیا ہے :)

"اَلحْمدُ لِلّٰہِ الفْا شِی فِی الخْلقِ اَمرْہُ وحَمدْہُ الظّاھِرِ بِالکْرم مجدْہُ البْاسِطِ بِالجْودِ یَدَہُ اَلَّذِی لَاتنقْصُ خَزَائِنُہُ وَلَاتَزِیدُہُ کَثرَۃُ العْطَاءِ اِلَّا جُوداًوَکَرماًاِنَّہُ ھُوَالعْزِیزُالوْھَّابُ "ساری حمد اس خدا کے لئے ہے جس کا امر اور اس کی حمد مخلوقات میں نمایاں ہے اور جس کی بزرگی اس کے کرم کے ذریعہ نمایاں ہے، اور اس کے دونوں ہاتھ بخشش کے لئے کہلے ہوئے ہیں، اس کے خزانوں میں کمی نہیں ہے، اور کثرت عطا اس کے یہاں سوائے جود و کرم کے کسی بات کا اضافہ نہیں ہوتا ہے"

سے یہ سوال کریں کہ وہ ہم کو متقین کا امام قرار دے: وَاجعْلنْا لِلمْتُقَّیِنْ اِمَاماً [1]

"اور ہم کو متقین کا امام قرار دے "ہم معصوم علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعاؤں میں یہ اولو االعزمی والا جملہ بہت زیادہ پڑھا کرتے ہیں: آثَرِنِي وَلَاتُوثِرعْ لَیَّ اَحداً "مجہ کو ترجیح دے اور مجہ پر کسی کو ترجیح نہ دے"

دعائے قاع اور قمہ

دعاؤں کی دو قسمیں ہیں ایک میں بندہ کے مقام اور ان برائیوں اور گناہوں کو مجسم کیاجاتا ہے جن سے انسان مرکب ہے جس کو عربی میں قاع کے نام سے یاد کیا گیاہے دوسری قسم میںخداوند عالم کے سلسلہ میں انسان کے شوق اور رجحان کو مجسم کیاجاتاہے اور خداوند عالم کے جود و کرم و سخاوت اور اس کی رحمت کے خزانوں کی کوئی حد نہیں ہے اس کو عربی میں قمہ کہا جاتاہے ۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام دعائے اسحار میں دونوںکے ما بین اسی نفسی فاصلہ کو بیان فرماتے ہیں:

اِذَارَایتُ مَولْيَ ذُنُوبِي فَزِعتُ،وَاِذَارَایتُ کَرمَکَ طَمِعتُ

"جب میں اپنے گناہوں کو دیکھتا ہوں تو ڈرجاتا ہوں اور جب میں تیرے کرم کو دیکھتا ہوں تو پُرامیدہوجاتا ہوں"

اور اسی دعا میں آپ فرماتےہیں: عَظُمَ یَاسَیِّدِي اَمَلِي وَسَاءَ عَمَلِي فَاَعطِْنِي مِن عَفوِْکَ بِمِقدْارِعَمَلِي وَلَاتُواخِذنِْي بِاسوَْءِ عَمَلي

---

۱)سورئہ فرقان آیت/ ۷۴)

"اے میرے مالک میری امیدیں عظیم ہیں اور میرے اعمال بدترین ہیں مجھے اپنے عفو کرم سے بقدر امید دیدے اور میرے بد ترین اعمال کا محاسبہ نہ فرما" حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے جو دعا کمیل بن زیاد نخعی کو تعلیم فرمائی تھی اس میں آپ نے قاع سے ہی آغاز فرمایا ہے:

اللهم اغفْر لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَهتِكُ العِصَمَ اللهم اغفْرلِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُنزِلُ النِّقَمَ اللهم اغفْرلِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُغيِّرُالنِّعَمَ اللهم اغفِرلِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَحبِسُ الدُّعَاءَ اللهم اغفْرلِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُنزِلُ البَلَاءَ اللهم اغفِرلِي كُلَّ ذَنبٍ اَذنَبتُهُ وَكُلَّ خَطِيئَةٍ اَخطَاتُهَااللهم اِنِّي اَتَقَرَّبُ اِلَيكَ بِذكرِكَ وَاستَشفِعُ بِكَ اِلىٰ نَفسِكَ وَاَسئَلُكَ بِجُودِكَ اَن تُدنِيَني مِن قُربِكَ وَاَن تُوزِعَني شُكرَكَ وَاَن تُلهِمَني ذِكرَكَ اللهم اِنِّي اَسئَلُكَ سُؤَالَ خَاضِعٍ مُتَذَلِّلٍ خَاشِعٍ اَن تُسَامِحَني وَترحَمَني وَتجعَلَني بِقِسمِكَ رَاضِياًقَانِعاًوَفِى جَمِيعِ الاَحوَالِ مُتَوَاضِعاًاللهم وَاَسئَلك سُئَوالَ مَنِ اشتَدَّت فَاقَتُهُ وَانزَلَ بِكَ عِندَ الشَّدَائِدِحَاجَتَهُ وَعَظُمَ فِيمَاعِندَكَ رَغبَتُهُ اللهم عَظُمَ سُلطَانُكَ وَعَلَامَكَانُكَ وَخَفِيَ مَكرُكَ وَظَهَرَامرُكَ وَغَلَبَ قَهرُكَ وَجَرَت قُدرَتُكَ وَلَايُمكِنُ الفِرَارُمِن حُكُومَتِكَ اللهم لَا اَجِدُلِذُنُوبِي غَافِراًوَلَالِقَبَائِحِي سَاتِراًوَلَالِشيءٍ مِن عَمَلِي القَبِيحِ بِالحَسَنِ مُبَدِّلاً غَيرَكَ لَااِلٰهَ اِلَّااَنتَ سُبحَانَكَ وَبِحَمدِكَ ظَلَمتُ نَفسِي وَتَجَرَّاتُ بِجَهلِي وَسَكَنتُ اِلىٰ قَدِيمِ ذِكرِكَ لِي وَمَنِّكَ عَلَيَّ اللهم مَولَايَ كَم مِن قَبِيحٍ سَتَرتَهُوَكَم مِن فَادِحٍ مِنَ البَلَاءِ اَقَلتَهُ وَكَم مِن عِثَارٍوَقَيتَهُ وَكَم مِن مَكرُوهٍ دَفَعتَه وَكَم مِن ثَنَاءٍ جَمِيلٍ لَستُ اَهلاً لَهُ نَشَرتَهُ اللهم عَظُمَ بَلَائِي وَاَفرَطَ بِي سُوءُ حَالِي وَقَصُرَت بِي اَعمَالِي وَقَعَدَت بِي اَغلَالِي وَحَبَسَني عَن نَفعِي بُعدُ اَمَلِي وَخَدَعَتنِي الدُّنيَابِغُرُورِهَاوَنفسِي بِجِنَايَتِهَاوَمِطَالِي يَاسَيِّدِي فَاسئَلُكَ بِعِزَّتِكَ اَن لَايَحجُبَ عَنكَ دُعَائِي سُوءُ عَمَلِي وَفِعَالِي وَلَاتَفضَحني بِخَفِيِّ مَااطَّلَعتَ عَلَيهِ مِن سِرِّي

"خدایا میرے گناہوں کو بخش دے جو ناموس کو بٹہ لگادیتے ہیں۔ ان گناہوں کو بخش دے جو نزول عذاب کا باعث ہوتے ہیں، ان گناہوں کو بخش دے جو نعمتوں کو متغیر کر دیا کرتے ہیں، ان گناہوں کو بخش دے جو دعاوں کو تیری بارگاہ تک پہنچنے سے روک دیتے ہیں، خدایا میرے ان گناہوں کو بخش دے جن سے بلائیں نازل ہوتی ہیںخدایا میرے تمام گناہوں اور میری تمام خطاؤں کو بخش دے خدایا میں تیری یاد کے ذریعہ تجھ سے قریب ہو رہا ہوں اور تیری ذات کو تیری بارگاہ میں شفیع بنا رہا ہوتیرے کرم کے سہارے میرا یہ سوال ہے کہ مجھے اپنے سے قریب بنا لے اور اپنے شکر کی توفیق عطا فرما اور اپنے ذکر کا الہام کرامت فرما خدایا! میں نہایت درجہ خشوع خضوع اور ذلت کے ساتھ یہ سوال کر رہا ہوں کہ میرے ساتھ مہربانی فرما مجھ پر رحم کر اور جو کچھ مقدر میں ہے مجھے اسی پر قانع بنا دے، مجھے ہر حال میں تواضع اور فروتنی کی توفیق عطا فرما، خدایا! میرا سوال اس بے نوا جیسا ہے جس کے فاقے شدید ہوں اور جس نے اپنی حاجتیں تیرے سامنے رکھ دی ہوں اور جس کی رغبت تیری بارگاہ میں عظیم ہو، خدایا! تیری سلطنت عظیم، تیری منزلت بلند، تیری تدبیر مخفی، تیرا امی ظاہر، تیرا قہر غالب، اور تیری قدرت نافذ ہے اور تیری حکومت سے فرار نا ممکن ہے ۔۔۔ خدایا میرے گناہوں کے لئے بخشنے والا۔ میرے عیوب کے لئے پردہ پوشی کرنے والا، میرے قبیح اعمال کو نیکیوں میں تبدیل کرنے والا تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے۔۔ خدایا میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے، اپنی جہالت سے جسارت کی ہے اور اس بات پر مطمئن بیٹھا ہوں کہ تو نے مجھے ہمیشہ یاد رکھا ہے

اور ہمیشہ احسان فرمایا ہے ۔۔۔ خدایا میری مصیبت عظیم ہے۔ میری بدحالی حد سے آگے بڑھی ہوئی ہے۔ میرے اعمال میں کوتاہی ہے۔ مجھے کمزوریوں کی زنجیروں نے جکڑ کر بٹھا دیا ہے اور مجھے دور دراز امیدوں نے فوائد سے روک دیا ہے، دنیا نے دھوکہ میں مبتلا رکھا ہے اور نفس نے خیانت اور ٹال مٹول میں مبتلا رکھا ہے ۔۔۔ میرے آقا و مولا! تجھے تیری عزت کا واسطہ۔ میری دعاوں کو میری بد اعمالیاں روکنے نہ پائیں اور میں اپنے مخفی عیوب کی بنا پر بر سر عام رسوانہ ہونے پاوں" یہ قاع عبودیت اور اس پر محیط برائیوں کا مخزن ہے۔ پھر دعا کے آخر میں ہم محبت کی اس بلندی تک پہونچتے ہیں جو بندہ کی آرزو اور اللہ کی وسیع رحمت کے سایہ میں اس کی عظیم آرزو کو مجسم کرتی ہے:

وَهَب لِیَ الجْ ِدَّ فِی خَشيْ َتِکَ وَالدَّوامَ فِی الاِتِّصَالِ بِخِدمْ َتِکَ حَتّ یٰ اَسرْ َحَ اِلَیکْ َ فِی مَیَادِینْ ِ السَّابِقِینْ َ وَاُسرْ ِعَ اِلَیکْ َ فِی البْ َارِزِینْ َ واشتْ َاقَ اِل یٰ قُربْ ِکَ فِی المْ ُشتْ َاقِینْ َ وادنْ ُوَمِنکْ َ دُنُوَّالمْ ُخلْ ِصِینْ َ وَاَخَافَکَ مَخَافَةَ المْ ُوقْ ِنِینْ َ وَاجتْ َمِعَ فِی جِوَارِکَ مَعَ المْ ُومْ ِنِینْ َ اللهم وَمَن اَرَادَنِی بِسُوءٍ فَاَرِدهْ ُ وَمَن کَادَنِی فَکِدهْ ُ واجعْ َلنْ ِی مِن اَحسْ َنِ عَبِیدْ ِکَ نَصِیبْاًعِندْ َکَ وَاَقرْ َبِهِم مَنزْ ِلَةً مِنکْ َ وَاَخَصِّهِم زُلفْ َةً لَدَیکْ َ فَاِنَّهُ لَایُنَالُ ذَلِکَ اِلَّابِفَظلْ ِکَ [1]

''اپنا خوف پیدا کرنے کی کوشش اور اپنی مسلسل خدمت کرنے کا جذبہ عطا فرما تاکہ تیری طرف سابقین کے ساتہ آگے بڑھوں اور تیز رفتار افراد کے ساتہ قدم ملا کر چلوں ۔ مشتاقین کے درمیان تیرے قرب کا مشتاق شمار ہوں اور مخلصین کی طرح تیری قربت اختیار کروں ۔۔۔ خدایا جو بہی کوئی میرے لئے برائی چاہے یا میرے ساتہ کوئی چال چلے تو اسے ویسا ہی بدلہ دینا اور مجھے بہترین

---

۱)دعائے کمیل)

حصہ پانے والا ،قریب ترین منزلت رکھنے والا اور مخصوص ترین قربت کا حامل بندہ قرار دینا کہ یہ کام تیرے جود وکرم کے بغیر نہیں ہو سکتا " ہم ابو حمزہ ثمالی سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ماہ رمضان المبارک کی دعائے اسحار میں "قاع "اور "قمہ " کے مابین بہت زیادہ فاصلہ کا مشاہدہ کرتے ہیں اس دعا میں امام علیہ السلام "قاع " سے شروع فرماتے ہیں :

وَمَااَنَايَارَبِّ وَمَاخَطَرِي هَبْنِي بِفَضْلِكَ وَتَصَدَّقَ عَلَيَّ بِعَفْوِكَ اَي رَبِّ جَلِّلْنِي بِسِتْرِكَ وَاعْفُ عَن تَوبِيخِي بِكَرَمِ وَجْهِكَ

"اے میرے خدا میں کیا اور میری اوقات کیا ؟ تو مجھ کو اپنے فضل وکرم و مغفرت سے بخش دے اے میرے خدا اپنی پردہ پوشی سے مجھے عزت دے اور اپنے کرم سے میری تنبیہ کو نظر انداز گناہ فرمادے "

فَلَاتُحْرِقْنِي بِالنَّارِوَاَنْتَ مَوضِعُ اَمَلِي وَلَاتُسكِنِّي الهَاوِيَةَ فَاِنَّكَ قُرَّةُ عَينِي اِرحَمْ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَاغُرْبَتِي وَعِنْدَ المَوْتِ كُرْبَتِي وَفِي القَبْرِوَحدَتِي وَفِي اللَّحدِوَحشَتِي وَاِذَانُشِرتَ فِي الحِسَابِ بَينَ يَدَيكَ ذُلَّ مَوقِفِي وَاغفِرلِي مَاخَفِيَ عَلى الاٰدَمِيِّينَ مِن عَمَلِي وَاَدِم لِى مَابِهِ سَتَرتَنِي وَارحَمنِي صَرِيعًاعَلى الفِرَاشِ تُقَلِّبُنِي ايدِي اَحِبَّتِي وَتُفَضَّل عَلَيَّ مَمدُوداًعَلى المُغتَسَلِ يُقَلِّبُنِي صَالِحُ جِيرَتِي وَتَحَنَّن عَلَيَّ مَحمُولاًقَد تَنَاوَلَ الاَقرِبَاءُ اَطرَافَ جَنَازَتِي وَجُد عَلَيَّ مَنقُولاًقَدنَزَلتُ بِكَ وَحِيداً فِى حُفرَتِي

"تو مجھ کو ایسے حالات میں جہنم میں جلانہ دینا اور قعر جہنم میںڈال نہ دینا کیونکہ تو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔۔۔ اس دنیا میں میری غربت اور موت کے وقت میرے کرب ،قبر میں میری تنہائی اور لحد میں میری وحشت اور وقت حساب میری ذلت پر رحم کرنا ،اور میرے تمام گناہوں کو معاف کردےنا جن کی لوگوں کو اطلاع بھی نہیں ہے اور اس پردہ داری کو برقرار رکھنا۔ پروردگار!اس وقت میرے حال پر رحم کرنا جب میںبستر مرگ پر ہوں اور احباب کروٹیںبدلوارہے ہوں اس وقت رحم کرنا جب میں تختہ غسل پرہوں اور ہمسایہ کے نیک افراد مجھ کو غسل دے رہے ہوں اس وقت رحم کرنا جب تابوت میں اقرباء کے کاندھوپر سوار ہوں اس وقت مہربانی کرنا جب میں تنہا قبر میں وارد ہوں "

اس کے بعد امام علیہ السلام مرحلہ او لوا العزمی اور قمہ دعا کے سلسلہ میں فرماتے ہیں :

اللهم اِنِّي اَسالُکَ مِن خَيرِ مَاسَالکَ مِنهُ عِبَادُکَ الصَّالِحُونَ يَاخَيرَ مَن سُئِلَ وَاَجوَدَ مَن اَعطَیٰ اَعطِنِي سُولِي فِي نَفسِي وَاَهلِي وَوَلَدِي، وَارغَد عَيشِي، وَاَظهِر مُرُوَّتِي، وَاَصلِح جَمِيعَ اَحوَالِي، وَاجعَلنِي اَطَلتَ عُمرَهُ وَحَسَّنتَ عَمَلَهُ وَاَتمَمتَ عَلَيهِ نِعمَتَکَ وَرَضِيتَ عَنهُ وَاَحيَيتَهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً اللهم خَصَّنِي بِخَاصَّةِ ذِکرِکَ وَاجعَلنِي مِن اَوفَرِ عِبَادِکَ نَصِيباً عِندَکَ فِي کُلِّ خَيرٍ اَنزَلتَهُ وَتُنزِلُهُ

"اے خدا میں تجھ سے وہ سب کچھ مانگ رہا ہوں جو بندگان صالحین نے مانگا ہے کہ تو بہترین مسئول اور سخی ترین عطا کرنے والا ہے میری دعا کو میرے نفس، میرے اہل و عیال، میرے والدین، میری اولاد، متعلقین اور برادران سب کے بارے میں قبول فرما، میری زندگی کو خوشگوار بنا مروت کو واضح فرما کر میرے تمام حالات کی اصلاح فرما مجھے طولانی عمر، نیک عمل، کامل نعمت اور پسندیدہ بندوں کی مصاحبت عطا فرما ۔۔۔ خدایا! مجھے اپنے ذکر خاص سے مخصوص کردے ۔۔ اور میرے لئے اپنے بندوں میں ہر نیکی میں جس کو تونے نازل کیا ہے اور جس کو تو نازل کرتا ہے سب سے زیادہ حصہ قرار دے '

اس "قاع" سے "قمہ" تک کے سفر کو انسان کے اللہ تک سفر کی تعبیر سے یاد کیا گیا ہے یہ سواری آرزو، امید اور اولوا العزمی ہے جب انسان کی آرزو، رجاء (امید) اور او لوا العزمی اللہ سے ہو تو اس سفر کی کوئی حد نہیں ہے ۔

تین وسیلے

حضرت علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام تین چیزوں کو خداوند عالم تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دیتے ہیں اور اللہ نے ہم کو اس تک پہنچنے کے لئے وسیلے تلاش کرنے کا حکم دیا ہے ارشادخداوندعالم ہے :﴿یَاأَیُّھَاالَّذِینَ آمَنُوااتَّقُواللّٰہ وَابتَغُوااِلَیہِ الوَسِیلَةَ ﴾ [۱]

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو "﴿اُولٰئِکَ الَّذِینَ یدعُونَ یَبتَغُونَ اِلیٰ رَبِّھِمُ الوَسِیلَةَ ﴾ [۲]

"یہ جن کو خدا سمجھ کر پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے پروردگار کے لئے وسیلہ تلاش کر رہے ہیں "

جن وسائل سے امام علیہ السلام اس سفر میں متوسل ہوئے ہیں وہ حاجت سوال اور محبت ہیں امام علیہ السلام کا کیا کہنا آپ دعا کی کتنی بہترین تعلیم دینے والے ہیں ۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ اُنہیں اللہ سے کیا طلب کرنا چاہیئے ،اور کیسے طلب کرنا چاہیئے اور اللہ کی رحمت کے مواقع کہاں ہیں :

پہلا وسیلہ :حاجت

حاجت بذات خوداللہ کی رحمت کی ایک منزل ہے بیشک خداوندعالم کریم ہے وہ اپنی مخلوق یہاں تک کہ حیوان اور نباتات پر ان کی ضرورت کے مطابق بغیر کسی سوال کے اپنی رحمت نازل کرتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا سے طلب اور سوال نہیں کرنا چاہیئے اس لئے کہ حاجت کے پہلومیں سوال اور طلب اللہ کی رحمت کے دروازوں میں سے ایک دوسرا دروازہ ہے ۔جب لوگ پیاس کا احساس کرتے ہیں تو خداوندعالم ان کو سیراب کرتا ہے جب ان کو بھوک لگتی ہے تو خداوندعالم

---

۱)سورئہ مائدہ آیت / ۳۵ ۔)

۲)سورئہ اسراء آیت ۵۷ ۔)

انکو کھانا دیتا ہے اور جب وہ برہنہ ہوتے ہیں تو خداوندعالم ان کو کپڑا عطا کرتا ہے :﴿وَاِذَامَرِضتْ ُ فَهُوَيَشفْ ِينْ ِ ﴾ [1]

"اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی شفا بھی دیتا ہے "یہاں تک کہ اگر ان کو خدا کی معرفت نہ ہو وہ یہ بھی نہ جانتے ہوں کہ کیسے اللہ سے دعا کرنا چاہئے اور اس سے کیا طلب کرنا چاہئے : يامَن يُعطي من سئاله يامن يعطي من لم يساله ومَن لم يعرفه تحنُّنامنه ورحمة [2]

"اے وہ خدا جو اپنے تمام سائلوںکو دیتا ہے اے وہ خدا جو اسے بھی دیتا ہے جو سوال نہیں کرتا ہے بلکہ اسے پہچانتا بھی نہیں ہے"

ہم حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کی مناجات میں اللہ کی رحمت نازل کرنے کے لئے اس عمدہ اور ربّانی نکتہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں :

مولايَ يامولاي انت المولیٰ واناالعبد،وهل يرحم العبدالاالمولیٰ مولايَ يامولاي انت المالک واناالمملوک،وهل يرحم المملوک الاالمالک مولایَ یامولایَ انت العزيزواناالذليل وهل يرحم الذليل الاالعزيزمولايَ يامولاي انت الخالق واناالمخلوق،وهل يرحم المخلوق الاالخالق مولايَ يامولايَ انت العظيم واناالحقير،وهل يرحم الحقيرالاالعظيم،مولايَ يامولايَ انت القوي واناالضعيف،وهل يرحم الضعيف الاالقوی مولايَ يامولايَ انت الغنيّ واناالفقير،وهل يرحم الفقيرالاالغنيّ مولايَ ياموﻻيانت المعطي واناالسائل،

---

۱)شعراء آیت / ۸۰۔)

۲)رجب کے مہینہ کی دعائیں ۔)

وهل يرحم السائل الاالمعطي،مولايَ يامولاي انت الحي واناالميت،وهل يرحم الميت الاالحي مولايَ يامولايَ انت الباقي واناالفاني،وهل يرحم الفاني الاالباقي مولايَ يامولايَ انت الدائم واناالزائل،وهل يرحم الزائل الاالدائم مولايَ يامولاي انت الرازق واناالمرزوق،وهل يرحم المرزوق الاالرازق مولايَ يامولايَ انت الجوادواناالبخيل وهل يرحم البخيل الاالجواد مولايَ يامولاي انت المعافي واناالمتلیٰ،وهل يرحم المبتلیٰ الاالمعافي مولايَ يامولايَ انت الكبير واناالصغير،وهل يرحم الصغيرالّاالكبير مولايَ يامولايانت الهادی وانا الضال،وهل يرحم الضال الاالهادی مولايَ يامولايَ انت الغفوروانا المذنب،وهل يرحم المذنب الاالغفور مولايَ يامولايَ انت الغالب واناالمغلوب، وهل يرحم المغلوب الاالغالب مولايَ يامولايَ انت الرب واناالمربوب،وهل يرحم المربوب الاالرب مولايَ يامولايَ انت المتكبرواناالخاشع،وهل يرحم الخاشع الاالمتكبر مولايَ يامولاي ارحمنی برحمتک،وارض عنی بجودک و کرمک وفضلک یاذاالجودوالاحسان، والطول والامتنان [ا]

"اے میرے مولا تو مولا ہے اور یہ تیرا بندہ۔ اب بندہ پر مولا کے علا وہ کون رحم کرے گا۔ اے میرے مولا اے میرے مالک تو مالک ہے اور میں مملوک اور مملوک پر مالک کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو عزیز ہے اور میں ذلیل ہوں اور ذلیل پر عزیز کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو خالق ہے اور میں مخلوق ہوں اور مخلوق پر خالق کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو عظیم ہے اور میں حقیر ہوں اور حقیر پر عظیم کے علاوہ

ا)مفاتح الجنان اعمال مسجد کوفہ مناجت امیرالمومنین علیہ السلام۔)

کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا توقوی ہے اور میں کمزور ہوں اور کمزور پر طاقتور کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔میرے مولا اے میرے مولا تو غنی ہے اور میں فقیر ہوں اور فقیر پر غنی کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔ میرے مولا اے میرے مولا تو معطی ہے اور میں سائل ہوں اور سائل پر معطی کے علاوہ کون رحم کرے گا۔اے میرے مولا میرے مولا تو زندہ ہے اور میں مرنے والا ہوں اور مرنے والے پر زندہ کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔ میرے مولا میرے مولا تو باقی ہے اور میں فانی ہوں اور فانی پر باقی کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔ اے میرے مولا میرے مولا تو ہمیشہ رہنے والا ہے اور میں مٹنے والا ہوں اور مٹنے والے پر رہنے والے کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔میرے مولا میرے مولا تو رازق ہے اور میں محتاج رزق ہوں اور محتاج پر رازق کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔میرے مولا اے میرے مولا تو جواد ہے اور میں بخیل ہوں اور بخیل پر جواد کے علاوہ کون رحم کرے گا ؟میرے مولا اے میرے مولا تو عافیت دینے والا ہے اور میں بتلا ہوں اور دردبتلا پر عافیت دینے والے کے علاوہ کون رحم کرسکتا ہے۔

میرے مولا اے میرے مولا تو کبیر ہے اور میں صغیر ہوں اور صغیر پر کبیر کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔میرے مولا اے میرے مولا تو ہادی ہے اور میں گمراہ ہوں اور گمراہ پر ہادی کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔میرے مولا اے میرے مولا تو رحمن ہے اور میں قابل رحم ہوں اور قابل رحم پر رحمان کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو بادشاہ ہے اور میں منزل امتحان میں ہوں اور ایسے بندۂ امتحان پر بادشاہ کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔میرے مولا اے میرے مولا تو راہنما ہے اور میں سرگرداں ہوں اور کیا سرگرداں پر راہنما کے علاوہ اور کون رحم کرے گا ۔میرے مولا اے میرے مولا تو بخشنے والا ہے اور میں گناہگار ہوں اور گناہگار پر بخشنے والے کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔میرے مولا اے میرے مولا تو غالب ہے اور میں مغلوب ہوں اور مغلوب پر غالب کے علاوہ اور کون رحم کرے گا ۔میرے مولا اے میرے مولا تو رب ہے اور میں مربوب ہوں اور پرورش پانے والے رب

کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔ میرے مولا اے میرے مولا تو صاحب کبریائی ہے اوریہبندۂ ذلیل ہوں اور بندۂ ذلیل پر خدائے کبیر کے علاوہ کون رحم کرے گا ۔ میرے مولا اے میرے مولا تو اپنی رحمت سے مجھ پر رحم فرما اور اپنے جود و کرم و فضل سے مجھ سے راضی ہو جا اے صاحب جود و احسان اور اے صاحب کرم و امتنان " حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اس بہترین مناجات کے ان جملوں میں اللهتبارک وتعالیٰ سے اپنی حاجت اور فقر کے لئے متوسل ہوتے ہیں اور بندہ کی حاجت اور اس کے فقر کو اللہ کی رحمت نازل ہونے کا موردقرار دیتے ہیں ۔

بیشک مخلوق اللہ کی رحمت نازل کرانا چاہتی ہے حقیر عظیم کی رحمت نازل کرانا چاہتا ہے ضعیف قوی کی فقیر غنی کی مرزوق رازق کی، بتلامعافی کی، گمراہ ہادی کی ،گنا ہگار غفورکی ، حیران وسرگردان، دلیل اور مغلوب غالب کی رحمت کی رحمت نازل ہونے کے خواستگارہیں۔

یہ اللہ کی تکوینی سنتیں ہیں اور اللہ کی سنتوں میں ہرگز تبدیلی نہیں آسکتی جب حاجت اور فقر ہو گا تو ان موقفوں کے لئے اللہ کی رحمت اور فضل ہوگا جس طرح پانی نیچی جگہ پر گرتا ہے اللہ کی رحمت حاجت وضرورت کے مقام پر نازل ہوتی ہے اللہ کریم وجوادہے اور کریم حاجت وضرورت کے مقامات کی رعایت کرتاہے اور اپنی رحمت اس سے مخصوص کردیتا ہے ۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام دعائے سحرمیں جس کو آپ نے ابو حمزہ ثمالی کو تعلیم فرمایا تھا میں فرما تے ہیں : اعطني فقري،وارحمني لضعفي یعنی آپ نے فقر اور ضعف کو وسیلہ قرار دیا ہے اور انہیں کے ذریعہ آپ اللہ کی رحمت سے متوسّل ہو تے ہیں ۔

یہ فطری بات ہے کہ اس کلام کو مطلق قرار دینا ممکن نہیں ہے اور ایک ہی طریقہ میں منحصر نہیں کیا جا سکتا ہے بیشک اللہ کی رحمت نازل ہونے کے دوسرے اسباب بھی ہیں اور دوسرے موانع و رکاوٹیں بھی ہیں جن سے اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی اور اللہ کی سنتوں میں بتلاہونے کا سبب بھی ہیں ۔ ہمارا یہ کہنا ہے :بیشک حاجت اور فقر کی وجہ سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے تو ہمارے لئے اس گفتار کو اس الٰہی نظام کے مطابق اور اس کے دائرہ میںرہنا چاہئے اور یہ معرفت کا وسیع باب ہے جس کو ہم اس وقت چھیڑنا نہیں چاہتے ہیںعنقریب ہم توفیق پروردگار کے ذریعہ اس حقیقت کی مناسب یا ضروری تشریح کریں گے ۔

ہم قرآن کریم میں بہت سے ایسے نمونے دیکھتے ہیں جن میں حاجت اور فقر کو پیش کیا گیا ہے اور ان کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہوئی ہے اور اللہنے ان کو قبولیت کے درجہ تک پہنچایا ہے حاجت بھی اُسی طرح قبول ہوتی ہے جس طرح سے دعا اور سوال قبول ہوتے ہیں بیشک خداوندعالم کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنا بھی دعا کی ایک قسم ہے ان نمونوں کو قرآن کریم نے اللہ کے صالحین بندوں کی زبانی نقل کیا ہے ۔

۱۔ عبد صالح حضرت ایوب علیہ السلام کا خداوندعالم کی بارگاہ میں سختیوں اور مشکلات کے وقت اپنی حاجت پیش کرنا ۔

﴿وَاَیُّوبَ اِذْنَادَ یٰ رَبَّہُ اَنِّی مَسَنِّیَ الضُّرُّوَاَنتَ اَرحَمُ الرَّاحِمِینَ فَاستَجَبنَا لَہُ فَکَشَفنَامَابِہِ مِن ضُرٍّوَآتَینَاہُ اَھلَہُ وَمِثلَھُم مَعَھُم رَحمَۃًمِن عِندِنَاوَذِکرَیٰ لِلعَابِدِینَ ﴾ [۱]

"اور ایوب کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے بیماری نے چھولیا ہے اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور ان کی بیماری کو دور کردیا اور انہیں ان کے اہل وعیال دیدئے اور ویسے ہی اور بھی دیدئے کہ یہ ہماری طرف سے خاص مہربانی تھی اور یہ

---

۱)سورئہ انبیاء آیت / ۸۳ ۔ ۸۴ ۔

عبادت گذار بندوں کے لئے ایک یاددہانی ہے " قرآن کریم اس فقرہ میں کوئی بھی دعا نہیں کی گئی ہے جس کی قرآن کریم نے اس امتحان دینے والے صالح بندہ کی زبانی نقل کیا ہے لیکن خداوندعالم نے فرمایا ہے :

﴿فاستجبناله فکشفنامابه ضُرّ ﴾ (۱)

"تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور ان کی بیماری کو دور کردیا " گویا حاجت اور فقر کا خدا کی بارگاہ میں پیش کرنا دعا کی ایک قسم ہے ۔ ۲۔عبد صالح ذوالنون نے اپنے فقر وحاجت اور اپنے نفس پر ظلم کرنے کو خدا کی بارگاہ میں پیش کیا جب آپ سمندر میں شکم ماہی کے گھپ اندھیرے میں تھے :

﴿وَذَاالنُّونْ اِذذْهَبَ مُغَاضِباًفَظَنَّ اَن لَن نَّقدْرَعَلَيْهْ فَنَا دٰى فِى الظُّلُ مٰاتِ اَن لَااِ لٰهَ اِلَّااَنتْ سُبحٰانَکَ اِنِّی کُنتُ مِنَ الظَّالِمِينْ فَاستَجَبنَالَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنجِى الْمُومِنِينْ ﴾ (۲)

" اوریونس کو یاد کرو کہ جب وہ غصہ میں آکر چلے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں گے اور پھر تاریکیوں میں جاکر آواز دی کہ پروردگار تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھاتو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیااور انہیں غم سے نجات دلادی کہ ہم اسی طرح صاحبان ایمان کو نجات دلاتے رہتے ہیں "

اس طرح کی استجابت طلب کے لئے نہیں ہے یہ حاجت اور فقر کے لئے ہے (عبد صالح ذوالنون نے اس کلمہ :

﴿سُبحٰانَکَ اِنِّی کُنتُ مِنَ الظَّالِمِينْ ﴾ (۳)

---

۱)سورۂ انبیاء آیت ۸۴ ۔)

۲)سورۂ انبیاء آیت / ۸۷ ۔ ۸۸ ۔)

۳)سورۂ انبیاء آیت ۸۸ ۔)

" اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا" کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا خدوندعالم نے اس کو قبول کیا اور ان کو غم سے نجات دی : ﴿فَاستَجَبنَا لَهُ وَنَجَّینَاهُ مِنَ الغَمِّ﴾ (۱)

"تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور انہیں غم سے نجات دلادی "۳۔ ہم کوقرآن کریم میں اللہ، موسیٰ بن عمران اور ان کے بھائی ہارون کا یہ کلمہ بھی ملتا ہے جب انہوں نے فرعون تک اپنی رسالت کا پیغام پہنچا نے کے لئے اللہ سے دعا کی :

اِذهَبَا اِلیٰ فِرعَونَ اِنَّهُ طَغیٰ فَقُولَا لَهُ قَولاً لَیِّناً لَعَلَّهُ یَتَذَکَّرُاَوْیَخشیٰ قَالَارَبَّنَااِنَّنَانَخَافُ اَن یَفرُطَ عَلَینَااَواَن یَطغیٰ (۲)

"تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے، اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کر لے یا خوفزدہ ہو جائے، ان دونوں نے کہا کہ پروردگار ہمیں یہ خوف ہے کہ کہیں وہم پر زیادتی نہ کرے یا اور سرکش نہ ہو جائے "

ان دونوں نے اللہ سے فرعون اور اس کی بادشاہت کے مقابلہ میں خدا سے اپنی حمایت اور مدد کی درخواست نہیں کی اور نہ ہی اپنی ضرورت کے لئے امن وامان کی درخواست کی ہے بلکہ انہوں نے اپنی کمزوری، فرعون کی عوام الناس پر گرفت، فرعون کی طاقت اور اس کی سرکشی کا تذکرہ کیا:

﴿اِنَّنَانَخَافُ اَن یَفرُطَ عَلَینَااَواَن یَطغیٰ﴾

"ان دونوں نے کہا کہ پروردگار ہمیں یہ خوف ہے کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یاوہ سرکش نہ ہو جائے "

اللہنے ان کی اس درخواست کو مستجاب کرتے ہوئے ان کی حمایت اور تائید میں فرمایا :

---

۱)سورۂ انبیاء آیت ۸۷ ۔)

۲)سورۂ طٰہ آیت ۴۳ ۔ ۴۵ ۔)

﴿قَالَ لَاتَخَافَااِنَّنِی مَعَکُمَااَسمْؔ عُ وَاَر یٰ ﴾ (۱)

"ارشاد ہوا تم ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سب کچھ سن بھی رہا ہوں اور دیکھ بھی رہا ہوں"

۴۔چوتھا نمونہ عبد صالح حضرت نوح علیہ السلام کا وہ کلمہ ہے جو آپ نے اپنے بیٹے کوطوفان میں غرق ہونے سے بچانے کی خاطر اللہ کی بارگاہ میں پیش کیاتھا :

وَنَادَیٰ نُوحٌ رَبَّہُ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابنْ ِی مِن اَہلْ ِی وَ اِنَّ وَعدَ کَ الحْ ؔقُّ وَاَنتْ ؔ اَحکْ ؔمُ (الحْ ؔ اکِمِینَ ؔ (۲)

"اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پروردگار میرا فرزند میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ اہل کو بچانے کا برحق ہے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے "بہر حال حاجت اور فقر کے وقت بھی اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہےیہاں تک کہ حیوانات اورنباتات کی ضرورتوں اور فقر کے لئے بھی اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے ۔جب پیاس لگتی ہے تو اللہ ان کو سیراب کرتا ہے اور جب بھوک لگتی ہے تو اللہان کو سیر کرتا ہے اور کھانا کھلاتا ہے یہ معرفت کا بہت وسیع وعریض باب ہے اور ہم اس کے ایک پہلو کو رحاب القرآن کے سلسلہ کی کتاب شرح الصدر میں بیان کر چکے ہیں ۔

دوسرا وسیلہ :دعا

یہ اللہ کی رحمت کی کنجیوں میں سے ایک کنجی ہے خداوندعالم فرماتا ہے :

ادعونی استجب لکم (۳)

---

۱)سورئہ طٰہ آیت / ۴۶ ۔)

۲)سورئہ ہودآیت / ۴۵ ۔)

۳)سورئہ غافر آیت ۶۰ ۔)

"مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا" (اور خدا کا فرمان ہے: ﴿قُل مَايَعبۡؤابِكُم رَبِّي لَولۡادُعَاوكُم ﴾ [1]
"پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہاری دعائیں نہ ہوتیں تو پروردگار تمہاری پرواہ بھی نہ کرتا "

تیسرا وسیلہ: محبت

بیشك بندہ محبت کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل کراتا ہے جو کسی دوسرے امر کے ذریعہ نازل نہیں ہوتی ہے
اب ہم ان تینوں وسیلوں کے سلسلہ میں تفکر کرتے ہیں جن کو امام نے خداوندعالم تک رسائی کے لئے اپنا وسیلہ قراردیا ہے ۔

رِضَاکَ بُغيۡتِي وَرُو يَتِکَ حَاجَتِي وَعِندۡکَ دَوَاءُ عِلَّتِي وَشِفَاءُ غُلَّتِي وَبَرۡدُلَوعۡتِي وَکَشفۡ کُربۡتِي [2]

"تیری ہی رضا میرا آرزو ہے اور تیرا ہی دیدار میری حاجت ہے اور تے را ہی ہمسایہ میرا مطلوب ہے تیرے پاس میرے مرض کی دواہے اور میری تشنگی کا علاج ہے غم کی بے قراری کی ٹھنڈک، رنج و غم کی دوری تیرے ہی ذمہ ہے" یہ وسیلہ حاجت وفقر ہے ۔

جوارک طلبي وقربک غاية سو لي فکن انيسي في وحشتي ومقيل عثرتي وغافرزلّتي وقابل توبتي،ومجيب دعوتي ،وولي عصمتي ومغني فاقتي

" اور تے را ہی ہمسایہ میرا مطلوب ہے اور تیرا قرب میرے سوالات کی انتہا ہے ۔۔۔پس تو میری وحشت میں میرا انیس، ہوجا لغزشوں میں سنبھالنے والا خطاؤںکو معاف کرنے والا اور میری

---

۱)سورۂ فرقان آیت ۷۷ ۔)

۲)مناجات مریدین)

توبہ کو قبول کرنے والا ، میری دعا کا قبول کرنے والا ، میری حفاظت کا ذمہ دار اور فاقہ میں غنی بنانے والا ہے " یہ وسیلہ دعا ہے ۔
فانت لاغیرک مرادي،ولک لالسواک سهري وسهادي،ولقاء ک قرّة عيني ووصلک منیٰ نفسي واليک شوقي ،وفی محبّتک ولهي والی هواک صبابتي "فقط تو میری مراد ہے اور تیرے ہی لئے میں راتوں کو جاگتا ہوں کسی اور کے لئے نہیں ۔ اور تیری ملاقات میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور تیرا وصال میرے نفس کی امید ہے اور تیری جانب میرا شوق ہے اور تیری ہی محبت میں میری بیقراری ہے تیری ہی خواہش کی طرف میری توجہ ہے " یہ وسیلہ محبت ہے۔ اب ہم امام کے کلام کے اس فقرہ کے بارے میں غور وفکر کرتے ہیں اور یہ دعا کا عمدہ جملہ ہے بیشک فن اور ادب کے مانند دعا کے عمدہ وبہترین درجہ ہیں امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

فقدانقطعت اليک همتي وانصرفت نحوک رغبتي،فانت لاغيرک مرادی،ولک لاسواک سهری وسها دی ولقا ء ک قره عينی

"اس لئے کہ میری ہمت تیری ہی طرف ہے اور میری رغبت تیری ہی بارگاہ کی طرف ہے فقط تو میری مراد ہے اور تیرے ہی لئے میں راتوں کو جاگتا ہوکسی اور کے لئے نہیں تیری ملاقات میری آنکھوں کی ٹہنڈک ہے " جو چیز "انقطاع "میں ہے وہ "تعلق "میں نہیں ہے امام علیہ السلام نے فرمایا ہے:

فقدتعلقت بک همتي نہیں فرمایا ہے بیشک اللہ سے لو لگانا دوسروں سے لو لگانے کو منع نہیں کرتا ہے ۔جب بندہ خدا سے لو لگانے میں صادق ہے اور یہ کہتا ہے :

فقدانقطعت اليک همتي بیشک "انقطاع "ایجابی اور سلبی دونوں معنی کا متضمن ہے ۔ پس انقطاع "من الخلق الی اللہ "، انقطاع "الی اللہ "اس جملہ کے ایجابی معنی ہیں جن کا امام نے قصد فرمایا ہے۔

بیشک محبت میں اخلاص فصل اور وصل ہے فصل یعنی اللہ کے علاوہ دوسروں سے فاصلہ و دوری اختیار کرنا ، اللہ اور اللہ نے جن کی محبت کا حکم دیا ہے ان سے وصل (ملنا) ہے اور یہ دونوں ایک قضیہ کے دو رخ ہیں۔

جب محبت خالص اور پاک وصاف ہوتی ہے تو وہ دو باتوں کی متضمن ہوتی ہے: محبت و برائت، اور وصل وفصل وانقطاع من الخلق "الی اللہ" ہے۔ یہی معنی دوسرے جملے "وانصرفت الیک رغبتی" کے بھی ہیں۔

انصراف الی اللہ سے "اعراض" اور "اقبال" دونوں مراد ہیں۔ اعراض یعنی اللہ کے علاوہ دوسروں سے روگردانی کرنا اور "اقبال" سے مراد اللہ اور اللہ نے جس سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے ان کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔

پھراس حقیقت کے لئے تیسری تاکید جو ان سب میں بلیغ ہے، اس میں محبت اور انصراف الی اللہ کے معنی کو شامل ہے اور خدا کے علاوہ دوسروں سے منقطع ہونا ہے:

فانت لاغیرک مرادي ولک لالسواک سهوي وسهادي "سهو" اور" سہاد"نیند کے برعکس ہیں سہر یعنی محبت کی وجہ سے رات میں نماز پڑھنا۔ سہاد: بیداری کی ایک قسم ہے اور یہ حالت انسان کو اپنے کسی اہم کام میں مشغول ہونے کے وقت پیش آتی ہے جس سے اس کی نیند اڑجاتی ہے اور انسان اللہ سے لولگانے کا مشتاق ہوتا ہے۔

یہ دونوں محبت کی حالتیں ایک دوسرے کے مثل ہیں: انس اور شوق۔ بندہ کا اللہ کے ذکر سے مانوس ہونا، اور اللہ کا بندہ کے پاس اس طرح حاضر ہونا کہ بندہ اپنی دعا، ذکر، مناجات اور نماز میں خدا کے حاضر ہونے کا احساس کرتا ہے اور اللہ سے ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے۔

محب اللہ کی بارگاہ میں ان دونوں باتوں کو سمجہ کر حاضر ہوتا ہے تو یہ دونوں حالتیں اسکی نیند اڑا دیتی ہیں اس کو بیدار کر دیتی ہیں جب لوگ گہری نیند میں سوجاتے ہیں اور نیند کی وجہ سے اپنے احساس بیداری اور شعور کو کھو بیٹھتے ہیں۔

بیشک نیند ایک ضرورت ہے تمام لوگ اس سے اپنا حصہ اخذ کرتے ہیں جس طرح وہ کہانے پینے سے اپنی ضرورتیں پوری کرتے ہیں چاہے وہ لوگ صالح و نیک ہوں یا برے ہوں۔یہاں تک کہ انبیاء اور صدیقین بھی سوتے تھے۔ لیکن ایک شخص جوضرورت بھر سوتا ہے جس طرح وہ کہانے پینے سے اپنی ضرورت پوری کرتا ہے اور جو شخص نیند کے سامنے سر تسلیم خم کردیتا ہے اور نیند اس پر غالب آجاتی ہے ان دونوں آدمیوں کے درمیان فرق ہے۔ اولیاء اللہ نیند کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتے ہیںبیشک نیند ان کی ضرورت ہے اور وہ اپنی ضرورت کے مطابق اس سے اپنا حصہ اخذ کرتے ہیں۔ رسول اللہ (ص) بھی خداوند عالم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے بعد ہی سوتے تھے اور آپ کا فرمان تھا کہ میرے سر کے پاس وضو کا پانی رکہ دیناتاکہ میں خدا کی بارگاہ میں حاضری دے سکوں۔

جب آپ کے لئے نرم اور آرام وہ بستر بچھایا جاتا تھا تو آپ اسکو اٹھانے کا حکم دیدتے تھے اس لئے کہ کہیں ان پر نیند غالب نہ آجائے۔

آپ سخت چٹائی پر آرام فرماتے تھے یہاں تا کہ چٹائی ان کے پہلوپر اثر انداز ہو اور آپ پر نیند غالب نہ آجائے۔

خداوند عالم نے رات میں مناجات ،ذکر اور اپنے تقرب کے وہ خزانے قرار دئے ہیں جو دن میں نہیں قرار دئے ہیں۔ان کی طرح رات کے لئے بھی افراد ہیں جو رات میں نمازیں پڑھتے ہیں جب لوگ سوجاتے ہیں ،جب لوگ سستی میں پڑے رہتے ہیں تو یہ ہشاش بشاش ہوتے ہیں۔ جب لوگ اپنے بستروں پر گہری نیند میں سوئے رہتے ہیں۔تو یہ اللہ سے ملاقات کرکے عروج پر پہنچتے ہیں ۔

رات کے لئے بھی دولت ہے جس طرح دن کے لئے دولت ہے ،رات میں بھی دن کی طرح خزانے ہیں۔عوام الناس دن کی دولت ،اسکے خزانے کو پہچانتے ہیں لیکن بہت کم لوگ ہیں جو رات کی دولت اور اسکے خزانے کی قیمت سے واقف ہیں اور جب انسان رات اور دن کی دولت سے ایک ساتھ بہرہ مند ہوتا ہے تو اسے انصاف پسند، متوازن اور راشد کہا جاتا ہے ۔

رسول اللہ ایک ساتھ دونوں سے بہرہ مند ہوتے تھے اور بالکل متوازن طورپر دونوں کو اخذ کئے ہوئے تھے ۔آپ نے رات سے محبت، اخلاص اور ذکر اخذ کیا اور دن سے طاقت، حکومت اور مال اخذ کیا تاکہ دین کی دعوت اور اسکے محکم و مضبوط ہونے پر متمکن ہوجائیں اور رات میں آپ معین وقت پر عبادت کیلئے اٹھتے تھے اور رسالت جیسے ثقیل و سنگین عہدے کو اٹھانے پر متمکن تھے :

يَاأَيُّهَاالْمُزَّمِّل قُمِ اللَّيلَ اِلَّاقَلِيلاً نِصفَهُ اَوِنقُص مِنهُ قَلِيلاً اَوزِد عَلَيهِ وَرَتِّلِ القُرآنَ تَرتِيلاً اِنَّاسَنُلقِى عَلَيكَ قَولاًثَقِيلاً اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيلِ هِىَ اَشَدُّوطاًوَّاَقوَمُ قِيلاً اِنَّ لَکَ فِى النَّهَارِ سَبحاً طَوِيلاً (۱)

"اے میرے چادر لپیٹنے والے رات کو اٹھو مگر ذرا کم آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کردو یا کچھ زیادہ کرو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر باقاعدہ پڑھو ہم عنقریب تمہارے اوپر ایک سنگین حکم نازل کرنے والے ہیں بیشک رات کا اٹھنا نفس کی پامالی کے لئے بہترین ذریعہ اور ذکر کا بہترین وقت ہے یقیناً آپ کے لئے دن میں بہت سے مشغولیات ہیں"

---

۱)سورۂ مزمل آیت / ۱۔ ۷۔)

اور ہمارے لئے اس مقام پر رات اور اسکے رجال کے سلسلہ میں حدیث قدسی سے ایک روایت کا نقل کرنا بہتر ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ خداوند عالم نے بعض صدیقین پر وحی نازل کی ہے:

انلي عبادمن عبادي يحبّونی فاحبّهم ويشتاقون الى واشتاق اليهم و يذكروني واذكرهم وينظرون اليّ وانظراليهم وان حذوت طريقهم احببتُک وان عدلت منهم مقتّک قال:يارِبّ وماعلا متهم ؟قال:يراعون الظلال بالنهاركمايراعي الراعي الشفيق غنمه،ويحنّون الیٰ غروب الشمس كمايحنّ الطيرالیٰ وكره عند الغروب،فاذاجنّهم الليل واختلط الظلام ،وفرشت الفرش،ونصبت الا سرة وخلا كلّ حبيب بحبيبه نصبواالیّ اقدامهم وافترشواليّ وجوههم،وناجونی بكلامي،وعلقواليّ بانغامي فمن صارخ وباک ،وَمتاوّهٍ شاکٍ،ومن قائم وقاعد وراكع وساجد بعيني مايتحملون من اجلي،وبسمعي مايشكون من حبّي اول مااعطيهم ثلاث:

١ اقذف من نوري في قلوبهم فيخبرون عنّي كمااخبرعنهم

٢ والثانية:لوكانت السماوات والارض فی موازينهم لاستقللتهالهم

٣ والثالثة:أُقبل بوجهي اليهم،افتریٰ من اقبلت بوجهی عليه يعلم احد (ماريداعطيه؟ [1]

"میرے کچھ بندے مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں، وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں وہ میرا ذکر کرتے ہیں میں ان ذکر کرتا ہوں وہ مجھے دیکھتے

---

١)لقاء الله ص ١٠۴۔)

ہیں اور میں ان کو دیکھتا ہوں اگر تم بھی انہیں کا طریقہ اپناؤ گے تو میں تم سے بھی محبت کرونگا اور اگر اس سے روگردانی کروگے تو تم سے ناراض ہو جاؤنگا ۔سوال کیا گیا پروردگار عالم ان کی پہچان کیا ہے؟ آواز آئی کہ وہ دن میں اپنے سایہ تک کی اس طرح مراعات کرتے ہیں کہ جیسے کوئی مہربان چوپان اپنے گلّہ کی ،اور وہ غروب شمس کے اسی طرح مشتاق رہتے ہیں جیسے پرندہ غروب کے وقت اپنے آشیانہ میں پہنچنے کے مشتاق رہتے ہیں پس جب رات ہوتی ہے اور ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے بستر بچھ جاتے ہیں پلنگ بچھادئے جاتے ہیں ہر حبیب اپنے محبوب کے پاس خلوت میں چلا جاتا ہے تو وہ اپنے قدم میری طرف بڑھا دیتے ہیں میری طرف اپنے رخ کرلیتے ہیں میرے کلام کے ذریعہ مجھ سے مناجات کرتے ہیں نیز منظوم کلام کے ذریعہ میری طرف متوجہ ہو جاتے ہیں تو کتنے ہیں جو چیخ چیخ کر روتے ہیں ،کتنے ہیں جو آہ اور شکوہ کرتے ہیں ،کتنے ہیں جو کھڑے رہتے ہیں ،کتنے ہیں جو بیٹھے رہتے ہیں ،رکوع کرتے رہتے ہیں سجدہ کرتے رہتے ہیں میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ میری خاطر کیا کیا برداشت کرتے رہتے ہیں میں سنتا رہتا ہوں جو وہ میری میری محبت کی خاطر پیش آنے والی مشکلات کا شکوہ کرتے ہیں میں سب سے پہلے ان کو تین چیزیں عطا کرونگا :

۱۔میں ان کے دلوں میں اپنا نور ڈال دونگا تو وہ میرے بارے میں اسی طرح بتائیں گے جیسے میں ان کے بارے میں بتاؤنگا ۔

۲۔اگر آسمان و زمین ان کی ترازؤوں میں ہو تو میں ان کے لئے آسمان و زمین کا وزن بھی کم کردونگا۔

۳۔میں ان کی طرف توجہ کرونگا اور جس کی طرف میں اپنا رخ کرلوں تو کسی کو کیا معلوم میں اسے کیا دیدونگا "

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

كـان ممـااوحیٰ اللہ تعـالی الـی موسـی بـن عمران:كـذّب مَـن زعـم انـه يحبّـني فاذاجنّـه الليـل نام عـنّي،يابن عمران،لورايت الذين يقومون لي في الدجیٰ وقد مثلت نفسيين اعينهم،يخاطبوني وقدجللت عن المشاهدة،ويكلموني وقد عززت عن الحضور يابن عمران،هب لي من عينک الدموع،ومن قلبک الخشوع،ثم ادعني في ظلمة اللّيالي تجدني قريبامجيبا (۱)

"خداوند عالم نے حضرت موسیٰ بن عمران سے کہا کہ :جو شخص رات میں مجھ سے راز و نیاز نہیں کرتا وہ میرا محب نہیں ،فرزند عمران اگر تم ان افراد کو دیکھو گے کہ جو تاریکی شب میں میری بارگاہ میں آتے ہیں اور میں ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہوں تو وہ مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں جبکہ میں نظر نہیں آتا ہوں تو وہ مجھ سے کلام کرتے ہیں حالانکہ میں ان کے سامنے حاضر نہیں ہوتا ، اے فرزند عمران اپنی آنکھوں سے اشک گریاں اور دل سے خشوع مجھے ہدیہ کرو پھر مجھے تاریکی شب میں پکارو تو مجھے اپنے قریب اور اپنی دعا کا قبول کرنے والا پاؤگے " نہج البلاغہ کے خطبہ متقین میں امیر المومنین علی بن ابی طالب رات کی تاریکی میں مناجات کرنے والے اولیاء اللہ کی پروردگار عالم کی بارگاہ میں حاضری کے حالات کی اس طرح عکاسی فرماتے ہیں:

اماالليـلُ فَصَـافُّونَ اَقـدَامَهُمْ،تَالِينَ لاجـزَاءِ الـقُرآنِ يُرَتِّلُونَهَـاتَرتِيلاً، يُحَزِّنُـونَ بِـهِ انفُسَـهُم وَيَسـتَثِيرُونَ بِـهِ دَوَاءَ دَائِهِـم فَاِذَامَرُّوابآيَـةٍ فِيهَاتَشـوِيقٌ رَكَنُوااِلَيـهَا طَمَعاًوَتَطَلَّعَـت نُفُـوسُهُم اِلَيهَاشَوقاًوَظَنُّوااَنَّهَانُصُبُ اَعـيُنِهِم وَاِذَامَرُّوابآيَـةٍ فِيـهَا تَخوِيـفٌ اَصغَوااِلَيهَامَسَـامِعَ قُلُـوبِهِم وَظَنُّـوااَنَّ زَفِيرَجَهَنَّمَ وَشَهِيقَهَافِي اُصُولِ ذُاٰانِهِم فَهُم

---

۱) لقاء اللہ صفحہ/۱۰۔)

حَانُونْ عَل ىٰ اَوسْ اطِهِم مُفتْ رِشُونْ لِجِبَاهِهِم وَاَكُفِّهِم وَرُكَبِهِم وَاطرْ افِ اَقدْ امِهِم يَطَّلِّبُونْ ال ىٰ اللهٰ تَعَال ىٰ فِي فِكَاكِ رِقَابِهِم وَاَمَّاالنَّهَارُفَحُلَمَاءُ عُلَمَاءُ قَد بَرَاهُمُ الخْ وفْ بَرىْ القْ دَاحِ ۔۔۔ (1)

"رات ہوتی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قرآن کی آیتوں کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے ہیں جس سے اپنے دلوں میں غم و اندوہ تازہ کرتے ہیں اور اپنے مرض کا چارہ ڈھونڈھتے ہیں جب کسی ایسی آیت پر ان کی نگاہ پڑتی ہے جس میں جنت کی ترغیب دلائی گئی ہو، تو اس کی طمع میں ادھر جھک پڑتے ہیں اور اس کے اشتیاق میں ان کے دل بے تابانہ کھنچتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (پر کیف) منظر ان کی نظروں کے سامنے ہے اور جب کسی ایسی آیت پر ان کی نظر پڑتی ہے جس میں (جہنم سے) ڈرایا گیا ہو تو اس کی جانب دل کے کانوں کو جھکا دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ دوزخ کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ پکار اُن کے کانوں کے اندر پہنچ رہی ہے، وہ (رکوع) اپنی کمر جھکائے اور (سجدہ میں) اپنی پیشانیاں ہتھیلیاں گھٹنے اور پیروں کے کنارے (انگوٹھے) زمین پر بچھائے ہوئے اللہ سے گلو خلاصی کے لئے التجائیں کرتے ہیں۔

دن ہوتا ہے تو وہ دانشمند عالم، نیکوکار اور پرہیزگار نظر آتے ہیں ۔۔۔"

---

۱) نہج البلاغہ خطبہ ۳۰۳۔)

الله سے ملاقات کے شوق کی ایک اور حالت

الله سے ملاقات کرنے کے شوق کی ایک اور صورت کا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی مناجات میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:

اِ هٰلي فَاجعْ◌لنْ◌امِنَ الَّذِينْ◌ تَرَسَّخت اَشجْ◌ا رُالشَّوقْ◌ِ اِلَيکْ◌ فِي حَدَائقِ صُدُورْ◌ِهِم وَاَخَذَت لَوعْ◌َتُ مُحبَّ◌َتِکَ بِمَجَامِعِ قُلُوبْ◌ِهِم فَهُم اِل ىٰ اَوکْ◌ارِالاْ◌فکْ◌ارِيَاوُونْ◌ وَفي رِيَاضِ القْ◌ُربْ◌ِ وَالمْ◌ُکَاشَفَةِ يَرتْ◌َعُونْ◌ وَمِن حَيَاضِ المْ◌َحبَّةِ بِکَاسِ المْ◌ُلَاطَفَةِ يَکرْ◌َعُونْ◌ وَشَرَايِعَ المْ◌ُ صَا افَتِ يَرِدُونْ◌ قَدکْ◌ُشِفَ الغْ◌ِطَاءُ عَن اَبصْ◌َارِهِم وَانجْ◌َلَت ظُلمْ◌َتُ الرَّيبْ◌ِ عَن عَقَائِدِهِم وَضَمَائِرِهِم وَانتْ◌َفَجت مُخَالَجَةُ الشَّکِّ عَن قُلُوبْ◌ِهِم وَسَرَائِرِهِم وَانشْ◌َرَحت بِتَحقْ◌ِيقْ◌ِ المْ◌َعرْ◌ِفَةِ صُدُورْ◌ُهُم وَعَلَت لِبَسبقْ◌ِ السَّعَادَةِ فِى الزّهادة وَهِمَمُهُم وَعَذُبَ فِى مَعِينْ◌ِ المْ◌ُعَامَلَةِ شِربْ◌ُهُم وَطَابَ فِي مَجلْ◌ِسِ الاْ◌ُنسْ◌ِ سِرُّهُم وَاَمِنَ فِي مَوَاطِنِ المْ◌َخَافَةِ سِربْ◌ُهُم وَاطمْ◌َانَّت بِالرُّجُوعْ◌ِ اِل ىٰ رَبِّ الاْ◌َربْ◌َابِ اَنفْ◌ُسُهُم وَتَيَقَّنَت بِالفْ◌َوزْ◌ِوَالفْ◌َلَاحِ اَروْ◌َاحُهُم وَقَرَّت بِالنَّظَرِاِل ىٰ مَحبْ◌ُوبْ◌ِهِم اَعيُ◌ُنُهُم وَاستْ◌َقَرَّبِادرْ◌َاکِ السَّولِ وَنَيلْ◌ِ المْ◌َامُولْ◌ِ قَرَارُهُم وَرَبِحَت فِي بَيعْ◌ِ الدُّنيْ◌َابِالاْ◌َخِرَةِ تِجَارَتُهُم اِ هٰلِي مَااَلَذَّ خَوَاطِرَالاْ◌ِلهْ◌َامِ بِذکرْ◌ِکَ عَل ىٰ القْ◌ُلُوبْ◌ِ وَمَااَحلْ◌ َى المْ◌َسِيرْ◌َ اِلَيکْ◌َ بِالاْ◌َوهْ◌َامِ فِي مَسَالِکِ الغْ◌ُيُوبْ◌ِ وَمَااَطيْ◌َبَ طَعمْ◌ُ حُبِّکَ وَمَااَعذْ◌َبَ شِربْ◌َ قُربْ◌ِکَ فَاَعِذنْ◌َامِن طَردْ◌ِکَ وَابعْ◌َادِکَ وَاجعْ◌َلنْ◌َامِن اَخصِّ عَارِفِيکْ◌َ وَاَصلْ◌َحِ عِبَادِکَ وَاَصدْ◌َقِ طَائِعِيکْ◌َ وَاَخلْ◌َصِ (عُبَّادِک (۱)

"خدایا ! ہم کو ان لوگوں میں قرار دے جن کے دلوں کے باغات میںتیرے شوق کے درخت راسخ ہو گئے ہیں اور تیری محبت کے سوز وگداز نے جن کے دلوں پر قبضہ کر لیا ہے وہ فی الحال آشیانہ افکار میں پناہ لئے ہوئے ہیں اور ریاض قرب اور مکاشفات میں گردش کر رہے ہیںتیری محبت کے حوض سے سیراب ہو رہے ہیں اور تیرے اخلاص کے گھاٹ پر وارد ہو رہے ہیں ان کی نگاہو ں سے پردے اٹھادئے گئے ہیں اور ان کے دل و ضمیر سے شکوک کی تاریکیا زائل ہو گئی ہیں ان کے عقائد سے شک و شبہ کی تاریکی محو ہو گئی ہے اور تحقیقی معرفت سے ان کے سینے کشادہ ہو گئے ہیں اور سعادت

---

۱)مفاتیح الجنان مناجات عارفین۔)

حاصل کرنے کے لئے زہد کی راہ میں ان کی ہمتیں بلند ہو گئی ہیں اورا طاعت کے ذریعہ سے ان کا چشمہ شیریں ہو گیا ہے مجلس انس میں ان کا باطن پاکیزہ ہو گیا ہے اور محل خوف میں ان کا راستہ محفوظ ہوگیا ہے وہ مطمئن ہیںکہ ان کے دل رب العالمین کی طرف راجع ہیں اور ان کی روحوںکو کامیابی اور فلاح کا یقین ہے اور ان کی آنکھوں کو محبوب کے دیدار سے خنکی حاصل ہو گئی ہے اور ان کے دلوں کو اورمدعا کے حصول سے سکون مل گیا ہے دنیا کو آخرت کے عوض بیچنے میں ان کی تجارت کامیاب ہو گئی ہے خدایا !دلوں کے لئے تیرے ذکر کا الہام کس قدر لذیذ ہے اور تیری بارگاہ کی طرف آنے میں ہر خیال کس قدر حلاوت کا احساس کرتا ہے۔ تیری محبت کا ذائقہ کتنا پاکیزہ ہے اور تیرے قُرب کاچشمہ کس قدرشیریں ہے ہمیں اپنی دوری سے بچالے اور اپنے مخصوص عارفوں اوراپنے صالح بندوں میں سے سچے اطاعت گذار اور خالص عبادت گذاروں میں قرار دے‌نا "ہم اس مقام پر اہل بیت علیہم السلام کی دعا اور مناجات توقف نہیں

کرناچاہتے لیکن ہم امام علی بن الحسین علیہ السلام کی مناجات کے اس جملہ کے بارے میں کچھ غوروفکر کرنا چاہتے ہیں جس جملہ سے آپ نے مناجات کا آغاز فرمایا ہے:

اِ هٰلِي فَاجعْ‌ٔلنْ‌ٔامِنَ الَّذِینْ‌ٔ تَرَسَّخَت اَشجْ‌ٔارُالشَّوقْ‌ِ اِلَیکْ‌ٔ فِی حَدَائِقِ صُدُورْ‌ِهِم وَاَخَذَت لَوعْ‌ٔتُ مُحبَّ‌ّتِکَ بِمَجَامِعِ قُلُوبْ‌ِهِم

"خدایا! ہم کو ان لوگوں میں قرار دے جن کے دلوں کے باغات میتیرے شوق کے درخت راسخ ہو گئے ہیں اور تیری محبت کے سوز و گداز نے جن کے دلوں پر قبضہ کر لیا ہے "

بیشک اولیاء اللہ کے لئے جیساکہ امام علیہ السلام کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے خوبصورت باغ، طیب وطاہرہیں اور عوام الناس سے مختلف طرح کی چیزیں صادر ہوتی ہیں:

کچھ لوگوںکے دلوں سے مکاتب اور علمی مدرسے وجود میں آتے ہیں اور علم خیر اور نور ہے بشرطیکہ اللہ سے ملاقات کا شوق باقی رہے بعض لوگوں کے سینہ تجارت گاہ ،بینک اور مال و دولت کے مخزن ہوتے ہیں جن کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے اور شمارش کے نقشے ہوتے ہیں اور فائدہ و نقصان کے مقام ہوتے ہیں مال اور تجارت اچھے ہیں لیکن اس شرط کے ساتہ کہ یہ کام اسکے دل کو مشغول نہ کردے اور ایسا رنج و غم نہ ہو جو اس سے جدا نہ ہوسکتا ہوکچہ لوگوں کے دل ایسی زمین ہوتے ہیںجس میںبول کے درخت، جنگل(اندرائن جوکڑوا ہونے میںضرب المثل ہے) زہریلے ، کینہ مال پر لڑائی جھگڑا ، بادشاہت اور دوسروں کے لئے کید ومکر ہوا کرتے ہیں، اور کچہ افراد کے صدور (قلوب) کہیلنے کودنے والے افعال پر ہوتے ہیں دنیا وسیع پیمانہ پر ایک گروہ کے لئے لہو ولعب ہے۔

لوگوں میں سے کچہ لوگوں کا دل دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا گیا ہے: ایک حصہ زہر، کینہ ،مکروکید سے پر ہے اور دوسرا حصہ لہو ولعب سے لبریز ہے۔جب پہلے حصہ کا راحت وآرام چھن جاتا ہے تو وہ دوسرے حصہ سے پناہ مانگتا ہے اور لہو ولعب سے مدد چاہتا ہے تاکہ وہ نفس کو پہلے حصہ کے عذاب سے نجات دلا سکے۔

لیکن اولیاء اللہ کے سینے اس شوق کے باغ (جیسا کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے) کے سلسلہ میںبارونق اور طیب وطاہر میوے ہوتے ہیں کبھی ان میں شوق کے درخت جڑ پکڑ جاتے ہیں اور اس میں اپنی شاخیں پھیلادیتے ہیں ۔ اللہ سے ملاقات کا شوق ایسا امر نہیں ہے کہ اگر اس پر خواہشات نفسانی غالب آجائے یا دنیا اپنے کو زیب وزینت کے ساتہ اسکے سامنے پیش کردے تو وہ شوق ملاقات ختم ہوجائے ، اور جب صاحب دنیا کے لئے دنیا تنگ ہوجاتی ہے اور وہ مشکلوں میں گھرجاتا ہے نہ تو اس شوق میں کوئی کمی آتی ہے اور نہ ہی اس کے اوراق (پتّے) مرجھاتے ہیں۔

بیشک جب اللہ سے شوق ملاقات کے اشجار ان دلوں میں اپنی جڑ محکم و مضبوط کرلیتے ہیں تو تمام مشکلوں کے باوجود ہمیشہ ہرے بھرے اور پھل دیتے رہتے ہیں۔

اللہ سے ملاقات کرنے کے شوق کی حالت روح کے ہلکے ہونے کی حالت ہے اور یہ حالت سنگینی اور دنیا پر اعتماد کرنے کی حالت کے برعکس ہے جس کے سلسلہ میں قرآن کریم میں گفتگو کی گئی ہے:

مَالَکُم اِذَاقِیلْ َ لَکُم انفْ ِرُواْفِی سَبِیلْ ِ اللہ اَثَّاقَلتْ ُم اِلَی الاْ َرضْ ِ اَرَضِیتْ ُم بِالحْ َیاۃِالدُّنیْ َامِنَ الآخِرَۃِ [1]

"جب تم سے کہا گیاکہ راہ خدا میں جہاد کے لئے نکلو تو تم زمین سے چپک کر رہ گئے کیا تم آخرت کے بدلے زندگانی دنیا سے راضی ہو گئے ہو" بیشک جب انسان دنیا سے لو لگاتا ہے، اسی سے راضی ہوتا ہے اور اس پر اعتماد وبھروسہ کرلیتا ہے تو اسکا نفس بھاری اورڈھیلا ہوجاتا ہے اور جب اسکا نفس[2] دنیا سے آزاد ہوجاتا ہے تو ہلکا ہوجاتا ہے اور اللہ کی محبت اور اس سے شوق ملاقات کو جذب کرتا ہے۔

ہم اہل بیت سے ماثورہ دعاؤں کے بارے میں روایات کی روشنی میں محبت، شوق اور انس کی بحث کا اختتام کرتے ہیں اور اب "محبت خدا" کی بحث کا آغاز کرتے ہیں ۔

اللہ کے لئے خالص محبت

یہ مقولہ توحید حب کے مقولہ سے بلند ہے بیشک توحید حب اللہ کی محبت کے علاوہ دوسری محبتوں کی نفی نہیں کرتی ہے لیکن اللہ کی محبت کو دوسری محبتوں پر غلبہ دیتی ہے پس اللہ کی محبت حاکم اور غالب ہے:

﴿وَالَّذِینْ َ آمَنُواْاَشَدُّ حُبالله﴾ [3]

"ایمان والوں کی تمام تر محبت خدا سے ہوتی ہے"

---

۱)سورئہ توبہ آیت ۳۸ ۔) ۲)دنیا سے آزاد ہونے کا مطلب اس کو ترک کردینا نہیں ہے رسول خدا (ص) بھی دنیا سے) آزاد تھے لیکن پھر بھی اپنی دعوت کے سلسلہ میں دنیا کا سہارالیتے تھے "

۳)سورئہ بقرہ آیت ۱۶۵۔)

یہ ایمان کی شرطوں میں سے ایک شرط اورتوحید کی شقوں میں سے ایک شق ہے۔

لیکن اللہ سے خالص محبت، اللہ کے علاوہ دوسروں سے کی جانے والی محبت کی نفی کرتی ہے لیکن اگر محبت خدا(الحب للہ، البغض للہ) کے ساتہ باقی رہے ۔یہ ایمان اورتوحید کی شان میں سے نہیں ہے، لیکن صدیقین اور ان کے مقامات کی شان ہے۔ بیشک خداوندعالم اپنے اولیاء اور نیک بندوں کے دلوں کو اپنی محبت کے علاوہ دوسروں کی محبت سے خالی کرنے پر متمکن کردیتا ہے۔

حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام سے مروی ہے:

القلب حرم اللہ فلا تسکن حرم اللہ غیراللہ [1]"دل اللہ کا حرم ہے اور اللہ کے حرم میں اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں رہ سکتا ہے"

یہ دل کی مخصوص صفت ہے چونکہ اعضاء وجوارح انسان کی زندگی میں مختلف قسم کے کام انجام دیتے ہیں جن کو خداوندعالم نے اس کے لئے مباح قراردیا ہے اور ان کو بجالانے کی اجازت دی ہے لیکن دل اللہ کا حرم ہے اور اس میں اللہ کے علاوہ دوسرے کی محبت کا حلول کرنا سزاوار نہیں ہے۔

روایت میں دل کی حرم سے تعبیر کرنے کے متعلق نہایت ہی دقیق نکتہ ہے بیشک حرم کا علاقہ امن وامان کاعلاقہ ہے اور اسکا دروازہ ہراجنبی آدمی کے لئے بند رہتا ہے اور اس میں رہنے والوں کو کوئی ڈروخوف نہیں ہوتا اور نہ ہی اس میکوئی اجنبی داخل ہوسکتا ہے اسی طرح دل اللہ کا امن وامان والا علاقہ ہے اس میں اللہ کی محبت کے علاوہ کسی اورکی محبت داخل نہیں ہوسکتی اور اس میں اللہ کی محبت کو کوئی برائی یا خوف پیش نہیں آسکتا ہے۔

صدیقین اور اولیاء اللہ سے خالص محبت کرنے والے بندے ہیں اللہ کی محبت اور دوسروں

---

۱) بحار الانوار جلد ۷۰ صفحہ/ ۲۵۔

کی محبت کو ایک ساتھ جمع نہیں کیا جاسکتا ہاں اللہ کی محبت کے زیر سایہ تو دوسروں کی محبت ہو سکتی ہے ۔

ہم مندرجہ ذیل حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی مناجات میں محبت کی سوزش اور محبت میں صدق اخلاص دیکھتے ہیں :

سَیَّدِي اِلَیکْ رَغبْتی،وَاِلَیکْ رَھبْتی،وَاِلَیْک تَامیلْي وَقَد سَاقَنِي اِلَیکْ اَمَلِي وَعَلَیکْ یَاوَاحِدِي عَکَفَت هِمَّتِي وَفِیمْاعِندْک انبْسَطَت رَغبْتِي وَلَک خَالِص رَجَائِي وَخَوفْي وَبِک اَنِسَت مَحبَّتِي وَاِلَیکْ اَلقْیتُ بِیَدِي وَبِحَبلْ طَاعَتِک مَدَدتْ رَھبْتِي یَامَولْاي بِذِکرْک عَاش قَلبْي وَبِمُنَاجَاتِک بَرَّدتْ اَمَلَ الخْوَفْ عَنِّيْ (۱)

"میرے مالک میری تیری ہی طرف رغبت ہے اور تجھی سے خوف تجھی سے امید رکھتا ہے،اور تیری ہی طرف امید کھینچ کر لے جاتی ہے ، میری ہمت تیری ہی جناب میںٹھہر گئی ہے اور تیری نعمتوں کی طرف میری رغبت پھیل گئی ہے خالص امید اور خوف تیری ہی ذات سے وابستہ ہے محبت تجھی سے مانوس ہے اور ہاتھ تیری ہی طرف بڑھایا ہے اور اپنے خوف کو تیری ہی ریسمان ہدایت سے ملا دیا ہے خدایا میرا دل تیری ذات سے زندہ ہے اور میرا درد خوف تیری مناجات سے ٹھہرا ہے " امام علیہ السلام مناجات کے اس ٹکڑے میں اپنی رغبت ، رھبت ، اور آرزو تمام چیزوں کو اللہ سے مربوط کرتے ہیں اور خدا کی عطا کردہ ہمت کے ذریعہ ان سب کے پابند تھے آپ خالص طور پر خدا سے امید رکھتے تھے اور اسی سے خوف کھاتے تھے ۔

رسول خدا (ص) سے مروی ہے :

احبّواللہ من کلّ قلوبکم (۲)

---

۱) دعائے ابو حمزہ ثمالی ۔)

۲) کنز العمال جلد ۷۴ صفحہ / ۴۴ ۔)

"تم اللہ سے اپنے پورے دلوں کے ساتھ دوستی کرو" اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی دعا میں آیا ہے:

اللھم انِّي اسالک ان تملاقلبي حبّالک وخشية منک،وتصديقالک وايمانابک وفرقاًمنک وشوقااليک (۱)

"بار الٰہا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے دل کو اپنی محبت، خوف، تصدیق ایمان اور اپنے شوق سے لبریز فرما دے" اگر اللہ سے محبت اور اس سے شوق ملاقات سے بندہ کا دل لبریز ہوجائے تو پھر اس میں اللہ سے محبت کے علاوہ کسی دوسرے سے محبت کی کوئی خالی جگہ ہی باقی نہیں رہ جاتی مگر یہ کہ محبت اس خدا کی محبت کے طول میں اور اسی کی محبت کے نتیجہ پر کہ محبت بھی درحقیقت اللہ کی محبت ہے اور اسی شوق کا نتیجہ ہے۔

ماہ رمضان کے آجانے پر حضرت امام صادق علیہ السلام کی دعا کا ایک حصہ یہ ہے:

صلّ علیٰ مُحَمَّدٍوَآل مُحَمَّدٍواشغَلْ قلبْيِ بِعَظِيمِ شَانِکَ،وَارسِلْ مُحَبَّتَکَ اِلَيهِ حتّیٰ اَلقَاکَ وَاَوْدَاجِي تَشخَبُ دَماً (۲)

"خدایا! محمد وآل محمد پر درود بھیج اپنی شان کی عظمت کے صدقہ میں میرے دل کو اپنی یاد میں مصروف رکھ میرے دل میں اپنی محبت ڈال دے تاکہ میں تجھ سے خون میں غلطاں حالت میں ملاقات کروں" اس کا مطلب خداوند عالم کیلئے خالص محبت کرنا ہے چونکہ خدا کی محبت دل کو مصروف کرنے

والا کام ہے اور اس سے جدا نہ ہونے والا امر ہے۔

---

۱)بحارالانوار جلد ۹۸ صفحہ/ ۸۹۔)

۲)بحار الانوار جلد ۹۷ صفحہ ۳۳۴۔)

بندہ سے متعلق خداوند عالم کی حمیت

بیشک اللہ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے اور محبت کی ایک خصوصیت غیرت ہے وہ غیور بندوں کے دلوں میں ہوتی ہے بندے اللہ سے خالص محبت کریں اور اس کے علاوہ کسی دوسرے سے محبت نہ کریں اور بندوں کو اپنے دل میں دوسروں کی محبت داخل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ روایت میں آیا ہے کہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اپنے رب سے وادی مقدس میں مناجات کرتے ہوئے عرض کیا اے پروردگار: اني اخلصت لک المحبّة منيّ وغسلت قلبي ممّن سواک [۱]

"میں صرف تیرا مخلص ہوں اور تیرے علاوہ کسی اور سے محبت نہیں کرتا" اور مجھے اپنے اہل وعیال سے شدید محبت ہے خداوندعالم نے فرمایا۔ اگر تم مجھ سے خالص محبت کرتے ہوتو اپنے اہل وعیال کی محبت اپنے دل سے الگ کردو " اللہ کی اپنے بندے پر یہ مہربانی ہے کہ وہ اپنے بندے کے دل سے غیر کی محبت کو زائل کر دیتا ہے اور جب خداوند عالم اپنے بندے کو اپنے علاوہ کسی اور سے محبت کرتے ہوئے پاتا ہے تو اس کی محبت کو بندے سے سلب کردیتا ہے یہاں تک کہ بندہ کا دل اس کی محبت کے لئے خالص ہوجاتا ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی دعا میں آیا ہے:

انت الذي ازلت الاغيارعن قلوب احبّ ائک حتیٰ لم يحبّواسواک ماذا وجد مَن فقدک ومااللذی فقد مَن وجدک لقدخاب من رضي دونک بدلا"[۲]"تو نے اپنے محبوں کے دلوں سے غیروں کی محبت کو اس حدتک دور کردیا کہ وہ تیرے علاوہ

---

۱)بحارالانوار جلد ۸۳ صفحہ ۲۳۶ ۔)

۲)بحارالانوار جلد ۹۸ صفحہ ۲۲۶ ۔)

کسی سے محبت ہی نہیں کرتے ۔جس نے تجھے کھو دیا اس نے کیا پایا ؟اور جس نے تجھے پا لیا اس نے کیا کھویا ؟جو شخص تیرے علاوہ کسی اور سے راضی ہوا وہ نا مراد رہا "

ہمارے لئے اس سلسلہ میں اس تربیت کرنے والی خاتون کا واقعہ نقل کرنا بہتر ہے جس کو شیخ حسن البنا نے اپنی کتاب "مذاکرات الدعوة والداعیة "میں نقل کیا ہے۔ حسن البنّا کہتے ہیں : شیخ سلبی (مصر کے علم عرفان اور اخلاق کی بڑی شخصیت) کو خداوندعالم نے ان کی آخری عمر میں ایک بیٹی عطا کی شیخ اس سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے یہاں تک کہ آپ اس سے جدا نہیں ہوتے تھے وہ جوں جوں جوان اور بڑی ہو رہی تھی شیخ کی اس سے محبت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا شیخ بنّا نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ ایک شب پیغمبر اکرم کی شب ولادت شیخ شلبی کے گھر کے نزدیک ایک خوشی کی محفل سے لوٹنے کے بعد شیخ شلبی سے ملا قات کی جب وہ چلنے لگے تو شیخ نے مسکرا کر کہا :انشاء اللہ کل تم مجھ سے اس حال میں ملاقات کروگے کہ جب ہم روحیہ کو دفن کرینگے ۔ روحیہ ان کی وہی اکلوتی بیٹی تھی جو شادی کے گیارہ سال بعد خداوندعالم نے ان کو عطا کی تھی اور جس سے آپ کام کرتے وقت بھی جدا نہیں ہوتے تھے اب وہ جوان ہو چکی تھی اس کا نام روحیہ اس لئے رکھا تھا کیونکہ وہ ان کے لئے روح کی طرح تھی ۔

بنّا کہتے ہیں کہ : ہم نے اُن سے روتے ہوئے سوال کیا کہ اس کا انتقال کب ہوا ؟ شیخ نے شلبی نے کہا آج مغرب سے کچھ دیر پہلے ۔ہم نے عرض کیا :تو آپ نے ہم کو کیوں نہیں بتایا تا کہ ہم دوسرے گھر سے تشیع کی جماعت کے ساتھ نکلتے ۔؟ شیخ نے کہا : کیا ہوا ؟ہمارا رنج و غم کم ہو گیا غم خوشی میں بدل گیا ۔کیا تم کو اس سے بڑی نعمت چاہئے تھی ؟

گفتگو شیخ کے صوفیانہ درس میں تبدیل ہو گئی اور وہ اپنی بیٹی کی وفات کی وجہ یہ بیان کرنے لگے کہ خداوندعالم ان کے دل پر غیرت سے کام لینا چاہتا تھا کیونکہ خداوندعالم کو اپنے نیک بندوں کے دلوں کے سلسلہ میں اسی بات سے غیرت آتی ہے کہ وہ کسی دوسرے سے وابستہ ہوں یا کسی دوسرے کی طرف متوجہ ہوں ۔انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال پیش کی جن کا دل اسماعیل علیہ السلام میں لگ گیا تھا تو خداوندعالم نے ان کو اسماعیل کو ذبح کرنے کا حکم دیدیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام جن کا دل حضرت یوسف علیہ السلام میں لگ گیا تھا تو خداوندعالم نے حضرت یوسف کو کئی سال تک دور رکھا اس لئے انسان کے دل کو خداوندعالم کے علاوہ کسی اور سے وابستہ نہیں ہونا چاہئے ورنہ وہ محبت کے دعوے میں جھوٹا ہوگا ۔

پھر انہوں نے فضیل بن عیاض کا قصہ چھیڑا جب انہوں نے اپنی بیٹی کے ہاتھ کا بوسہ لیا تو بیٹی نے کہا بابا کیا آپ مجھے بہت زیادہ دوست رکھتے ہیں ؟تو فضیل نے کہا : ہاں ۔بیٹی نے کہا : خدا کی قسم میں آج سے پہلے آپ کو جھوٹا نہیں سمجھتی تھی ۔ فضیل نے کہا :کیسے اور میں نے کیوں جھوٹ بولا؟بیٹی نے کہا کہ : میں سوچتی تھی کہ آپ خداوند عالم کے ساتھ اپنی اس حالت کی بنا پر خدا کے ساتھ کسی کو دوست نہیں رکھتے ہوں گے ۔تو فضیل نے رو کر کہا کہ :اے میرے مولا اور آقا چھوٹے بچوں نے بھی تیرے بندے کی ریا کاری کو ظاہر کردیا ۔ایسی باتوں کے ذریعہ شیخ شلبی ہم سے روحیہ کے غم کو دور کرنا چاہتے تھے اور اس کی مصیبت کے دردو الم سے ہونے والے غم کو ہم سے برطرف کرنا چاہتے تھے ہم نے ان کو خدا حافظ کہا اور اگلے دن صبح کے وقت روحیہ کو دفن کردیا گیا ہم نے گریہ و زاری کی کوئی آواز نہ سنی بلکہ صرف صبر و تسلیم و رضا کے مناظر کا مشاہدہ کیا ۔

اللہ کے لئے اور اللہ کے بارے میں محبت

اب ہم مندرجہ ذیل سوال کا جواب بیان کریں گے اللہ کے لئے خالص محبت کے یہ معنی فطرت انسان کے خلاف ہیں چونکہ اللہنے انسان کو متعدد چیزوں سے محبت اور متعدد چیزوں سے کراہت کرنے والی فطرت دے کر خلق کیا ہے اوراس معنی میں اللہ سے خالص محبت کرنے کا مطلب یہ ہے انسان کی اس فطرت کے خلاف محافظت کرے جس فطرت پر اللہنے اس کو خلق کیا ہے ؟

جواب: اللہ سے خالص محبت کرنے کا مقصد انسانی فطرت کا انکار کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں سے اللہمحبت کرتاہے اور جن چیزوں کو ناپسند کرتاہے ان کی محبت اور کراہت کی توجیہ کرنا ہے لہٰذا پروردگار عالم اپنے بندے اور کلیم حضرت موسیٰ بن عمران سے ان کے اہل کی محبت ان کے دل سے نکلوانا نہیںچاہتا ہے بلکہ خداوندعالم یہ چاہتاہے کہ ان کے اہل وعیال کی محبت خداوندعالم کی محبت کے زیرسایہ ہو اور ہر محبت کے لئے بندے کے دل میں وہی ایک منبع ومصدر ہونا چاہیئے دوسرے لفظوں میں: بیشک پروردگار عالم اپنے بندے اور کلیم موسیٰ بن عمران سے یہ چاہتا ہے کہ ہر محبت کو اللہ کی محبت کے منبع اور مصدر سے مربوط ہونا چاہیئے اس وقت بندے کی اپنے اہل وعیال سے محبت تعظیم کے لئے ہوگی یہی اس کا دقیق مطلب ہے اور تربیت کا بہترین اور عمدہ طریقہ ہے اور اسی طریقہ تک صرف اسی کی رسائی ہو سکتی ہے جس کو اللہنے اپنی محبت کے لئے مخصوص کرلیا ہے اور اس کو منتخب کرلیا ہے بیشک رسول اللہ (ص) لوگوں میں سب سے زیادہ پاک وپاکیزہ اور طیب وطاہر تھے آپ کا فرمان ہے میں دنیا کی تین چیزوں سے محبت کرتاہوں: عورت خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک (نماز ہے ۔ [1]

بیشک یہ وہ محبت ہے جو اللہ کی محبت کے زیرسایہ جاری رہتی ہے اور ان تینوں میں رسول خدا سب سے زیادہ نماز سے محبت کر تے تھے اس لئے کہ نماز ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے بیشک نماز سے رسول اللہ (ص) کی محبت اللہ کی محبت کے زیرسایہ جاری تھی ۔پس اللہ سے محبت کرنے میں انسان کی فطرت میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا ہے جس فطرت پر اللہ نے انسان کو خلق کیاہے ۔بلکہ جدید معیار و ملاک کے ذریعہ حیات انسانی میں محبت اور عداوت کے نقشہ کو اسی نظام کے تحت کرنا ہے جس کو اسلام نے بیان کیا ہے ۔

انسان کی فطری محبت خود اسکے مقام پر باقی ہے لیکن جدید طریقہ کی وجہ سے اللہ کی تعظیم وتکریم کرنا ہے ۔

---

۱)الخصال صفحہ/ ۱۶۵ ۔)

اس بنیاد پر اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے سلسلہ میں محبت کی قیمت کے لئے اسلامی روایات میں بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے مروی ہے: المحبّۃللهاقرب نسب [1]

"خدا سے محبت سب سے نزدیکی رشتہ داری ہے"

اور حضرت علی علیہ السلام کا ہی فرمان ہے: المحبّۃفي الله آکد من وشیج الرحم [2]

"خدا سے محبت خونی رشتہ داری سے بھی زیادہ مضبوط ہے"

یہ تعبیر بہت دقیق ہے اور ایک اہم فکر کی طلبگار ہے۔بیشک لوگوں کے اپنی زندگی میں بہت گہری رشتہ داری اور تعلقات ہوتے ہیں۔ان تمام تعلقات میں رشتہ داری کے تعلقات بہت زیادہ معتبر ہیں، اور اللہ تعالی کی محبت کی رشتہ داروں کی محبت سے زیادہ محبت کی تاکید کی گئی ہے جب انسان اپنی محبت اور تعلقات رشتہ داری کے ذریعہ قائم کرلے۔اسی محبت سے اور عداوت کی وجہ سے رشتہ داری کامل اور ناقص ہوگی۔

رشتہ داروں کی محبت پر اس لئے زیادہ زور دیا گیا ہے کہ جب اللہ کے علاوہ کسی اور سے محبت ہوگی تو اس محبت میں تغیر وتبدل ہوگا اور خلل واقع ہوگا۔

اسی وجہ سے بعض لوگوں کے تاثرات دوسرے بعض لوگوں سے مختلف ہوتے ہیں لیکن جب انسان اپنے بھائی سے اللہ کے لئے محبت کرے گا تو وہ بہت زیادہ قوی محبت ہوگی اور یہ محبت مختلف اور ایک دوسرے کے لئے متضاد محبت سے کہیں زیادہ موثر ہوگی۔

---

۱)میزان الحکمۃ جلد ۲ص ۲۲۳۔)

۲)میزان الحکمۃ جلد ۲ صفحہ/ ۲۳۳۔)

اللہ کے لئے خالص محبت صرف انسان کے فطری تعلقات کی نفی نہیں کرتی بلکہ انسان پر اس بات پر زور دیتی ہے اور اس کے ذہن میں یہ بات راسخ کرتی ہے کہ اس محبت کو ایک بڑے منبع کے تحت منظم کرے جس کو ہر صدیق اور ولی خدانے منظم و مرتب کیا ہے ۔ پس اللہ کے نزدیک لوگوں میں وہ شخص زیادہ افضل ہوگا جو اپنے بھائی سے اللہ کی محبت کے زیر سایہ محبت کرے ۔ حضرت امام

جعفرصادق علیہ السلام سے مروی ہے :

ماالتقی مومنان قط الاکان افضلهمااشدّهماحبّالاخيه [۱] "مومن جب بھی آپس میں ملیں گے تو ان میں وہ افضل ہو گا جو اپنے بھائی سے بہت زیادہ محبت کرتا ہو "

حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام کا ہی فرمان ہے : انّ المتحابين فی الله يوم القيامة علی منابرمن نور،قد اضاء نوراجسادهم ونورمنابرهم كلّ شیٔ حتی يُعرفوابه،فيُقال:هولاء المتحابّون فِيْ الله [۲]

"اللہ کی محبت میں فنا ہوجانے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے ان کے اجساد اور ان کے منبروں کے نور کی روشنی سے ہر چیز روشن ہوگی یہاں تک کہ ان کا تعارف بھی اسی نور کے ذریعہ ہوگا ۔ پس کہا جائیگا : یہ لوگ اللہ کی محبت میں فناء فی اللہ ہوگئے ہیں "

روایت کی گئی ہے کہ پروردگار عالم نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے کہا :

هل عملت لي عملاً ؟قال:صلّيت لک وصمت،وتصدّقت وذكرت لک،فقال الله تبارک وتعالیٰ:امّا الصلاة فلک برهان،والصوم جُنّة،والصدقة قدظلّ،والذكرنور،فاي عمل عملت لی؟قال موسیٰ:دلّنی علی العمل الذي هو

---

۱)بحار الانوار جلد ۷۴ ص ۳۹۸)

۲)بحار الانوار جلد ۷۴ ص ۳۹۹ ۔)

لک قال: یاموسیٰ،هل والیت لي وليّاوهل عادیت لي عدوّاًقطّ؟فعلم موسیٰ انّ افضل الاعمال الحبّ فی اللّٰه والبغض في اللّٰه [1]

"کیا تم نے میرے لئے کوئی عمل انجام دیا ہے ؟حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا :

میںنے تیرے لئے نماز پڑھی ہے، روزہ رکھا ہے ،صدقہ دیا ہے اور تجہ کو یاد کیا ہے پروردگار عالم نے فرمایا : نماز تمہارے لئے دلیل ہے ،روزہ سپر ہے صدقہ سایہ اور ذکر نور ہے پس تم نے میرے لئے کونسا عمل انجام دیا ہے ؟حضرت موسیٰ نے عرض کیا : ہر وہ چیز جس پر عمل کا اطلاق ہوتا ہے وہ تیرے لئے ہے خداوندعالم نے فرمایا : کیا تم نے کسی کو میرے لئے ولی بنایا اور کیا تم نے کسی کو میرا دشمن بنایا ہرگز؟تو موسیٰ کو یہ معلوم ہوگیا کہ سب سے افضل عمل اللہ کی محبت اور بغض میں فنا ہوجانا ہے"

حدیث بہت دقیق ہے نماز کے لئے امکان ہے کہ انسان اسکو اللہ کی محبت کے عنوان سے پیش کرے یا ممکن ہے نماز کو اپنے لئے جنت میں دلیل کے عنوان سے پیش کرے ۔روزہ کو ممکن ہے انسان اللہ کی محبت کے لئے مقدم کرے اور ممکن ہے اسکو اپنے لئے جہنم کی آگ سے سپر قرار دے لیکن اولیاء اللہ کی محبت اور اللہ کے دشمنوں سے برائت اللہ کی محبت کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے ۔

محبت کا پہلا سرچشمہ

ہم اللہ کی محبت کے لئے کہاں سے سیراب ہوں؟ہماری اس بحث میں یہ سوال بہت اہم ہے ۔جب ہم اللہ کی محبت کی قیمت سے متعارف ہوگئے تو ہمارے لئے اس چیز سے متعارف ہونا بھی ضروری ہے کہ ہم اس محبت کو کہاں سے اخذ کریں اور اسکا سرچشمہ و منبع کیا ہے ؟

اس سوال کا مجمل جواب یہ ہے کہ اس محبت کا سرچشمہ ابتدا و انتہاء اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ اس مجمل جواب کی تفصیل بیان کرنا ضروری ہے اور تفصیل یہ ہے :

---

۱) بحارالانوار جلد ۶۹ ص ۲۵۳ ۔)

۱۔ اللہ اپنے بندوں کو دوست رکھتا ہے

بیشک اللہ اپنے بندوں کو دوست رکھتا ہے ، ان کو رزق دیتا ہے ، ان کو کپڑا پہناتا ہے ، ان کو بے انتہا مال ودولت عطا کرتا ہے ، ان کو معاف کرتا ہے ، ان کی توبہ قبول کرتا ہے ، ان کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے ، ان کو توفیق عطا کرتا ہے ، ان کو اپنے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے ، ان کو اپنی رعایا کا ولی بناتا ہے اور ان پر فضیلت دیتا ہے ، ان سے برائی اور شر کو دور کرتا ہے یہ سب محبت کی نشانیاں ہیں ۔

۲۔ ان کو اپنی محبت و الفت عطا کرتا ہے

اللہ کی بندوں کے لئے یہ محبت ہے کہ وہ ان (بندوں) سے محبت کرتا ہے اور ان کو اپنی محبت کا رزق عطا کرتا ہے ۔ محبت کا یہ حکم بڑا عجیب و غریب ہے بیشک محبت کا دینے والا وہ خدا ہے جو اپنے بندوں سے محبت سے ملاقات کرتا ہے ان کو جذبہ عطا کرتا ہے پھر اس جذبہ کے ذریعہ ان کو مجذوب کرتا ہے ۔ ہم یہ مشاہدہ کر چکے ہیں کہ ماثورہ روایات اور دعاؤں میں اس مطلب کی طرف متعدد مرتبہ ارشارہ کیا گیا ہے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بارہوےں مناجات میں فرماتے ہیں :

اِ هٰلِي فَاجعَْلنْاَمِنَ الَّذِينَْ تَرَسَّخَت اَشجَْاَرُالشَّوقِْ اِلَيکَْ فِي حَدَائِقِ صُدُورِْهِم وَاَخَذَت لَوعَْتُ مُحَبَّتِکَ بِمَجَامِعِ قُلُوبِْهِم "خدایا ! ہمیں ان لوگوں میں قرار دے جن کے دلوں کے باغات میںتیرے شوق کے درخت راسخ ہو گئے ہیں اور تیری محبت کے سوز وگداز نے جن کے دلوں پر قبضہ کر لیا ہے "

ہم اس دعا کی پہلے شرح بیان کر چکے ہیں ۔

چودھویں مناجات میں آیا ہے : اَسالُکَ اَن تجعَْلَ علَينَْاَواقِيَةً تُنجِْينَْاَ مِنَ الهْلَکَاتِ ،وَتُجَنِّبُنَامِنَ الآْفَاتِ ،وَ تُکِنُّنَامِن دَواهِي المُْصِيبَاتِ ،وَاَن تُنزِْلَ عَلَي اَمِن سَکِينَتِکَ ،وَاَن تُغَشِّيَ وُجُوهَ اَنبِاَن اَورِمَحَبَّتِکَ ،وَاَن تُووِيَ اَنا لَي شَدِيدِرُکنِْکَ ،وَاَن تَحوِْيَ اَنفَي اَکنَْافِ عِصمَْتِکَ ،بِرَافَتِکَ وَرَحمَْتِکَ يَااَرحَْمَ الرَّاحِمِينَْ

" ہمارے لئے وہ تحفظ قرار دے دے جو ہمیں ہلاکتوں سے بچا لے اور آفتوں سے محفوظ کر کے مصیبتوں سے اپنی پناہ یسر کہے۔ ہم پر اپنا سکون نازل کردے اور ہمارے چہروپر اپنی محبت کی تابانیوں کا غلبہ کردے۔ ہم کو اپنے مستحکم رکن کی پناہ میں لے لے اور ہم کو اپنی مہربانیوںکی عصمت کے زیرسایہ محفوظ بنادے" پندرھویں مناجات (زاہدین) میں آیا ہے :

اِ ھٰلِي فَزَھِّد اُنفي ھٰاوَسَلِّم اُنفي ھٰا،وَ سَلِّم اُنمِن ھٰابِتَوفیْقِکَ وَ عِصمْ◌َتِکَ،وَانْزِع عَناٰجَّ لاٰبیبَ مُ خاٰلَفتِکَ،وَتَولَّ اُمُورَ اٰن بِحُسنْ◌ِ کِ اٰ فیَتِکَ،وَاَجمْ◌ِل صِ اٰلتِ اٰنمِن فَیضْ◌ِ مَ اٰوھِبِکَ،وَاَغرْ◌ِسفْ◌ِي اَفیٔ◌ِدَتِ اٰناٰش جٰاْرَمَحَبَّتِکَ وَاَتمْ◌ِم لَ اٰناٰن اُٰورَمَعرْ◌ِفَتِکَ،وَاَذِق اُٰنحَ اٰلوَةَعَفوْ◌ِکَ وَلَذَّةَمَغفْ◌ِرَتِکَ،وَاَقرْ◌ِراْ◌َعيْ◌ُنَ اٰنیَومْ◌َ لِ اٰ قئِکَ بِرُویَتِکَ،وَاَخرْ◌ِج حُبَّ الدُّٰن اٰیمِن قُلوُبِ اٰنکَ ماٰفَعَلتْ◌َ بِالصاٰلِحّینَ مِن صَفوْ◌َتِکَ،وَالاْ◌َب اُٰررِمن خاٰصَّتِکَ بِرَحمْ◌َتِکَ اٰیاَرحْ◌َمَ الراٰحِّمینَ

"خدایا ہم کو اس دنیامیں زہد عطا فرما اور اس کے شر سے محفوظ فرما اپنی توفیق اور عصمت کے ذریعہ ہم سے اپنی مخالفت کے لباس اتروادے اور ہمارے امور کا تو ہی ذمہ دار بن کر ان کی بہترین کفایت فرما اپنی وسیع رحمت سے مزید عطا فرما اور اپنے بہترین عطایا سے ہمارے ساتہ اچھے اچھے برتاو کرنا اور ہمارے دلوں میں اشجار محبت بڑہا دے اور ہمارے لئے انوار معرفت کو مکمل کردے اور ہمیں اپنی معافی کی حلاوت عطا فرمااور ہمیں مغفرت کی لذت سے آشنا بنا دے ہماری آنکھوں کو روز قیامت اپنے دیدار سے ٹھنڈاکر دےنا اور ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت نکال دےنا جیسے تونے اپنے نیک اور منتخب اورتمام مخلوقات میں نیک کردار لوگوں کے ساتہ سلوک کیا ہے اور اپنی رحمت کے سہارے اے ارحم الراحمین" آخر میں ہم اس مطلب کی تکمیل کے لئے سید ابن طاوٴس کی نقل کی ہوئی روز عرفہ پڑھی جانے والی امام حسین علیہ السلام کی دعا نقل کررہے ہیں :

كيف يستدل عليك بماهو فى وجوده مفتقر اليک اَيَكُوْنُ لِغَيْرِکَ مِنَ الظُّهُورِ◌مَالَيسَ◌ لَکَ حَتى يَكُونَ◌
هُوَالْمُ◌ظهِرَ◌لَکَ مَتىٰ غِبتَ◌ حَتّىٰ تَحتَ◌اجَ اِلىٰ دَلِيلٍ◌ يَدُلُّ عَلَيکَ◌ وَمَتىٰ بَعُدَت حتى تَكُونَ◌
الآثَارُهِيِ الَّتِى تُوصِ◌لُ اِلَيکَ◌ عَمِيَت عَينٌ◌ لاتَرَاکَ عَلَيهَ◌ارَقِيبًاوَخَسِرَت صَفقَ◌تُهُ عَبدٍ◌ لَم تَجعَ◌ل لَّهُ مِن حُبِّکَ
نَصِيبًا فَاهدِ◌نِى بِنُورِ◌کَ اِلَيکَ◌،وَاَقِمنِ◌ى بِصِدقِ◌ العُ◌بُودِ◌يَّةِ بَينَ◌ يَدَيکَ◌ وَصُنِّى بِسِترِ◌کَ
المَ◌صُونِ◌ وَاسلُ◌ک بِى مَسلَ◌کَ اَهلَ◌ الجَ◌ذبِ◌،اِ هٰلِى اَغنِ◌نِى بِتَدبِ◌يرِ◌کَ لِى عَن
تَدبِ◌يرِ◌ى،وَبِاختِ◌يَارِکَ عَن اِختِ◌يَارِى وَاَوقِ◌فنِ◌ى عَن مَرَاكِزِ اِضطِ◌رَارِى انتَ◌ الَّذِى اَشرَ◌قتَ
الاَ◌نوَ◌ارَ فِى قُلُوبِ◌ اولِ◌يَائِکَ حَتىّٰ عَرَفُوکَ◌ وَوَحَّدُوکَ◌ وَانتَ◌ الَّذِى ازلتَ◌ الاَ◌غيَ◌ارَعَن قُلُوبِ◌
اَحِبَّائِکَ حَتّىٰ لَم يُحِبُّواسِوَاکَ وَلَم يَلجَ◌وااِلىٰ غَيرِ◌کَ اَنتَ◌ المُ◌ونِ◌سُ لَهُم حَيثُ◌ اَوحَ◌شتَ◌هُمُ العَ◌وَالِمُ
وَانتَ◌ الَّذِى هَدَيتَ◌هُم حَيثُ◌ اِستَ◌بَانَت لَهُمُ المَ◌عَالِمُ مَاذَاوَجَدَمَن فَقَدَکَ ؟وَمَاالَّذِى فَقَدَ مَن وَجَدَکَ ؟لَقَد
خَابَ مَن رَضِىَ دُونَ◌کَ بَدَلاً،وَلَقَدخَ◌سِرَمَن بَغىٰ عَنکَ◌ مُتَحَوِّلاً كَيفَ◌ يُرجىٰ سِوَاکَ وَانتَ◌ مَاقَطَعتَ◌
الاِ◌حسَ◌انَ؟وَكَيفَ◌ يُطلَ◌بُ مِن غَيرِ◌کَ وَانتَ◌ مَابَدَّلتَ◌ عَادَةَ الاِ◌متِ◌نَانِ ؟يَامَن اَذَاقَ اَحِبَّائَهُ حَلَاوَةَ
المُ◌وَانَسَةَ فَقَامُوابَينَ◌ يَدَيهِ◌ مُتَمَلِّقِينَ◌ وَيَامَن اَلبَ◌سَ اولِ◌يَائَهُ مَلَبَسَ هَيبَ◌تِهِ فَقَامُوابَينَ◌ يَدَيهِ◌
مُستَ◌غفِ◌رِينَ◌ اِ هٰلِى اَطلُ◌بنِ◌ى بِرَحمَ◌تِکَ حَتّىٰ اَصِلَ اِلَيکَ◌،وَاجذُ◌بنِ◌ى بِمَنِّکَ حَتّىٰ
اَقبَ◌لَ عَلَيکَ◌ (١)

---

١)بحارالانوارج ٩٨ ص ٢٢٦ ـ)

"میں ان چیزوںکو کس طرح راہنما بناو ںجو خود ہی اپنے جود میںتیری محتاج ہیں کیا تیرے کسی شی کو تجھ سے بھی زیادہ ظہور حاصل ہے کہ وہ دلیل بن کر تجھ کو ظاہر کرسکے تو کب ہم سے غائب رہا ہے کہ تیرے لے کسی دلیل اور راہنمائی کی ضرورت ہو ، اور کب ہم سے دور رہا ہے کہ آثار تیری بارگاہ تک پہنچا نے کا ذریعہ بنیں وہ آنکھیں اندھی ہیں جو تجھے اپنا نگراں نہیںسمجھ رہی ہیں اور وہ بندہ اپنے معاملات حیات میں سخت خسارہ میں ہے جسے تیری محبت کا کوئی حصہ نہیں ملا ۔۔۔تو اپنی طرف اپنے نور سے میری ہدایت فرما، اور مجھ کو اپنی سچی بندگی کے ساتھ اپنی بارگاہ میںحاضری کی سعادت کرامت فرما ۔۔۔اور اپنے محفوظ پردوں سے میری حفاظت فرما ۔۔۔اور جذب و کشش رکھنے والوں کے مسلک پر چلنے کی توفیق عطا فرما اپنی تدبیر کے ذریعہ مجھے میری تدبیر سے بے نیاز کردے اور اپنے اختیار کے ذریعہ میرے اختیار اور انتخاب سے مستغنی بنا دے

اور اضطرار واضطراب کے مواقع کی اطلاع اور آگاہی عطافرما۔۔۔تو ہی وہ ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں میں انوار الوہیت کی روشنی پیدا کر دی تو وہ تجھے پہچان گئے اور تیری وحدانیت کا اقرار کرنے لگے اور توہی وہ ہے جس نے اپنے محبوں کے دلوں سے اغیار کو نکال کرباہر کردیا تو اب تیرے علا وہ کسی کے چاہنے والے نہیں ہیں، اور کسی کی پناہ نہیں مانگتے تو نے اس وقت ان کا سمان فراہم کیا جب سارے عالم سبب وحشت بنے ہوئے تھے اور تو نے ان کی اس طرح ہدایت کی کہ سارے راستے روشن ہو گئے پروردگار جس نے تجھ کو کھو دیا اس نے کیا پایا؟ اور جس نے تجھ کو پالیا اس نے کیا کھویا؟ جو تیرے بدل پر راضی ہوگیا وہ نامراد ہوگیا، اور جس نے تجھ سے رو گردانی کی وہ گھاٹے میں رہا، تیرے علاوہ غیر سے امید کیوں کی جائے جبکہ تو نے احسان کا سلسلہ روکا نہیں اور تیرے علاوہ دوسرے سے مانگا ہی کیوں جائے جبکہ تیرے فضل و کرم کی عادت میں فرق نہیں ایا ہے وہ پروردگار جس نے اپنے دوستوں کو انس و محبت کی حلاوت کا مزہ چکھا دیا ہے تو اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے کھڑے ہوئے ہیں اور اپنے اولیاء کو ہیبت کا لباس پہنا دیا ہے تو اس کے سامنے استغفار کرنے کے لئے استادہ ہیں۔۔۔میرے معبود مجھ کو اپنی رحمت سے طلب کر لے تا کہ میں تیری بارگاہ تک پہونچ جاؤں اور مجھے اپنے احسان کے سہارے اپنی طرف کھینچ لے تا کہ میں تیری طرف متوجہ ہوجاؤں "

۳۔بندوں سے خداوندعالم کا اظہاردوستی

خداوندعالم اپنے بندوں سے دوستی کا اظہار کرتا ہے اور بندوں کو اپنی ذات سے محبت کرانے کے لئے نعمتوں سے مالامال کردیتا ہے بیشک پروردگار عالم دلوں پر نعمت اس لئے نازل کرتا ہے کہ خداوندعالم نے جن پر نعمت نازل کی ہے وہ اللہ کو دوست رکھیں ۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے دعائے سحر میں آیا ہے : تَتَحَبَّبُ اِلَیْنَا بِالنِّعَمِ وَنُعَارِضُکَ بِالذُّنُوبِ خَیْرُکَ اِلَیْنَا نَازِلٌ وَشَرُّنَا اِلَیْکَ صَاعِدٌ وَلَمْ یَزَل وَلَایَزَالُ مَلَکٌ کَرِیْمٌ یَاتِیْکَ عَنَّابِعَمَلٍ قَبِیحٍ فَلَا یَمْنَعُکَ ذٰلِکَ مِن اَن تَحُوطَنَا بِرَحْمَتِکَ وَتَتَفَضَّلَ عَلَیْنَا بِآلَائِکَ فَسُبحَانَکَ مَااَحْلَمَکَ وَاَعظَمَکَ وَاَکْرَمَکَ مُبْدِئاًوَمُعِیدًا

(۱)

"تو نعمتیں دے کرہم سے محبت کرتا ہے اور ہم گناہ کر کے اس کا مقابلہ کرتے ہیں تیرا خیربرابر ہماری طرف آرہا ہے اور ہمارا شربرابر تیری طرف جارہا ہے فرشتہ برابر تیری بارگاہ میں ہماری بد اعمالیوں کادفتر لے کر حاضر ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود تیری نعمتوں میںکمی نہیں اتی اورتو برابر فضل و کرم کر رہاہے تو پاک پاکیزہ ہے تو تجہ جیسا حلیم عظیم اور کریم کون ہے ابتدا اور انتہا میں تیرے نام پاکیزہ ہیں"

اللہ کا اپنے بندے پر نعمت فضل ،بھلائی عفواور ستر (عیب پوشی)نازل کرنے اور بندہ کی طرف سے اللہ کی طرف سے جوبرائی اور شر صعود کرتا ہے ان دونوںکے درمیان مقائسہ سے اس بات

---

۱)بحارالانوار جلد ۹۸ صفحہ ۸۵۔)

کا پتہ چلتا ہے کہ بندہ اپنے مولا سے شرمندہ ہے، وہ اللہ کی طرف سے اس محبت اوردوستی کا روگردانی اور دشمنی کے ذریعہ جواب دیتا ہے ۔ انسان کتنا شقی اور بد بخت ہے کہ اللہ کی محبت اوردوستی کا جواب ردگردانی اور دشمنی سے دیتا ہے ۔

امام زمانہ حضرت حجۃعلیہ السلام کے دعاء افتتاح میں ان کلمات کے سلسلہ میں غورو فکر کریں

اِنَّکَ تدعُونِی فاوَلِّي عنکَ وَتتحبَّبُ اِلَيَّ فاتبغَّضُ اِلیکَ،وَتتودَّدُاِلَيَّ فلااَقبَلُ مِنکَ،کانَّ لِیَ التَّطوُّلَ عَلَیکَ،فلَم یمنَعُکَ لٰذِکَ مِنَ الرَّحمَةِلِي وَ الاِحسانِ اِلَيَّ وَالتُّفضُّلِ عليَّ (۱)

"اے پروردگار بیشک تو نے مجھ کو دعوت دی اور میں نے تجھ سے روگردانی کی اور تو نے محبت کی اور میں نے تجھ سے بغض و عناد رکھا اور تو میرے ساتھ دوستی کرتا ہے تو میں اس کو قبول نہیں کرتا ہوں گویا کہ میرا تیرے اوپر حق ہے اور اس کے باوجود اس نے تجھ کو میرے اوپر احسان کرنے اور فضل کرنے سے نہیں روکا"

خیرک الینانازل وشَرُّنَااِلَیکَ صَاعِدٌ (۲)

"تیراخیر برابر ہماری طرف آرہا ہے اور ہمارا شر برابر تیری طرف جارہا ہے"

---

۱)مفاتیح الجنان دعائے افتتاح ۔)

۲)بحارالانوار جلد ۱۸ صفحہ ۸۵ ۔)

اہل بیت علیہم السلام کی میراث میں دعاؤں کے مصادر

ہمارے پاس ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی احادیث میں مناجات اور دعاؤں کا صاف شفاّف اور طیب و طاہر دولت کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے ۔

اصحاب ائمہ علیہم السلام اور تدوین حدیث کا اہتمام

ائمہ علیہم السلام اپنے اصحاب سے دعاؤں کے سلسلہ میں جو کچھ وصیت فرماتے تھے تو وہ ان کو لکھنے کے بڑے پابند تھے ۔

سید رضی الدین علی بن طاوؤس نے کتاب مہج الدعوات میں امام موسیٰ بن جعفر سے منسوب دعا ئے جوشن صغیر کو نقل کرتے وقت یہ تحریر کیاہے کہ امام کاظم علیہ السلام کے صحابی ابو وصاح محمدبن عبداللہ بن زید النہشلی نے اپنے والد بزگوار عبداللہ بن زید سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن زید کا کہنا ہے کہ ابوالحسن کاظم کے اہل بیت علیہم السلام اور ان کے شیعوں کی ایک خاص جماعت تھی جو مجلس میں اپنے ساتھ غلاف میں بڑی نرم و نازک آبنوس کی تختیاں لیکرحاضرہو اکر تے تھے جب بھی آپ اپنی زبان اقدس سے کوئی کلمہ ادا فرما تے تھے یا کوئی فتویٰ صادر فرما تے تھے تو وہ قوم جو کچھ سنا کرتی تھی اس کو لکھ لیا کرتی تھی۔اسی بنیادپر عبداللہ نے کہا کہ ہم نے آپ کو دعا میں یہ فرماتے سناہے اور اس

---

(۱) مہج الدعوات مولف سید رضی الدین علی بن طاؤس ۔

سلسلہ میں مشہور و معروف دعا "جوشن صغیر" موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ذکر فرمائی ہے۔

حدیث کے سلسلہ میں (اصول اربعماۃ) چارسو اصول

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب نے آپ کی احادیث کی تدوین چارسو کتابوں میں کی ہے جو اصول اربعمات کے نام سے مشہور ہوئیں۔ شیخ امین الاسلام طبرسی (متوفی ۵۴۸ ہ) نے اعلام الوریٰ میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ کے چارہزار اہل علم شاگرد مشہور تھے اور آپ نے ان کے جوابات میں مسائل کے سلسلہ میں چارسو کتابیں تحریر کیں جن کو اصول اربعماۃ کہا جاتاہے اور اصحاب اصول کا طریقہ کار ائمہ علیہم السلام سے سنی جانے والی تمام چیزوں کو لکھنا اور تدوین کرنا تھا۔

شیخ بہائی کتاب الشمسین میں تحریر کرتے ہیں: "ہمارے بزرگان سے یہ بات ہم تک پہنچی ہے کہ اصحاب اصول کی یہ عادت تھی کہ وہ جب بھی کسی امام سے کوئی حدیث سنتے تھے تو وہ اس حدیث کو اپنے اصول میں درج کرنے کے لئے سبقت کرتے تھے کہ ہم کہیں دنوں کے گذرنے کے ساتھ ساتھ اس پوری حدیث یا بعض حصہ کو فراموش نہ کردیں "اس لئے یہ اصول اصحاب کی طرف سے مورد وثوق تھے جب وہ ان سے کوئی روایت نقل کرتے تھے تو اس کے صحیح ہونے کا حکم لگاتے تھے اور اس پر اعتماد کرتے تھے ۔

جناب محقق داماداصول اربعمات نقل کرنے کے بعد انتیسویں نمبرپر ذکر کرتے ہیں: یہ بات جان لینی چاہئے کہ معتمد اصول مصححہ کو اخذ کرنا روایت کو صحیح قرار دینے کا ایک رکن ہے"۔

ائمہ علیہم السلام کے اصحاب کی بڑی تعداد نے اصول کی کتابت کے سلسلہ میں کہا ہے کہ ان اصول کا پورا کرنا اور ان اصول سے مکمل طورپر استفادہ کرنا ممکن نہیں ہے جناب شیخ طوسی اپنی کتاب فہرست کی ابتدا میں تحریر فرماتے ہیں:

ہم ان اصول کے مکمل ہونے کی ضمانت نہیں لے سکتے چونکہ ہمارے اصحاب کی تصانیف اور ان کے اصول اکثر شہروں میں منتشر ہونے کی وجہ سے صحیح طورپر ضبط نہ ہوسکے لیکن ہاں کتاب الذریعہ میں آقائے بزرگ طہرانی کے قول کے مطابق ان کی تعداد چارسو سے کم نہیں ہے۔

محقق داماداپنے مذکورہ تلخیص نمبرمیں تحریر کرتے ہیں: یہ مشہور ہے کہ اصول اربعمات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگردوں کے ذریعہ تحریر کئے گئے ہیں جبکہ ان کے جلسوں میں شریک ہونے اور ان سے روایت نقل کرنے والے راویوں کی تعداد تقریباً چار ہزار ہے اور ان کی کتابیں اور تصنیفات بہت زیادہ ہیں لیکن ان میں سے قابل اعتماد یہی چار سو اصول ہیں "

میراث اہل بیت علیہم السلام اور طغرل بیگ کی آتش زنی

اہل بیت علیہم السلام کی میراث میں سے یہ اصول متعدد طائفوں کے پاس تھے ان ہی میں سے دعاؤں کی کتابیں بھی تھیں جو کتابوں کے اس مخزن کے جلنے کی وجہ سے تلف ہو گئیں تھیں جس کو وزیر ابو نصر سابور بن اردشیر (شیعہ وزیر جس کو بہاء الدولہ نے وزارت دی تھی)نے وقف کیا تھا یہ اس دور میں کتابوں کا سب سے بڑا مخزن شمار کیا جاتا تھا۔یاقوت حموی نے معجم البلدان جلد ۲ صفحہ/ ۳۴۲ پر مادہ بین سورین میں کہا ہے کہ: بیشك بین السورین کرخ بغداد میں آبادی کے لحاظ سے سب سے اچھا محلہ تھا "اس میں کتابوں کا مخزن تھا جس کو ابو نصر سابور بن اردشیر وزیرکو بہاء الدولہ بویہی کے وزیر نے وقف کیا تھا ،دنیا میں اس سے اچھی کتابیں کہیں نہیں تھیں تمام کتابےں معتبر ائمہ اور ان کے محرز اصول کے تحت تحریر کی گئی تھیں جب محلہ کرخ کو جلایا گیا تو اس میںیہ تمام کتابیں جل کر راکھ ہو گئیں اورانہیں کتابوں میں جن کو طغرل بیگ نے جلایا اہل بیت علیہم السلام سے ماثورہ دعاؤں کی کتابیں بھی تھیں۔

محقق،طہرانی کتاب یا قوت میں، حموی کے کلام کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:" ہم کو اس بات کا گمان ہے کہ بغداد کے محلہ کرخ میں شیعوں کے لئے وقف کی گئی اس لائبریری کی کچھ کتابیں وہی دعائی اصول ہیں جن کو ائمہ کے قدیم اصحاب نے ائمہ سے نقل کیا ہے اور بزرگان رجال نے ان سے ہر ایک کی سوانح عمری میں صاف صاف کہا ہے کہ یہ کتابیں انہیں کی ہیں اس کو کتاب ادعیہ بھی کہا ہے نیز اس کتاب کے اس کے مولف سے نقل کرنے کی روش کو بھی ذکر کیا (ہے "[۱]

اہل بیت علیہم السلام کی محفوظ رہ جانے والی میراث

ان اصول کی کچھ کتابیں شیخ الطائفہ، شیخ ابو جعفر طوسی کی کتاب "التہذیب" اور الاستبصار مولف کے پاس تہیں۔اس وقت بغداد میں امہات اصول کے نام سے بہرے ہوئے دو کتاب خانہ تھے ان میں سے ایک کتابخانہ سابور تھا جس کے بانی شیعہ علماء تھے جو بغداد میں کرخ کی طرف بنایا گیا تھا اوردوسرا کتابخانہ ان کے استاد محترم شریف مرتضیٰ کا تھا جس میں اسّی ہزار کتابیں تہیں وہ کتابیں ابن ادریس حلی کے زمانہ تک باقی رہیں جن میں سے "مستطرفات السرائر" کا استخراج کیا گیا۔

دعاؤں کے کچہ مصادر کا تلف ہونے سے محفوظ رہنا

محقق بزرگ طہرانی کتاب الذریعہ میں تحریر کرتے ہیں: منجملہ دعائی اصول جو شاپور کتاب خانہ میں یا خاص عناوین کے تحت موجود تھے یاقوت حموی کی تشریح کے مطابق سب کے سب جل کر راکھ ہوگئے لیکن ان میں سے جو کچھ شخصی طورپر دوسروں کے پاس موجود تھے، وہ محفوظ رہ گئے ادعیہ، اذکار اور زیارتوں کے مطالب ہم تک اسی طرح پہنچے ہیں جس طرح ان اصول میں مندرج تھے چونکہ کتاب خانہ کے جلائے جانے سے چندسال پہلے متعدد علماء اعلام نے ادعیہ، اعمال اور زیارتوں کی کتابیں تالیف کی تہیں اور جوکچھ ان کتابوں میں دعاؤں کے اصول موجود تھے ان کو اخذ کرلیا تھا۔

ان اصول سے تالیف کی گئیں کتابیں کتاب خانہ کے جلائے جانے سے پہلے اسی طرح موجود تہیں اور آج بہی موجودہیں، جیسے کتاب دعا مولف شیخ کامل الزیارات۔مولف قولویہ متوفی ۳۶۰ ئہ ق، کتاب الدعا والمزار مولف شیخ صدوق متوفی ۳۸۱ ئہ، کتاب المزار مولف شیخ مفید متوفی ۴۱۲ ء قاورکتاب روضۃ العابدین مولف کراجکی متوفی ۴۴۹ ئہ ق۔ کلینی متوفی ۳۲۹ ئہ ق۔ کتاب

---

۱)الذریعہ جلد۸ صفحہ ۱۷۴ ۔)

کتاب مصباح المتہجد کے ذریعہ محفوظ رہنے والی دعائیں

وہ دعائیہ مصادر جو ان قدیمی اصول سے اخذ کئے گئے ہیں ان میں سے کتاب مصباح المتہجد ہے جو شیخ الطائفہ طوسی متوفی ۴۶۰ ئہ ق)کی تالیف ہے آپ نے ۴۰۸ ءہ ق میں عراق آنے کے بعد ان قدیم اصول کو اخذ کیا جو کتا بخانہ شاہ پور اور کتاب خانہ شریف مرتضی کے ماتحت موجود تھے آپ نے احادیث احکام کے سلسلہ میں تہذیب الاحکام اور استبصار تالیف کی اور دعا و اعمال کے متعلق مصباح المتہجد نام کی کتاب تحریر کی ہے اور اس میں ان ہی مقدار میں ان اصول کو تحریر کیا ہے جن کو عبّاد متہجدین سے آسانی سے اخذ کر سکیں۔

سید ابن طاؤوس تک پہنچنے والے دعاؤں کے کچھ مصادر

دعاؤں کے کچھ وہ مصادر جو ساتویں ہجری تک کرخ میں شاپور کتاب خانہ کے جل جانے سے بچ گئے اور وہ سید رضی الدین ابن طاؤوس متوفی ۶۶۴ ئہ ق کے ہاتھوں میں آئے۔

وہ اپنی کتاب کشف المحجہ جس کو اپنے فرزند کیلئے تالیف کیا تھا اسکی بیالیسیوں فصل میں اس طرح تحریر کرتے ہیں : خداوند بزرگ و تعالیٰ نے میرے سامنے تمہارے لئے متعدد کتابیں لکھنے کا موقع فراہم کیا ۔۔۔اور اللہ نے میرے لئے (" دعوات " کی ساٹھ جلدوں سے زیادہ جلدیں لکھنے کا موقع فراہم کیا ۔[1] جب سید ابن طاؤوس نے کتاب مہج الدعوات تحریر کی تو آپ کے پاس دعاؤں کی ستّر سے زیادہ کتابیں موجود تھیں۔

---

۱)کشف المحجہ ثمرۃالمھجہ مولف ابن طاؤوس۔)

آپ کتابِ مہج الدعوات کے آخر میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں: یہ میری زندگی کی آخری کتاب ہے۔۔۔

سید ابن طاؤوس اپنی زندگی کی آخری کتاب الیقین میں تحریر کرتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی کی اس آخری کتاب کو اس وقت تحریر کیا ہے جب میرے پاس (دعاؤں کی ستّر سے زیادہ کتابیں موجود تھیں۔[۱]

سید ابن طاؤوس کے پاس حدیث اور دعا کے پندرہ سو مصادر

جب سید نے دعا کے سلسلہ میں اپنی بڑی کتاب "اقبال" تحریر کی تو شہید کے اپنے مجموعہ میں جبعی کے نقل کے مطابق ان کے پاس ان کی اپنی پندرہ سو کتابےں موجود تھیں اور یہ ۶۵۰ ئہ ق کی بات ہے جب سید رضی الدین ابن طاؤوس کتاب اقبال لکھ کر فارغ ہوئے۔

شہید تحریر کرتے ہیں ۶۵۰ ئہ ق میں آپ کی ملکیت میں چھ سو پچاس (کتابیں تھیں۔[۲]

سید ابن طاؤوس کی ادعیہ اور اذکار کے سلسلہ میں پندرہ کتابےں سید ابن طاووس اپنی کتاب "فلاح السائل" میں تحریر کرتے ہیں کہ میں نے جب دعاوں کے سلسلہ میں اپنے جد شیخ ابو جعفر طوسی کی کتاب "المصباح الکبیر" پڑھی تو ہم کو اس میں بہت سے اہم مطالب نظر آئے جن کو شیخ طوسی نے اپنی کتاب میں ملحق نہیں فرمایا تھا لہذا ہم نے کتاب "المصباح الکبیر" پر پندرہ جلدوں میں "تتمات مصباح المتہجد و مہمات فی صلاح المتعبد" نامی کتاب مستدرک تحریر کی ہے۔وہ کتاب فلاح السائل کے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں:

ہم نے اللہ کی مدد سے چند جلد کتابیں مرتب و منظم کی ہیں جن کو اہم اور تتمہ کے عنوان سے شمار کیا جاتا ہے۔

---

۱)الذریعہ جلد ۲ص ۲۶۵۔)

۲)الذریعہ جلد ۲ص ۲۶۴۔۲۶۵۔)

پہلی جلد: جس کا نام "فلاح السائل" ہے جو رات اور دن کے اعمال کے سلسلہ میں ہے اور اس کی دو جلدیں ہیں۔

تیسری جلد: اس کتاب کا نام "زهرة الربیع فی ادعیة الاسابیع"۔

چوتھی جلد: اس کتاب کا نام جمال الاسبوع بکمال العمل المشروع"۔

پانچویں جلد: اس کتاب کا نام "الدروع الواقیة من الاخطار"۔

چھٹی جلد: اس کتاب کا نام "المضمار للسباق واللحاق"۔

ساتویں جلد: اس کتاب کا نام "السالک المحتاج الیٰ معرفة مناسک الحجاج"۔

آٹھویں اور نویں جلد: ان دونوں کتابوں کا نام "الاقبال بالاعمال الحسنة فیما نذکره مما یعمل میقاتا واحداً کل سنة"۔

دسویں جلد: اس کتاب کا نام السعادات بالعبادات التی لیس لها وقت محتوم و معلوم فی الروایات بل وقتها بحسب الحادثات المقتضیة والادوات المتعلقة بها جب ہم اللہ کے فضل وکرم سے ان کتابوں کو لکھ کر فارغ ہوئے تو ہم کو محسوس ہوا کہ ہم سے پہلے اس طرح کے علوم سے پُر کتابیں کسی نے نہیں لکھیں اور یہ انسان کی ضروریات میں سے ہے کہ انسان مرنے سے پہلے جزا کے طور پر اپنی عبادات کو قبول کرانے اور قیامت میں سرخرو ہونے کی استعداد کا ارادہ رکھتا ہے:

پہلا حصہ: "فلاح السائل ونجاح السائل فی عمل یوم و لیلة"۔ دوسرا حصہ: "زهرة الربیع فی ادعیة الاسابیع"۔

تیسرا حصہ: کتاب الرجوع فی زیارات وزیادات صلوات ودعوات الاسبوع فی اللیل والنهار۔

چوتھا حصہ: "الاقبال" وہ اعمال حسنة جن کو انسان ہر سال میں ایک مرتبہ انجام دیتا ہے۔

پانچواں حصہ :"اسرار الصلوات وانوار الدعوات " اگر پروردگار نے مجھے اس کی تالیف کی مہلت دی تو میں اس کو پوری زندگی میں محفوظ رکھوں گا مگر یہ کہ خداوند عالم ایسے شخص کو اذن دے جس کو میری وفات سے قبل اس میں تصرف (کرنے کا حق حاصل ہو "(۱)

سید ابن طاووس سے متاخر دعاؤں کے مصادر

آقا بزرگ محقق تہرانی تحریر کرتے ہیں :پھر علماء نے سیدبن طاووس کی مدون کتابوں میں ان ادعیہ و اذکار کا اضافہ کیا جو ائمہ علیہم السلام سے منسوب تھے اور جو پرانی دعاؤں کی کتابوں میں درج تھے اور وہ کتابیں سید ابن طاووس کے پاس موجود نہیں تھیں اور وہ جلنے ،غرق ہونے، زمیں بوس ہونے اور دیمک کے کھانے سے محفوظ رہ گئیں تھیں یہاں تک کہ وہ ہم تک پہونچیں ،تو ہم نے ان دعاؤں کو ان کی دعا کی کتابوں میں درج کردیا ۔

ان افراد میں سے شیخ سعید محمد بن مکی ہیں جو ۷۸۶ ئہ میں شہید ہوئے ؛

شیخ جمال السالکین موجودہ کتاب "المزار "کے مولف ہیں، ابو العباس احمد بن فہد حلی مولف کتاب "عدۃ الداعی "اور کتاب "التحصین فی صفات العارفین "متوفی ۸۴۱ ئہ ۔

شیخ تقی الدین ابراہیم الکفعمیمتوفیٰ ۹۰۵ ئہ ،انہوں نے کتاب "جنۃ الامان الواقیہ "، "بلد الامین "،محاسبۃ النفس اور ائمہ علیہم السلام سے دوسری تمام ماثورہ دعائیں اور اذکار تحریر کئے ہیں انہوں کتاب "الجنۃ "کے شروع میں یہ تحریر کیا ہے کہ یہ کتاب معتمد اور صحیح السند کتابوں سے اخذ شدہ مطالب سے تحریر کی گئی ہے اور کتاب "الجنۃ "اور "البلد "کے دوسو سے زیادہ مصادر شمار

---

۱)فلاح السائل صفحہ /۷ - ۹ طبع ۱۳۷۲ ئہ شمسی ۔)

کئے ہیں اور ان میں اصل متن کتاب کو بھی نقل کیا ہے اور ان میں اکثر دعاوں کی قدیم کتابیں ہیں:

جیسے کتاب "روضۃ العابدین "مولف کراجکی، متوفیٰ ۴۴۹ ئہ۔

کتاب "مفتاح الفلاح مولف شیخ بہائی متوفیٰ ۱۰۳۱ ئہ۔

کتاب "خلاصۃ الاذکار مولف محدث فیض کا شانی متوفیٰ ۱۰۹۱ ئہ۔

اور علامہ مجلسی متوفیٰ ۱۱۱۱ ئہ۔انہوں نے عربی زبان میں بحار الانوار

تحریر کی ہے اور "زاد المعاد"، "تحفۃ الزائر"،مقباح المصابیح"، ربیع الاسابیع "اور (مفاتح الغیب "فارسی زبان میںتحریر کی ہیں۔ [1]

---

۱)الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جلد ۸/ ۱۷۹ - ۱۸۰)

دعا اور قضا و قدر

دعا اور قضاء و قدر خدا وند عالم نے ہر چیز کے لئے قضا و قدر قرار دیا ہے اور انسان ان دونوں سے کسی صورت میں نہیں بچ سکتا ہے وہ خدا وند عالم کا حتمی و یقینی ارادہ ہے تو دعا کے موقع پر انسان کیا کرے ؟

کیا جس چیز سے مشیت الٰہی اور اس کا علم یقینی طور پر متعلق ہو گیا ہو کیا دعا اس کو بدل سکتی ہے ؟

اور جب دعا میں اتنا اثر ہے کہ وہ قضا و قدر الٰہی میں رد و بدل کر سکتی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟

اس سوال کے جواب کے لئے قضا و قدر کی بحث کا چھیڑنا لازم و ضروری ہے ۔۔۔اگرچہ ہم اس بحث کو چھیڑنے سے دعا کی بحث سے دور ہو کر فلسفہ کی بحث میں داخل ہو جائیں گے لہٰذا ہم اپنی ضرورت کے مطابق اس سوال سے متعلق بحث کو مختصر طور پر بیان کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں ۔

تاریخ اور کائنات میں قانون علیت

تاریخ اور کائنات کی حرکت کے مطابق یقینی اور عام طور پر بغیر کسی استثناء کے قانون علیت جاری و ساری ہے ۔

﴿لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ یَخْلُقُ مَایَشَاءُ ﴾ [۱]

---

۱)سورۂ شوریٰ آیت/ ۴۹ ۔)

"بیشک آسمان و زمین کا اختیار صرف اللہ کے ہاتھوں میں ہے وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے '

﴿اِنَّ اللہ یَفعْلُ مَایُرِیدْ ﴾ (۱)

"اللہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے "

﴿اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِمَایُرِیدْ ﴾ (۲)

"بیشک تمہارا پروردگار جو بھی چاہے کر سکتا ہے "

﴿اِنَّماقَولْنَالِشَیءٍ اِذَااَرَدنْاہُ اَن نَقُولْ لَہُ کُن فَیَکُونْ ﴾ (۳)

"ہم جس چیز کا ارادہ کرلیتے ہیں اس سے فقط اتنا کہتے ہیں کہ ہو جا پھر وہ ہو جاتی ہے "

﴿وَلَوشْاءَ ال لُ ھُ لَذَھَبَ بِسَمعْھِم وَاَبصْارِھِم ﴾ (۴)

"خدا چاہے تو ان کی سماعت و بصارت کو بھی ختم کر سکتا ہے "﴿وَال لُ ھُ یَختْصُّ بِرَحمْتِہِ مَن یَّشَا ءُ ﴾ (۵)

"اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص کر لیتا ہے "

﴿یَرزْقُ مَن یَّشَاءُ بِغَیرِْ حِسَابٍ ﴾ (۶)

"وہ جسے چاہتا ہے رزق بے حساب عطا کر دیتا ہے "

---

۱)سورئہ حج آیت/ ۱۴۔)

۲)سورئہ ھود آیت/ ۱۰۷۔)

۳)سورئہ نحل آیت/ ۴۰۔)

۴)سورئہ بقرہ آیت/ ۲۰۔)

۵)سورئہ بقرہ آیت/ ۱۰۵۔)

۶)سورئہ آل عمران آیت/ ۳۷۔)

﴿وَاللّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ﴾ (۱)

"اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک دیدیتا ہے"

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ (۲)

"پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ خدا تو صاحب اقتدار ہے جس کو چاہتا ہے اقتدار دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے سلب کرلیتا ہے ۔جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے سارا خیر تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہی ہر شی پر قادر ہے"

﴿إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ بِآخَرِينَ ﴾ (۳)

"وہ چاہے تو سب کو اٹھا لے جائے اور دوسرے لوگوں کو لے آئے" یہ آیات اور ان آیات کے مانند آیات قرآن کریم میں بہت زیادہ موجودہیں اور ان آیات سے یہ صاف طورپر واضح ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کائنات پر سلطان مطلق ہے اس کی کوئی حد و حدود نہیں ہے اس کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی اور نہ کوئی چیز اس کے لئے مانع ہو سکتی ہے ۔

وہ ہرچیز پر قادر ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ جو بھی چاہے کر سکتا ہے ،اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا اور اُن سے سوال کیا جائیگا اور اس کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی ہے ۔

یہودیوں کا یہ نظریہ ہے کہ خداوند عالم کا ارادہ اس عام نظام علیت کا محکوم ہے جو کائنات اور تاریخ پر حکم کرتا ہے ،اور خداوند عالم (یہودیوں کی نظر میں)کائنات اور تاریخ کو خلق کرنے کے بعد ان پر بادشاہت نہیں رکھتا ہے ۔

---

۱)سورئہ بقرہ آیت/ ۲۴۷ ۔

۲)سورئہ آل عمران آیت/ ۲۶ ۔

۳)سورئہ نساء آیت/ ۱۳۳ ۔

قرآن کریم اس بارے میں فرماتا ہے :

﴿وَقَالَتِ الیَ◌هُودْ◌ُيَدُال لٰ هِ مَغلْ◌ُولْ◌َةٌ غُلَّت اَیدْ◌ِیهْ◌ِم وَلُعِنُواْبِمَاقَالُواْبَل یَدَاهُ مَبسْ◌ُوطْ◌َتَانِ ﴾ (۱)

"اور یہودی کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں جبکہ اصل میں انہیں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور یہ اپنے قول کی بنا پر ملعون ہیں اور خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں"

ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور اس بارے میں قرآن کریم صاف طور پر بیان کر رہا ہے اور یہودیوں نے جو کچھ کہا ہے اس کا باطل ہونا خود بخود ظاہر ہے۔

---

۱)سورئہ مائدہ آیت/ ۶۴ ۔)

خدا وند عالم کے ارادہ کا قانون علیت سے رابطہ

ہم اس قدرت اور حکومت کی روشنی میں جس کو قرآن کریم نے الٰہی ارادہ کے تحت کائنات، تاریخ اور معاشرہ میں مقرر کیا ہے تو فطری طور پر یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ قانون علیت سے خدا کا کیا رابطہ ہے ؟

کیا یہ تعطیل ہے ؟یعنی الٰہی ارادہ قانون علیت کو معطل کر دیتا ہے جب خدا وند عالم اس کا ارادہ کرنا چا ہے ۔

اس کا جواب بغیر کسی شک و شبہ کے نفی میں ہے ۔

اللہ نے علت کو خلق کیا ہے اور اس کے علاوہ کسی نے علت کی تخلیق نہیں کی ہے ،علت کا خلق کرنا علیت کو با لضرورہ خلق کرنے کے برابر ہے ۔جس طرح اس نے آگ کو پیدا کیا اسی طرح اس میں حرارت کو بھی پیدا کیا اور آگ کو (حرارت کے بغیر پیدا کرنا زوج کو زوجیت[1]

---

[1])اس میں بہت کم فرق ہے پہلا وجود کے لئے ضروری ہے اور دوسرا ماھیت کے لئے لازم) ہے ۔

کے بغیر پیدا کرنے کے مانند ہے ۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اللہ آگ کو اس کے بغیر پیدا کرے کہ وہ حرارت کے لئے علت ہو ہاں وہ آگ کے علاوہ اس کو ایسی چیز میں تو تبدیل کر سکتا ہے جو آگ کے مشابہ ہے ۔ پس اس قول کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کائنات اور تاریخ پر ارادۂ الٰہیہ کے حاکم ہونے سے قانون علیت کا معطل ہو جانا ہے ۔ پس ارادۂ الٰہیہ اور قانون علیت میں کیا رابطہ ہے ؟

ارادۂ الٰہیہ قانون علیت پر بنفس نفیس قانون کی طرح حاکم ہے

قرآن کریم نے اس علاقہ و رابطہ کی متعدد مقامات پر وضاحت کی ہے اور بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاکم مطلق ہے اور اسے اس قانون پر خود اس قانون کے بالکل اپنی جگہ پر باقی رہتے ہوئے مطلق تسلط حاصل ہے قرآن اللہ کے ارادہ کو معطل نہیں کرتا جیسا یہودیوں نے کہا ہے اور نہ نظام علت کو معطل کرتا ہے جیسا کہ اشاعرہ نے کہا ہے بلکہ یہ تو اس کائنات اور اس قانون پر اللہ کی حاکمیت کو مقرر کرتا ہے جب وہ کسی قوم پر نعمت نازل کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس قوم پر ہواؤں کو رحمت کی بشارت کے لئے رواں دواں کرتا ہے :

﴿هُوَ الَّذِی اَرسْ◌َلَ الرِّیَاحَ بُشْرًا بَینْ◌َ یَدَیهْ◌ِ رَحمْ◌َتِهِ﴾ (۱)

"اور وہی وہ ہے جس نے ہواؤں کو رحمت کی بشارت کے لئے رواں کر دیا ہے"

﴿اللہ الَّذِی اَرسْ◌َلَ الرِّیَاحَ فَتُثِیرْ◌ُ سَحَاباً﴾ (۲)

"اللہ وہی ہے جس نے ہواؤں کو بھیجا تو وہ بادلوں کو منتشر کرتی ہیں"

﴿وَاَرسْ◌َلنْ◌َا الرِّیَاحَ لَوَا قِحَ فَا نزْ◌َلنْ◌َا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً﴾ (۳)

---

۱)سورۂ فرقان آیت / ۴۸ ۔)

۲)سورۂ فاطر آیت / ۹ ۔)

۳)سورۂ حجر آیت / ۲۲ ۔)

"اور ہم نے ہواؤں کو بادلوں کا بوجھ اٹھانے والا بنا کر چلایا ہے پھر آسمان سے پانی برسایا ہے '

پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جو بادلوں کا بوجھ اٹھانے والی ہواؤں کو بھیج کر آسمان سے پانی برساتا ہے اور جب وہ کسی قوم کو اپنی رحمت کی بشارت دینا چاہتا ہے تو وہ اس پر ہواؤں کو رحمت کی بشارت دینے کے لئے رواں کرتا ہے تاکہ وہ بادلوں کو لیجائیں اور ان پر آسمان سے پانی برسائے تاکہ ان کی زمین ہری بھری ہو جائے جس میں اللہ نے اپنی رحمت ودیعت کی ہے۔

اللہ جس پر اپنی نعمتیں نازل کرنا چاہتا ہے اپنی نعمت کے ان ہی اسباب کے ذریعہ نعمتیں نازل کرتا ہے جس طرح وہ جب کسی قوم سے اس کے برے عمل کی وجہ سے انتقام لینا چاہتا ہے عذاب کے اسباب کے ذریعہ انتقام لیتا ہے خداوند عالم آل فرعون کی تنبیہ کے سلسلہ میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَقَد اَخذ اٰناآل فِرعْ۫ونْ۫ بِالسَّنِينَ وَنَقصْ۪ مِن اَ لثَّمَ اٰرتِ لَعَلَّهُم يَذَّكَّرُونْ۫﴾ (۱)

"اور ہم نے آل فرعون کو قحط اور ثمرات کی کمی کی گرفت میں لے لیا کہ وہ شاید اسی طرح نصیحت حاصل کر سکیں"

آل فرعون کے عذاب اور ان کی تنبیہ کا اختتام قحط اور خشک سالی پر ہوا اور "سنون" "سنة" کی جمع ہے جس کا مطلب قحط اور خشک سالی ہے۔

جب خداوند عالم کسی قوم پر نعمت نازل کرنا چاہتا ہے تو اسباب نعمت کے ذریعہ اس پر نعمت نازل کرتا ہے اور اسباب نعمت سے ہوا اور بادل ہیں۔ جب کسی قوم پر عذاب نازل کرنا چاہتا ہے تو اسباب عذاب کے ذریعہ اس پر عذاب نازل کرتا ہے اور اسباب عذاب میں سے قحط اور بہت کم بارش ہونا ہے۔

قانون تسبیب

قانون تسبیب سے مراد یہ ہے کہ خداوند عالم جس چیز کو چاہتا ہے اس کو اخذ کرلیتا ہے اور

---

۱) سورۂ اعراف آیت/ ۱۳۰۔)

جس چیز میں چاہتا ہے اپنی مشیت کے اسباب متحقق کر دیتا ہے قرآن کریم میں اس مطلب کے سلسلہ میں بہت زیادہ شواہد مو جودہیں خداوند عالم فرماتا ہے :

﴿فَمَن يُرِدِاللهُ اَن يَهدْيَهُ يَشرْحْ صَدرْهُ لِلاْسلاَمِ وَمَن يُرِدْاَن يُظِلَّهُ يجعْل صَدرْهُ ضَيِّقاًحَرجاًكَاَنَّمَايَصَّعَّدُ فِى السَّمَاءِ ﴾ (١)

"پس خدا جسے ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جسے گمراہی میں چھوڑنا چاہتا ہے اس کے سینہ کو ایسا تنگ اور دشوار گذار بنا دیتا ہے جیسے آسمان کی طرف بلند ہو رہا ہو وہ اسی طرح بے ایمانوں پر ان کی کثافت کو مسلط کر دیتا ہے "

اور جس مطلب کا ہم اوپر تذکرہ کر چکے ہیں اس مطلب کو یہ آیت مکمل طور پر واضح کر رہی ہے بیشک خداوند عالم کسی قوم کی اس کے اعمال کے ذریعہ ہدایت یا اس کو گمراہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اگر ہدایت کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب فراہم کر دیتا ہے یا ان کا سینہ اسلام کے لئے کشادہ کردیتا ہے اور جب وہ کسی قوم کو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے محقق ہونے کے اسباب فراہم کرتا ہے اور اس قوم کے سینہ کو تنگ بنا دیتا ہے اور فرماتا ہے :

﴿وَاِذَااَرَدنْاَاَن نُّهلِْكَ قَريْةً اَمَرنْاَمُترْفِيهْاَفَفَسَقُواْفِيهْاَفَحَقَّ عَلَيهْاَالقْوَلْ فَدَمَّرَ اهَاتَدمْيِراً ﴾ (٢)

"اور ہم نے جب بھی کسی قریہ کو ہلاک کرنا چاہا تو اس کے ثروتمندوں پر احکام نافذ کردئے اور انہوں نے ان کی نا فرمانی کی تو ہماری بات ثابت ہو گئی اور ہم نے اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا "

جب خداوند عالم کسی معاشرہ کو (ان کے اعمال کے سبب)ہلاک کرنا چاہتا ہے تو تو اسی سبب

---

١)سورۂ انعام آیت / ١٢٥ ـ)

٢)سورۂ اسراء آیت / ١٦ ـ)

کا انتخاب کرتا ہے جو اس کے فاسد ہونے کا سبب ہوتا ہے تو وہ اس کو آرام میں ڈال دیتا ہے اور یہ آرام آہستہ آہستہ ان کے فسق ونافرمانی کا سبب ہو جاتا ہے پھر خدا وند عالم ان پر اپنا عذاب نازل کردیتا ہے ۔خدا وند عالم فرماتا ہے :

﴿وَتَوَدُّونَ اَنَّ غَيرَ ذَاتِ الشَّوکَةِ تَکُونُ لَکُم وَيُرِيدُ اللهُ اَن يُحِقَّ الحَقَّ بِکَلِمَاتِهِ وَيَقطَعَ دَابِرَالکَافِرِينَ ﴾ (۱)

"اور تم چاہتے تھے کہ وہ طاقت والا گروہ نہ ہو اور اللہ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو ثابت کرنا چاہتا ہے اور کفار کے سلسلہ کو منقطع کردینا چاہتا ہے " جب خدا وند عالم رسول اسلام (ص) کے ساتہ ثابت قدم رہنے والے مسلمانوں کے لئے حقانیت کو ثابت کرنا چاہتا ہے تو جاہ و حشم اور شان و شوکت کے اسباب فراہم کردیتا ہے۔

جیسا کہ پرور دگار عالم نے ذات شوکت کے طریقہ کو مسلمانوں کے تکامل کا سبب قرار دیا ہے اور زمین پر لوگوں کے لئے ان کو قیموم اور ان کا امام قرار دیا ہے اسی طرح خداوند عالم نے لوگوں کے ہلاک کرنے کے لئے آزمائش و امتحان و آرام قرار دیا ہے ۔خداوند عالم فرماتا ہے :

﴿فَلاَتُعجِبکَ اَموَالُهُم وَلَا اَولَادُهُم اِنَّمَايُرِيدُ اللهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَافِی الحَيٰوةِ الدُّنيَا وَتَزهَقَ اَنفُسُهُم وَهُم کَافِرُونَ ﴾ (۲)

"تمہیں ان کے اموال و اولاد حیرت میں نہ ڈال دیں بس اللہ کا ارادہ یہی ہے کہ انہیںکے ذریعہ ان پر زندگانی دنیا میں عذاب کرے اور حالت کفر ہی میں ان کی جان نکل جا ئے "

خداوند عالم نے ان کے اموال اور اولاد کو ان کے عذاب اور ہلاکت کا سبب قرار دیا ہے

---

۱)سورئہ الانفال آیت /۷۔)

۲)سورئہ توبہ آیت /۵۵ ۔)

قانون توفیق

قانون توفیق قانون تسبیب سے قریب ہے یعنی خداوند عالم بندہ کے ذریعہ اسباب خیر کو نافذ کرا دیتا ہے جب خداوند عالم کسی مریض کو شفا دینے کا ارادہ کرتا ہے تو ایک ایسے طبیب کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو اس بندہ کے مرض کی علت کو پہچانتا ہے اور وہ دوائیں فراہم کردیتا ہے جس سے وہ مریض کا علاج کرتا ہے۔

جب کسی بندہ کے خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اسباب ہدایت اور خیر کی طرف ہدایت کردیتا ہے، جب کسی بندہ کو رزق دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے اسباب رزق فراہم کردیتا ہے اور جب اس کے خلاف ارادہ کرتا ہے تو اسباب رزق کے مابین پردے حائل کردیتا ہے۔

کائنات میں سلطان مطلق اللہ کا ارادہ

ہر چیز اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس کی حکمت اور بادشاہت کے سامنے خاضع ہے:

﴿مَایَفتَحِ اللہ لِلنَّاسِ مِن رَحمَۃٍ فَلاَ مُمسِکَ لَھَاوَمَایُمسِکْ فَلاَمُرسِلَ لَہُ مِن بَعدِہِ وَھُوَالعَزِیزُالحَکِیمُ﴾ (۱)

"اللہ انسانوں کے لئے جو رحمت کا دروازہ کھول دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس کو روک دے اس کا کوئی بھیجنے والا نہیں ہے وہ ہر شے پر غالب اور صاحب حکمت ہے"

﴿اِنَّ اللہ بَالِغُ اَمرِہِ﴾ (۲)

"بیشک خدا اپنے حکم کا پہنچانے والا ہے" ﴿اِن یَنصُرکُمُ اللہ فَلَاغَالِبَ لَکُم وَاِن یَخذُلکُم فَمَن ذَاالَّذِی یَنصُرکُم﴾

---

۱)سورۂ فاطر آیت/۲۔)

۲)سورۂ طلاق آیت/۳۔)

﴿من بَعدْہِ ﴾ (١)

"اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور وہ تمہیں چھوڑدے گا تو اس کے بعد کون مدد کرے گا "

﴿وَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَومٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَہُ وَمَالَھُمْ مِن دُونْہِ مِن اولٍ ﴾ (٢) "اور جب خدا کسی قوم پر عذاب کا ارادہ کرلیتا ہے تو کوئی ٹال نہیں سکتا ہے اور نہ اس کے علاوہ کوئی کسی کا والی و سرپرست ہے "

﴿اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَایُرِیدُ ﴾ (٣)

"بیشک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر ہی کے رہتا ہے "

﴿اِنَّ اللّٰہَ یَفعَلُ مَایُرِیدُ ﴾ (۴)

"اللہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے "

﴿اَلْمَلِکُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُومِنُ الْمُھَیْمِنُ ﴾ (۵)

"وہ بادشاہ، پاکیزہ صفات، بے عیب، امان دینے والا، نگرانی کرنے والا ہے "

خداوند عالم کے ارادہ اور قانون علیت کے مابین رابطہ

اللہ کے ارادہ اور قانون علیت کے مابین حتمی نظریہ فیصلہ کن قول یہ ہے کہ قانون علیت کائنات میں یقینی اور عام طور پر نافذ ہو تا ہے۔

---

١)سورئہ آل عمران آیت/ ١٦٠۔)

٢)سورئہ رعد آیت / ١١۔)

٣)سورئہ ہود آیت/ ١٠٧۔)

۴)سورئہ حج آیت/ ١۴۔)

۵)سورئہ حشر آیت ٢٣۔)

مگر یہ قانون اللہ کی مشیئت کے سامنے محکوم ہے حاکم نہیں ہے اور اللہ کا ارادہ اس پر حاکم ہے اللہ کے ارادہ کے حاکم ہونے کا مطلب اس قانون کو ملغیٰ اور معطل قرار دینا نہیں ہے اور کیسے خدا اس قانون کو ملغیٰ قرار دے سکتا ہے جبکہ اسی نے اس کو خلق فرمایا ہے لیکن خداوند عالم ان اسباب میں سے جس کو چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے اور جن کو چاہتا ہے قائم و دائم رکھتا ہے اور اس کائنات میں جیسے چاہتا ہے تصرف کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اسباب عزت کے ذریعہ عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اسباب ذلت کے ذریعہ ذلیل کرتا ہے۔

اس بنا پر یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ اسباب و علل کے ذریعہ کائنات اور تاریخ کے مستقبل کا مطالعہ کرسکے چونکہ ہر امر میں اللہ کی مشیئت کا دخل ہے لہٰذا یہ اسباب و علل جس طرح اللہ چاہتا ہے اسی طرح متغیر ہو جاتے ہیں۔ کبھی طاقتور اور کمزور لشکر ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں جب ہم میں سے کوئی ایک ان دونوں کے مستقبل کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ یہی خبر دیتا ہے کہ طاقتور لشکر کو فتح نصیب ہوگی اور کمزور لشکر کو شکست کا سامنا کرنا پڑے گا مگر جب خداوند عالم چھوٹے گروہ کو بڑے لشکر پر غالب کرنا چاہتا ہے تو ایسے اسباب فراہم کر دیتا جن کا گمان بھی نہیں ہوتا ہے وہ بڑے گروہ کے دلوں میں رعب و خوف پیدا کردیتا ہے اور چھوٹے گروہ کے دلوں میں طاقت اور عزم و ارادہ کو محکم کردیتا ہے اور اس چھوٹی جماعت کے کارنامہ کو مضبوط کر دیتا ہے لیکن بڑے گروہ کے اس فعل کو مضبوط نہیں کرتا (یعنی ان کے دلوں میں خوف و رعب اسی طرح باقی رہتا ہے) اور بڑی جماعت کو عسکری غلطیوں میں بتلا کر دیتا ہے اور چھوٹے گروہ کو مضبوط و محکم کر دیتا ہے اور امور کو اسی کے مطابق انجام دیتا ہے: فتنتصرالفئة القليلة على الفئة الكثيرة اذاشاء الله

"پس چھوٹے گروہ کو بڑے گروہ پر کامیاب کردیتا ہے جب وہ چاہتا ہے "

چھوٹے اور بڑے گروہ کے جنگ کے راستہ کو ایک نہیں قرار دیتا جیسا کہ اللہ پر ایمان نہ لانے والے افراد گمان کرتے ہیں ،اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کثرت اسباب مددمیں سے نہیں ہے اور اقلیت اسباب شکست میں سے نہیں ہے ۔بیشک ہمارا یہ کہنا ہے کہ مدد کے دوسرے اسباب بھی ہیں اسی طرح شکست کے بھی دوسرے اسباب ہیں ،جب خداوند عالم کسی چھوٹے گروہ کی مدد کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے فتح کے اسباب مہیا کردیتا ہے اور یہ اس کے قبضہ قدرت میں ہے اور جب کسی بڑے گروہ کو شکست سے دوچار کرنا چاہتا ہے تو اس کے اسباب فراہم کردیتا ہے اور یہ بھی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے :

﴿قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُلاَقُواْللهِ كَم مِن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَت فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ وَاللهُ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾

(۱)

"اور ایک جماعت جس نے خدا سے ملاقات کرنے کا خیال کیا تھا کہا کہ اکثر چھوٹے چھوٹے گروہ بڑی بڑی جماعتوں پر حکم خدا سے غالب آجاتے ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے "

تکوین (موجودات)میں بداء

کائنات میں بداء کا مطلب یہ ہے :کائنات اور تاریخ میں جو حادثات رونما ہونے والے ہیں ان کے راستہ کو بدل دینا ۔اگر قانون علیت لوگوں کی زندگی پر حاکم ہوتا تو بہت سے مقامات ایسے آئے ہیں جہاں پر انسان پستی کے گڑھے میں گرنے والا تھا تو اس موقع پر مشیت الٰہی نے بڑھ کر اس کو سہارا دیا اور پستی کے گڑھے میں گرنے سے اس کو نجات دی ۔۔۔جو قانون علیت کی حرکت کے خلاف ہے ۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ قانون ملغیٰ (بے کار) ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے

---

۱)سورئہ بقرہ آیت ۲۴۹ ۔)

بلکہ خداوند عالم کی جانب سے یہ قانون محکوم ہے اوراس کے محکوم ہونے کے وہ نتائج ہیں جو لوگوں کی سمجھ کے خلاف ہیں اور لوگ ان کو اسباب و مسببات اور علل و معلولات کا تسلسل کہتے ہیں ۔

قانون علیت میں یہ تحکم الٰہی جو لوگوں کو چونکا دیتا ہے اور ان کے حسابات میں تغیر و تبدل کردیتا ہے اسے بداء کہا جاتا ہے جو اہل بیت علیہم السلام سے وارد ہونے والی بہت سی روایات میں بیان کیا گیا ہے ۔

"بداء" کے ذریعہ کائنات ،تاریخ اور معاشرہ میں تغیر واقع ہو جاتا ہے وہ حادثات واقع ہو جاتے ہیں جن کو انسان شمار نہیں کر سکتا ،لوگوں کی توقع کے خلاف مدد ہو جاتی ہے ،وہ لوگ شکست کھا جاتے ہیں جو کبھی شکست کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے ،کمزور باشاہ بن جاتا ہے اور بادشاہ ذلیل ہو جاتے ہیں ۔

محو اور اثبات

محو اور اثبات کے معنی میں بداء کے یہی معنی قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں :

﴿يَمْحُو اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ﴾ [1]"اللہ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے یا برقرار رکھتا ہے کہ اصل کتاب اسی کے پاس ہے"

"اُمّ الکتاب" سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے جس کو روایات کی زبان میں "لوح محفوظ" سے تعبیر کی گئی ہے جس میں محو اور تغییر واقع نہیں ہوتا اور نہ ہی خداوند عالم ایسا ہے کہ وہ پہلے ایک چیز سے نا آگاہ ہو اور بعد میں اس کو اس چیز کا علم حاصل ہو۔

شیخ صدوق نے کتاب "اکمال الدین" میں ابو بصیر اور سماعۃ سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :

---

۱)سورۂ رعد آیت/ ۳۹۔)

من زعم انّ اللّٰه عزّوجلّ يبدوله في شيٍ ءٍ لم يعلمه امس فابرووامنه [1]"جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ عز و جل کے لئے ایسی چیز کا علم حاصل ہوتا ہے جس کو وہ کل نہیں جانتا تھا تو اسے ہم سے برائت کرنا چاہیئے " محو "کتاب تکوین " میں تو جاری ہو سکتا ہے لیکن "اُمُّ الکتاب "جو خداوند عالم کا علم ہے اس میں جاری نہیں ہو سکتا ہے ۔

خداوند عالم کا علم ثابت ہے اس میں کسی قسم کی رد و بدل اور تغیر وتبدل واقع نہیں ہو سکتا ہے اور تغیر و تبدل کائنات ، مجتمع اور تاریخ میں ان اسباب کے ذریعہ واقع ہوتا ہے جن کو خداوند عالم نے ان کے لئے فراہم کر رکھا ہے ۔عیاشی نے ابن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :

انَّ اللّٰه يقدِّم مايشاء ويوخرمايشاء،ويمحومايشاء ويثبت مايشاء وعنده امّ الكتاب وقال فكل امريريده اللّٰه فهو فِيْ علمه قبل ان يصنعه ليس شي ء يبدوله الّاوقدكان فِيْ علمه، انّ اللّٰه لايبدوله من جهل [2]

.بیشک خداوند عالم جس چیز کو چاہتا ہے مقدم کر دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے موخر کردیتا ہے جس چیز کو چاہتا ہے .مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے ثابت (برقرار) رکھتا ہے اس کے پاس اُمّ الکتاب ہے اور ہر وہ امر جس کا خداوند عالم ارادہ کرتا ہے وہ اس سے پہلے کہ اس چیز کو موجود کرے اس کے علم میں ہے کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی وہ ابتدا کرے وہ اس کے علم میں نہ ہو ،بیشک خداوند عالم کسی چیز کی ابتدا کرنے سے نا آگاہ نہیں ہے "

---

۱)بحار الانوار جلد ۴ صفحہ ۱۱۱ ۔)

۲)بحار الانوار جلد ۴ صفحہ ۱۲۱ ۔)

عمار بن موسیٰ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے : "جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یمحو اللہ کے سلسلہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

اِنَّ ذلک الکتاب کتاب یمحواللہ مایشاء ویثبت،فمن ذلک یَرُدُّ الدعاء القضاء وذالک الدعاء مکتوب علیہ الّذي یُرَدُّبہ القضاء حتّی اذاصارالیٰ اُمِّ الکتاب لم یغن الدعاء فیہ شیئاً [1]

"بیشک وہ کتاب ایسی کتاب ہے جس میں سے اللہ جو چاہتا ہے اس کو مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے جو شخص دعا کے ذریعہ قضا کو رد کرنا چاہتا ہے تو وہ دعا خداوند عالم کے پاس لکھی ہوئی ہے جس کے ذریعہ سے قضا ٹل جاتی ہے یہاں تک کہ جب وہ ام الکتاب تک پہنچتی ہے تو دعا اس میں کچھ نہیں کر سکتی ہے "

خداوند عالم کائنات کے نظام میں قانون علیت کے ذریعہ جس چیز کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے ۔کبھی ایک معین و مشخص مرض صاحب مرض کی طبیعی اسباب کے ذریعہ موت کا سبب ہوتا ہے تو خداوند عالم اس کو اپنے اذن و امر سے اس کے لئے برقرار رکھتا ہے اور جب چاہتا ہے اس کو مٹا دیتا ہے اور صاحب مرض کی شفاء کے اسباب فراہم کردیتا ہے ۔اسباب کے معطل کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تکوین میں تو قانون محو جاری ہو جاتا ہے لیکن ام الکتاب میں نہ محو جاری ہوتا ہے نہ کوئی تغیر وتبدل ہوتا ہے اور نہ ہی خداوند عالم کسی چیز سے ناآگاہ ہونے کے بعد اس کا عالم ہوتا ہے۔

کتاب تکوین میں یہ محو اسباب و مسببات کے نظام کے لئے خدا وند عالم کی "حکمت "اور "رحمت 'کی بنا پر جاری ہوتے ہیں ۔جب خداوند عالم کی "حکمت "اور "رحمت 'کائنات اورمعاشرہ میں کسی چیز

---

۱)بحارالانوار)

کے حادث ہونے کا تقاضا کرتی ہے تو خداوند عالم اس کے اسباب فراہم کردیتا ہے اور جو کچھ کائنات اور معاشرہ میں ہوتا ہے اس کو ہٹا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت، اسباب اور مسببات کے نظام کی باعث نہ ہو۔ یہ نظام "محو" اور "اثبات" کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے امر کا خاضع ہے، اللہ تعالیٰ کی بادشاہت اس پر نافذ ہے۔ جب خداوند عالم اپنے اذن اور امر سے اس کا اثبات چاہتا ہے تو وہ ثابت رہتا ہے اور جب اللہ اس میں تغیر تبدل اور اس کو ہٹانا چاہتا ہے تو وہ اس کے حکم اور بادشاہت سے بدل جاتے ہیں۔

"بداء" پر ایمان کی تردید

ہمیت کے اعتبار سے بداء پر ایمان رکھنا خداوند عالم پر ایمان رکھنے کے بعد آتا ہے؛ بداء کے انکار کرنے کا مطلب کائنات اور معاشرہ کی حرکت اور اس کی دیکھ بھال کرنے سے خداوندعالم کے ارادہ کو معزول کرنا اور نظام علیت و سببیت میں اللہ کے ارادہ کو محکوم کرنا ہے جیسا کہ یہود کہتے ہیں:

﴿یَدُاللہ مَغلْ ُولْ َةٌ ﴾ (۱)

"خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں"

بلکہ ہمارا قول یہ ہے:

﴿بَل یَدَاہُ مَبسْ ُوطْ َتَانِ ﴾ (۲)

"بلکہ خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں"

خداوند عالم کی بادشاہت کی کوئی انتہا نہیں ہے اس کا ہاتھ پوری کائنات اور معاشرہ پر پھیلا ہوا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ پر مسلمان انسان کے عقیدہ رکھنے کی یہ پہلی پناہ گاہ ہے اور دوسری پناہ گاہ

---

۱) سورۂ مائدہ آیت ۶۴۔

۲) سورۂ مائدہ آیت ۶۴۔

اللہ تعالیٰ سے رابطہ رکھنا ہے ۔بیشک اللہ تعالیٰ پر ایمان نظام میں اسباب و مسببات میں ہر حال میں جو تغیر و تبدل ہوتا ہے وہ اس کی دسترس میں ہے بندہ اپنی تمام حاجتوں میں اسی سے پناہ چاہتا ہے اور اکثر انسان کو جو چیز اللہ سے متمسک کرتی ہے وہ حاجتوں اور رنج و غم کے وقت خداوند عالم سے دعا کرنے کا وقت ہے ۔

جب انسان اللہ تعالیٰ کے قضا اور قدر میں تغیر و تبدل کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی اور وہ حادثوں کے واقع ہونے کے وقت دعا کرنے میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتا تو انسان اپنی حاجت اور اہم کام کے وقت خداوند عالم سے پناہ نہیں مانگتا ہے ۔اللہ کی پناہ تو وہ لوگ مانگتے ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دو قضا ہیں خداوندعالم کی ایک قضا وہ ہے جو ام الکتاب میں لکھی گئی ہے جس میں تغیر و تبدل کا کوئی امکان ہی نہیں ہے ۔دوسری قضا وہ ہے جس میں جب اللہ چا ہتا ہے تو تغیر و تبدل واقع ہو جاتا ہے تو اس وقت بندے اپنی حاجتوں اور دعاوں کے قبول ہونے کے لئے اس کی پناہ ماگتے ہیں ۔

دعا اور بداء

جوامور اسباب و حوادث کی رفتاربدلنے میں خداوند عالم کے ارادہ کے دخل انداز ہونے کا سبب ہوتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں جیسے ایمان اور تقویٰ، خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے :

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ﴾ (۱)

"اور اگراہل قریۃ ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرلیتے تو ہم ان کے لئے زمین و آسمان کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے "

شکر:

﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (۲)

---

۱)سورئہ اعراف آیت/ ۹۶ ۔)

۲)سورئہ ابراہیم آیت/ ۷۔)

"اگر تم ہمارا شکریہ ادا کروگے تو ہم نعمتوں میں اضافہ کردیں گے " استغفار کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے :

﴿وَمَاكَانَ اللہ لِيُعَذِّبَهُم وَاَنتْ فِيهْم وَمَاكَانَ اللہ مُعَذِّبَهُم وَهُم يَستْغفْرُونْ﴾ [۱] "حالانکہ اللہ ان پر اس وقت تک عذاب نہیں نازل کرے گا جب تک "پیغمبر" آپ ان کے درمیان ہیں اور خدا ان پر عذاب کرنے والا نہیں ہے اگر یہ توبہ اور استغفار کرنے والے ہو جائیں'

دعا اور ندا کے سلسلہ میں خداوند عالم فرماتا ہے :

﴿وَنُوحْاًاِذ اُند یٰ مِن قَبلْ فاستْجبنْالَهُ فَنَجَّينْاهُ وَاَهلْهُ مِنَ الكَرب العْظِيمْ﴾ [۲] "اور نوح کو یاد کرو جب انہوں نے پہلے ہی ہم کو آواز دی اور ہم نے ان کی گزارش قبول کرلی اور انہیں اور ان کے اہل کو بہت بڑے کرب سے نجات دلادی " ﴿وَاَيُّوبَ اِذنْاد یٰ رَبَّهُ اَنِّي مَسَّنِیَ الضُّرُّوَاَنتْ اَرحْمُ الرَّاحِمِينْ فَاستْجبنْالَهُ فَكَشَفنْامَابِهِ مِن ضُرٍّوَآتَينْاهُ اَهلْهُ وَمِثلْهُم مَعَهُم رَحمْةً مِن عِندْنَاوَذِكرْ یٰ لِلعْابِدِينْ﴾ [۳]

"اور ایوب کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے بیماری نے چھو لیا ہے اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور ان کی بیماری کو دور کردیا اور انہیں ان کے اہل و عیال دیدئے کہ یہ ہماری طرف سے خاص مہربانی تھی اور یہ عبادت گزار بندوں کے لئے ایک یاددہانی ہے "

---

۱)سورۂ انفال آیت / ۳۳ ۔)

۲)سورۂ انبیاء آیت / ۷۶ ۔)

۳)سورۂ انبیاء آیت / ۸۳ ۔ ۸۴ ۔)

﴿وَذَاالنُّونْ ِ اِذْذْ َهَب مُغَاضِبًافَظَنَّ اَن لَن نَقدْ ِرَعَلَيْهِ ِ فَنَاد یٰ فِی الظُّلُمَاتِ اَن لَا اِ لٰهَل اَلَّاَانتْ َ سُبحْ َانَکَ اِنّی کُنتُ ُ مِنَ الظَّالِمِینْ َ فَاستْ َجبَنْ َالَهُ وَنَجَّینْ َاهُ مِنَ الغْ َمِّ وَکَ لٰ ذِکَ نُنجْ ِی المُومْ ِنِینْ َ﴾ (۱)

"اوریونس کو یاد کرو کہ جب وہ غصہ میں آکر چلے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہیں کریں گے اور پھر تاریکیوں میں جاکر آواز دی کہ پروردگار تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا ،تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کر لیا اور انہیں غم سے نجات دلادی اور ہم اسی طرح صاحبان ایمان کو نجات دلاتے رہتے ہیں "

مطلق طور پر پوری کائنات کا نظام خدا وند عالم کے قبضہ قدرت میں ہے کائنات میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اس کی سلطنت کو محدود کرے اور اس کو عاجز کردے ۔یہ بادشاہت اس کے ذاتی اسباب کے ذریعہ جاری رہتی ہے اور اس کا مطلب اسباب و مسببات کو معطل کرنا نہیں ہے خدا وند عالم اس نظام کائنات میں اپنی بادشاہت ، حکم اور امر سے جس چیز کو چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے اور اپنے اذن سے جس چیز کو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے یہ محو اور اثبات فقط کتاب تکوین میں جاری ہوتا ہے اور " اُم الکتاب ' میں ایسا نہیں ہے ۔ خداوند عالم تکوین میں اپنی حکمت اور رحمت سے کسی چیز کو محو کرتا ہے اور اس محو کرنے کو ہی بداء کہا جاتا ہے جو اہل بیت علیہم السلام سے مروی متعدد روایات میں ایا ہے اور خداوند عالم متعدد اسباب کے ذریعہ بداء کو جاری کرتا ہے، جیسے استغفار، تقویٰ، ایمان ، شکر اور دعا وغیرہ

دعا بداء کے اہم اسباب میں سے ہے : ﴿اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ ﴾ (۲)"اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرومیں قبول کرونگا "

---

۱)سورئہ انبیاء آیت / ۸۸ ۔)

۲)سورئہ مومن آیت / ۶۰ ۔)

زیارت کے توحیدی اور سیاسی پہلو

تاریخ میں خاندان توحید

قرآن کریم میں ایک ہی خاندان توحید کا تذکرہ ہوا ہے اس خاندان کے رائد(چلانے والے)اور پدر ابراہیم خلیل الرحمن علیه السلام تھے خدا فرماتا ہے:

﴿هُوَاجتْ‌َ ابكُم وَمَاجَعَلَ عَلَيكْ‌ُم فِى الدِّينْ‌ِ مِن حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيكْ‌ُم اِبرْ‌َاهِيمْ‌َ هُوَ سَمَّاكُم الْمْ‌ُسلْ‌ِمِينْ‌َ مِن قَبلْ‌ُ وَفِى هٰذَالِيَكُونْ‌َ الرَّسُولْ‌ُ شَهِيدْاًعَلَيكْ‌ُم وَتَكُونْ‌ُواْشُهدْ‌َاءَ عَلَى النَّاسِ﴾ [۱]

"۔۔۔اس نے تم کو منتخب کیا ہے اور دین میں کوئی زحمت نہیں قرار دی ہے ۔یہی تمہارے بابا ابراھیم کا دین ہے اس نے تمہارا نام پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی مسلم اور اطاعت گذار رکھا ہے تاکہ رسول تمہارے اوپر گواہ رہے اور تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو ۔۔۔"

اس خاندان کی آخری کڑی حضرت رسول اللہ خاتم الانبیاء تھے ،آپ ہی پر رسالت کا خاتمہ ہوا،یہی خاندان شجرہ طیبہ ہے ،اسکی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں ۔اسکی شاخیں مبارک ،پھل پاک وپاکیزہ ہیں تاریخ میں مستمرہیں اورقرآن کریم کے بیان کے مطابق ایک ہیں :

---

۱)سورۂ حج آیت / ۷۸ ۔)

﴿إِنَّ هٰذِهِ أُمَّتُكُم أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُم فَاعبُدُونِ﴾ (۱)

"بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین اسلام ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں لہذا میری ہی عبادت کرو"

﴿وَإِنَّ هٰذِهِ أُمَّتُكُم أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُم فَاتَّقُونِ﴾ (۲)

"اور تمہارا سب کا دین ایک دین ہے اور میں ہی سب کا پروردگار ہوں لہذا بس مجھ سے ڈرو"

قرآن کریم نے اس خاندان کی وحدت ویکپارچگی کے گوشت وپوست اور اجزاء کے مابین علاقہ وتعلق کو محکم و مضبوط کیا ہے اور اس خاندان کے درمیان گہرا تعلق پیدا کیا ہے۔

یہ اہتمام اسلامی تربیت کی راہ اس خاندان کے اتحاد نیز اس خاندان کی طرف منسوب وحی کی گہرائی کے تعلق کو بیان کرنے کے لئے ہے اور اس خاندان کے رموز اور صالح افراد کو منظر عام پرلانا لوگوں کی زندگی کے لئے نمونہ ہیں۔

اسی طرح یہ اہتمام نسل در نسل اس خاندان میں توحید کی وراثت اس کی ارزش کو باقی رہنے اور اس خاندان کی تمام نسلوں اور اس خاندان کی کڑیوں کے مابین رابطہ کو مضبوط کرنے کے لئے ہے۔

اس خاندان کی نسلوں کے درمیان رابطہ اور تسلسل

قرآن کریم نے اس خاندان کی نسلوں کے درمیان رابطہ اور تعلق کو کتنی اہمیت دی ہے اس سلسلہ میں ہم مندرجہ ذیل آیات ذکر کررہے ہیں: ا۔اس خاندان کے درمیان ایک دوسرے کی شناخت ،اس خاندان کے نیک ارکان کا

---

۱)سورۂ انبیاء آیت/ ۹۲۔)

۲)سورۂ مومنون آیت ۵۲۔)

تذکرہ، ان کے اسماء کی تعظیم ،ان کا تذکرہ کرکے ان کو مشہور کرنا قرآن کریم میں اس امر کا بڑا اہتمام کیا گیا ہے ہم اس اہتمام کے شواہد ذیل میں پیش کررہے ہیں :

﴿وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ مَرْیَمَ اِذِانتَبَذَت مِن اَھلِھَا مَکَانًا شَرقِیًا ﴾ [1] "اور اے پیغمبر اپنی کتاب میں مریم کو یاد کرو کہ جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ مشرقی سمت کی طرف چلی گئیں"

﴿وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِبْرَاھِیمَ اِنَّہُ کَانَ صِدِّیقاً نَبیا ﴾ [2]

"اور کتاب خدا میں ابراہیم کا تذکرہ کرو کہ وہ ایک صدیق پیغمبر تھے "

﴿وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ مُوسٰی اِنَّہُ کَانَ مُخلِصاً وَکَانَ رَسُولاً نَبِیا ﴾ [3]

"اور اپنی کتاب میں موسیٰ کا تذکرہ کرو کہ وہ میرے مخلص بندے اور رسول ونبی تھے "

﴿وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِسمَاعِیلَ اِنَّہُ کَانَ صَادِقَ الوَعدِ ﴾ [4]

"اور اپنی کتاب میں اسماعیل کا تذکرہ کرو کہ وہ وعدے کے سچے تھے "

﴿و اذکُرفِی الکِتَاب اِدرِیسَ اِنَّہُ کَانَ صِدِّیقاً نَبیا ﴾ [5]

"اور اپنی کتاب میں ادریس کا بھی تذکرہ کرو کہ وہ بہت زیادہ سچے پیغمبر تھے "

﴿وَاذکُرعَبدَنَادَاوُدَذَاالاَیدِ ﴾ [6]

"اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کریں جو صاحب طاقت بھی تھے "

---

۱)سورئہ مریم آیت/ ۱۶۔)

۲)سورئہ مریم آیت۔ ۴۱۔)

۳)سورئہ مریم آیت/ ۵۱۔)

۴)سورئہ مریم آیت/ ۵۴۔)

۵)سورئہ مریم آیت/ ۵۶۔)

۶)سورئہ ص آیت/ ۱۷۔)

﴿وَاذکُرْ عَبْدَنَا اَیُّوبَ اِذْ نَادَیٰ رَبَّهُ اَنِّی مَسَّنِیَ الشَّیْطَانُ بِنُصبٍ وَعَذابٍ ﴾ (۱)

"اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ شیطان نے مجھے بڑی تکلیف اور اذیت پہنچائی ہے "

﴿وَاذکُرْ عِبَادَنَا اِبْرَاهِیمَ وَاِسْحَاقَ وَیَعْقُوبَ اُولِی الاَیْدِی وَالاَبْصَارِ اِنَّا اَخلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِکْرَیٰ الدَّارِ ﴾ (۲)

"اور پیغمبر ہمارے بندے ابراہیم، اسحاق، اور یعقوب کا ذکر کیجئے جو صاحبان قوت اور صاحبان بصیرت تھے ۔ہم نے ان کو آخرت کی یاد کی صفت سے ممتاز قرار دیا تھا "

﴿وَاذکُرْ اِسْمَاعِیلَ وَالْیَسَعَ وَذَاالْکِفْلِ وَکُلٌّ مِنَ الاَخْیَارِ ﴾ (۳)

"اور اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو بھی یاد کیجئے اور یہ سب نیک بندے تھے "

۲۔ صلح و سلامتی کی بنیاد پر اس خاندان کی کڑیوں کے مابین رابطہ ایجاد کرنا ، اس خاندان کی نسلوں سے حسد اور کینہ دور کرنا زمانہ حال کو ماضی سے مربوط کرنا اولاد کو باپ داداؤں سے ملحق کرنا خلف کو صلح کی بنیاد پر اسی خاندان کے سلف صالح سے ملحق کرنا اور صلح وسلامتی کا رابطہ اس خاندان کے درمیان سب سے بہترین اور برجستہ رابطہ ہے ۔خداوند عالم فرماتا ہے :

﴿وَتَرَکْنَا عَلَیْهِ فِی الآخِرِینَ سَلاَمٌ عَلَیٰ نُوحٍ فِی العَالَمِینَ اِنَّا کَذَلِکَ نَجْزِی الْمُحسِنِینَ اِنَّهُ مِن عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِینَ ﴾ (۴)

---

۱)سورئہ ص آیت/ ۴۱ ۔)

۲)سورئہ ص آیت ۴۵ ۔ ۴۶ ۔)

۳)سورئہ ص آیت/ ۴۸ ۔)

۴)سورئہ الصافات آیت/ ۷۸ ۔ ۸۱ ۔)

"اور ان کے تذکرے کو آنے والی نسلوں میں برقرار رکھا۔ساری خدائی میں نوح پر ہمارا سلام ،ہم اسی طرح نیک عمل کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے "

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴾ [1]

"اور اس کا تذکرہ آخری دور تک باقی رکھا ہے۔سلام ہو ابراہیم پر "

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴾ [2]

"اور اس کا تذکرہ آخری دور تک باقی رکھا ہے۔سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر "

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ آلْ يَاسِينَ ﴾ [3]

"اور اس کا تذکرہ آخری دور تک باقی رکھا ہے۔سلام ہو آل یاسین پر "

﴿وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ [4]

"اور ہمارا سلام تمام مرسلین پر ہے اور ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو عالمین کا پروردگار ہے '

اور صلح وسلامتی کے رابطہ کا تقاضا، رہنما کا ایک ہونا ،مقصد کا ایک ہونا، راستہ کا ایک ہونا ،اس غرض و مقصد تک پہنچنے کے سلسلہ میں وسیلہ کا ایک ہونا، روش کا ایک ہونا نیز رفتار اور نظریہ کا ایک ہونا ہے۔

اور اس مجموعی وحدت کے علاوہ صلح و دوستی کے اور کوئی معنی نہیں ہیں۔

۳۔اس خاندان کی نسل در نسل میں میراث کا رابطہ ہے خلف صالح اپنے سلف سے توحیدکی ارزشوں اور توحید کی طرف دعوت دینے کو میراث میں پاتا ہے۔

---

۱)سورئہ الصافات آیت/ ۱۰۸ ۔ ۱۰۹ ۔)

۲)سورئہ الصافات آیت/ ۱۱۹ ۔ ۱۲۰)

۳)سورئہ الصافات آیت/ ۱۳۰ ۔)

۴)سورئہ الصافات آیت/ ۱۸۱ ۔ ۱۸۲)

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

﴿ثُمَّ اَورَثنَا الکِتَابَ الَّذِینَ اصطَفَینَا مِن عِبَادِنَا﴾ (۱)

"پھر ہم نے اس کتاب کا وارث ان لوگوں کو قرار دیا جنھیں اپنے بندوں میں سے چُن لیا"

﴿وَلَقَدآتَینَا مُوسیٰ الھُدیٰ وَاَورَثنَا بَنِی اِسرَائِیلَ الکِتَابَ﴾ (۲)

"اور یقینا ہم نے موسیٰ کو ہدایت عطا کی اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنایا ہے"

﴿وَالَّذِینَ عَلیٰ صَلاَتِھِم یُحَافِظُونَ اُولٰئِکَ ھُمُ الوَارِثُونَ﴾ (۳)

"اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرنے والے ہیں در حقیقت یہ وہی وارثان جنت ہیں"

﴿وَالَّذِینَ یُمَسِّکُونَ بِالکِتَابِ وَاَقَامُواالصَّلاَۃَ اِنَّالاَنُضِیعُ اَجرَ المُصلِحِینَ﴾ (۴)

"اور جو لوگ کتاب سے تمسک کرتے ہیں اور انھوں نے نماز قائم کی ہے تو ہم صالح اور نیک کردار لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے ہیں" اسی رابطہ کی وجہ سے خلف (فرزند) سلف سے توحید کی ارزشوں کو حاصل کرتا ہے، تاکہ ان ارزشوں کو اپنے بعد والی نسلوں تک منتقل کر سکے۔ ۴۔اس خاندان کا اسلام سے گہرا رابطہ ہے خداوند عالم نے ہر موحد کے لئے اس خاندان کے رائد (قائد) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باپ کہا ہے اور ان کو جناب ابراہیم کے فرزند قرار دیا ہے۔

﴿ھُوَاجتَبٰکُم وَمَاجَعَلَ عَلَیکُم فِی الدِّینِ مِن حَرَجٍ مِلَّۃَ اَبِیکُم اِبرَاھِیمَ ھُوَ﴾

---

۱)سورۂ فاطر آیت/ ۳۲۔)

۲)سورۂ غافر آیت/ ۵۳۔)

۳)سورۂ مومنون آیت/ ۹۔۱۰۔)

۴)سورۂ اعراف آیت/ ۱۷۰۔)

﴿سَمَّاکُم الْمُسلِمِينَ مِن قَبلُ وَفِی هٰذَالِيَکُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيکُم وَتَکُونُواشُهدَاءَ عَلَی النَّاسِ ﴾ (۱)

"۔۔۔اس نے تم کو منتخب کیا ہے اور دین میں کوئی زحمت نہیں قرار دی ہے ۔یہی تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے اس نے تمہارا نام پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی مسلم اور اطاعت گذار رکھا ہے تاکہ رسول تمہارے اوپر گواہ رہے اور تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو۔۔۔"

۵۔خداوند عالم نے اس خاندان کی تمام نسلوں کو اسی خاندان کے گذشتہ اور موجودہ انبیاء، مرسلین صالحین اور صدیقین کی اقتداء کرنے کا حکم دیا ہے ۔ ارشاد خداوند قدوس ہے :

﴿ولَقَدکَانَ لَکُم فِی رَسُولِ اللهِ أُسوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (۲)

"مسلمانو!تمہارے واسطے تو خودرسول اللہ کا(خندق میں بیٹھنا)ایک اچھا نمونہ تھا "

﴿قَدکَانَت لَکُم أُسوَةٌ حَسَنَةٌ فِی اِبرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ﴾ (۳)

"تمہارے لئے بہترین نمونہ عمل ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں ہے "

﴿لَقَدکَانَ لَکُم فِيهِم أُسوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَن کَانَ يَرجُواالله ﴾ (۴)

"مسلمانو!ان لوگوں (کے افعال)تمہارے واسطے جو خدااور روز آخرت کی امید رکھتا ہے اچھا نمونہ ہے "

قرآن کریم انبیائے الٰہی اور اس کے اولیائے صالحین کی کچھ تعداد بیان کرنے کے بعد ان

---

۱)سورۂ حج آیت / ۷۸۔)

۲)سورۂ احزاب آیت/ ۲۱۔)

۳)سورۂ ممتحنۃ آیت / ۶۔)

۴)سورۂ ممتحنۃ آیت/ ۶)

کی اقتدا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ خداوند عالم نے ان کو جو نور کا رزق عطا کیا ہے اس سے ہدایت اور اقتباس کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے :

﴿وَتِلكَ حُجَّتُنَا آتَينَاهَا اِبرَاهِيمَ عَلىٰ قَومِهِ نَرفَعُ دَرَجَاتٍ مَن نَّشَاءُ اِنَّ رَبَّکَ حَکِيمٌ عَلِيمٌ
وَوَهَبنَا لَهُ اِسحَاقَ وَيَعقُوبَ کُلاًّ هَدَينَا وَنُوحاً هَدَينَا مِن قَبلُ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيمَانَ وَاَيُّوبَ وَيُوسُفَ
وَمُوسىٰ وَهَارُونَ وَکَذٰلِکَ نَجزِی المُحسِنِينَ وَزَکَرِيَّا وَيَحيىٰ وَعِيسىٰ وَاِليَاسَ کُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ
وَاِسمَاعِيلَ وَاليَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطاً وَکُلاًّ فَضَّلنَا عَلَى العَالَمِينَ وَمِن آبَائِهِم وَذُرِّيَّاتِهِم وَاِخوَانِهِم
وَاجتَبَينَاهُم وَهَدَينَاهُم اِلىٰ صِرَاطٍ مُستَقِيمٍ اُولٰئِکَ الَّذِينَ هَدَى اللهُ فَبِهُدَاهُمُ اقتَدِه﴾

(۱)

"یہ ہماری دلیل ہے جسے ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطا کیا اور ہم جس کو چاہتے ہیں اس کے درجات کو بلند کردیتے ہیں ۔بیشک تمہارا پروردگار صاحب حکمت بھی ہے اور باخبر بھی ہے اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق و یعقوب دئے اور سب کو ہدایت بھی دی اور اس کے پہلے نوح کو ہدایت دی اور پھر ابراہیم کی اولاد میں داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون قرار دئے اور ہم اسی طرح نیک عمل کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں ۔اور زکریا یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس کو بھی رکھا جو سب کے سب نیک کرداروں میں تھے ۔اور اسماعیل، الیسع ،یونس اور لوط بھی بنائے اور سب کو عالمین سے بہتر اور افضل بنایا ۔اور پھر ان کے باپ دادا، اولاد اور برادری میں سے اور خود انہیں بھی منتخب کیا اور سب کو سیدھے راستہ کی ہدایت کردی ہے۔۔۔یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے لہٰذا آپ بھی اسی ہدایت کے راستہ پر چلیں "

---

۱)سورۂ انعام آیت / ۸۳ ۔ ۹۰۔)

۶۔دعا کا رابطہ: آنے والی نسل کا گذشتہ نسل کے لئے دعا کرنا، خلف اور سلف کے درمیان سب سے بہتر اور محکم رابطہ ہے ۔ موجودہ نسل کا گذشتہ افراد کی سابق الایمان ہونے کی گواہی دینا ہے اور اللہ سے ان کی مغفرت اور رحمت کے لئے دعا کرنا ہے :

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (۱)

"اور جو لوگ ان کے بعد آئے اور ان کا کہنا یہ ہے کہ خدایا ہمیں معاف کردے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جنھوں نے ایمان میں ہم پر سبقت کی ہے اور ہمارے دلوں میں صاحبان ایمان کے لئے کسی طرح کا کینہ نہ قرار دینا کہ تو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے"

معلوم ہوا سلف صالح سے رابطہ برقرار رکھنا تربیت کے لحاظ سے اس دین کے راستہ کا اصل جزء ہے ۔

معلوم ہوا سلف صالح سے رابطہ برقرار ر

کہنا تربیت کے لحاظ سے اس دین کے راستہ کا اصل جزء ہے ۔ نسلوںکے درمیان باہمی رابطہ کے سلسلہ میں قرآن کریم کی ایسی ممتاز ثقافت موجود ہے جس کے ذریعہ قرآن کریم مومنین کو ایسے مسلمان خاندان کے درمیان نسلیں گذرجانے کے باوجود ارتباط کی دعوت دیتا ہے یہ رابطہ عہد ابراہیم سے بلکہ حضرت نوح کے زمانہ سے لیکر آج تک برقرار ہے ۔ جبکہ انبیائے عظام میں اولوا العزم پیغمبر بھی ہیں جیسے موسیٰ بن عمران ، عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اورانہیں میں آخری نبی پیغمبر خدا ہیں ۔ یہ باہمی رابطہ اس خاندان توحید کی سب سے اہم خصوصیت ہے ۔

---

۱)سورۂ حشر آیت / ۱۰ ۔)

زیارت

اس بات سے واقفیت کے بعدکہ تمام نسلوں میں میراث، تسالم، محبت اورملاقات کا رابطہ اس دین کی خصوصیات میں سے ہے ۔۔ ہم کو یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ وسائل کیا ہیں جن کی وجہ سے یہ رابطہ پیدا ہوتا ہے اور گذشتہ نسلوں کے لئے موجودہ نسل کے احساسات کا پتہ چلتا ہے ۔۔۔یہ وسائل اس مقصدتک پہنچنے کے لئے اسلامی تربیتی پہلوکی راہ ہموارکرنے میں موثر شمار ہوتے ہیں ۔

انبیاء علیہم السلام اور ان کے خلفاء ، اولیائے الٰہی اور اللہ کے صالح بندوں کی قبروں کی زیارت کرنا ، ان پر سلام بھیجنا، ان کے لئے دعاکرنا ، ان کے لئے نماز قائم کرنا، زکواۃ ادا کرنا اور امر بالمعروف کرنے کی گواہی دینا مومنین کی نسلوں کے درمیان اس ملاقات اوررابطہ کے اہم اسباب ہیں ۔

ان زیارتوں یعنی جن سے مومنین اولیاء اللہ اور مومنین کی قبروں کی زیارت نیزاس سے متصل سلام و دعا و شہادت کے ذریعہ مانوس ہوتے ہیں مومنین کی اس جماعت کے سلسلہ میں اپنے احساسات بیان کرتے ہیں جو ان سے پہلے ایمان لا چکے ،نمازیں قائم کرچکے ، امربا لمعروف اور نہی عن المنکر کرچکے ، ان سے پہلے توحید کی جانب دعوت کے پیغام کیلئے قیام کرچکے خداکی جانب ان کے لئے راستہ ہموار کرچکے لوگوں کو خداوند عالم کا عبادت گذار بنا چکے ان سے پہلے لوگوں کے درمیان کلمہ توحید کو بلند کرچکے ہیں ۔

اس احسان کے لئے زیارت کو وفا سے تعبیر کیا گیاہے یعنی اولاد کا اپنے آبا و اجداد سے وفاداری کا اظہار کرنا اس دوررائدمیں توحید ،نمازقائم کرنے اور زکات ادا کرنے کی جانب دعوت دینے کیلئے گواہی کی ضرورت ہے اور زیارت کا مطلب ہی فرزندوں کاآباو واجداد کے سلسلہ میں اور موجودہ نسل کا گذشتگان کے لئے گواہی دینا ہے۔

زیارت میں صلح وسلامتی اور محبت سے مرادگذشتہ نسلوں سے رابطہ برقرار رکھنا ہے اور حقیقت میں ملاقات، رابطہ اور ایک دوسرے پر رحم ،صالحین کی پیروی ان کی یاد سے متعلق ذکر الٰہی کو مجسم کرتا ہے ۔

مومنین اپنی زندگی میں فطری طورپر انبیاء صالحین بلکہ تمام مومنین کی قبروں سے مانوس ہوتے ہیں اور رسول خدا (ص) کے اصحاب، اُحد کے شہیدوں اور حمزہ علیہ السلام کی قبرکی زیارت کیا کرتے تھے جیسا کہ صحیح روایات میں وارد ہوا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا رسول اللہ (ص) جناب حمزہ علیہ السلام کی قبرکی زیارت کرنا ضروری سمجھتی تھیں اور یہ زیارتیں اکثر نماز، دعا، ذکر اور اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے ساتھ انجام پاتی ہیں اور ماثورہ زیارات میں یہ تمام باتیں ذکر ہوئی ہیں ۔

تعجب ہے بعض اسلامی مذاہب مسلمانوں کو انبیاء ائمہ المسلمین اور صالحین کی قبروں کی زیارت کرنے اور ان کی قبروں کے نزدیک دعا اور نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور اسلام کی اس عمومی روش سے اپنے کو الگ قرار دیتے ہیں جو صالحین کی قبروں کی زیارت کرنے جاتے ہیں ان کو قبروں کے نزدیک دعا نماز اور ذکر کرنے سے منع کرتے ہیں اور اس فعل کو اللہ کے بارے میں شرک سے تعبیر کرتے ہیں ۔

ہم اس کا سبب تو نہیں جانتے ہیں البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کے ظاہری امر اور مفاہیم نیز ان اقدار کو اچھی طرح نہیں سمجھا ہے جو زیارات کے سلسلہ میں بیان کی گئی ہیں ۔

اور ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ یہ برائی کس طرح کی برائی ہے جس سے مسلمانوں نے نہیں روکا جبکہ نصف صدی سے بڑی شدت کے ساتھ مسلمانوںکو اس چیز سے منع کیا جارہا ہے ۔

یا تو ہم نصف صدی سے سختی سے روکنے والوں کو غلطی سے متہم کریں۔

یا ہم ان پر توحید اور شرک کو صحیح نہ سمجھنے کا الزام لگائیں یعنی ان دونوں باتوں کو صحیح طریقہ سے درک نہیں کرپائیں ہیں ۔

خداوند عالم سب کو راہ راست کی ہدایت فرمائے اور اپنے صراط مستقیم پر اپنی خوشنودی کی جانب ہماری دستگیری فرمائے ۔

زیارتوں کی عبارات میں آنے والے معانی و مفاہیم کا جائزہ

رسول خدا اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی زیارت کے سلسلہ میں اہل بیت سے وارد ہونے والی روایات میں ہم افکار کے مختلف نہج پاتے ہیں ہم ان میں سے ذیل میں دو نمونے ذکر کر رہے ہیں :

پہلا نہج :وہ افکار جن کا امام اور امت کے درمیان سیاسی تعلق ہوتا ہے ۔ دوسرا نہج :وہ افکار جن کا زائر اور امام کے درمیان ذاتی تعلق ہوتا ہے ۔ ہم عنقریب ان دونوں طریقوں کے سلسلہ میں زیارتوں میں واردہونے والے مضامین بیان کریں گے ۔

زیارتوں میں سیاسی اور انقلابی پہلو

١۔زیارت کا عام سیاسی دائرہ سے رابطہ

اہل بیت علیہم السلام سے زیارتوں کے سلسلہ میں وارد ہونے والی روایات میں عقیدتی اور سیاسی قضیہ کا بہت وسیع میدان ہے اور سیاسی قضیہ سے ہماری مراد رسول اسلام (ص) کے بعد امامت اور ولایت کا مسئلہ ہے اور یہ وہ معتبر وسیلہ ہے جو بنی امیہ اور بنی عباس کے دور میںنیزاس کے بعدبھی سیاست دور میں اسلام کے اصل راستہ سے منحرف ہوجانے کے بعدجاری وساری رہا ہے۔ اسلامی حکومتوں پر ایسے افراد نے بھی حکومت کی ہے جواسلام اور عالم اسلام کی نظر میں قابل اطمینان نہیں تھے انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا اہل بیت علیہم السلام نے اپنے دورکی اس طرح کی حکومتوں کا مقابلہ کیا ۔

اموی اور عباسی، مضبوط حکومتوں سے ٹکراتے رہنے کی بنا پرشیعہ ادب اور ثقافت میں واضح آثار رونما ہوئے اور اسی وقت سے اہل بیت علیہم السلام کی اتباع کرنے والے شیعوں کو رافضہ کے نام سے پہچانا جانے لگا چونکہ انہوں نے بنی امیہ اور بنی عباس کے خلفاکی ولایت کا انکار کیا تھا ۔

شیعی سیاسی فکر اور شیعی سیاسی ادب کو اس وقت سے رفض کا رنگ دیا گیا جب معاویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے مختلف بہانوں اور مکاریوں سے حکومت لی اور یہ رنگ بنی عباس کی حکومت کے اختتام تک باقی رہا۔ اس سیاسی جنگ اور سیاسی معارضہ کی اہل بیت علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعاؤں میں واضح طورپر عکاسی کی گئی ہے خاص طورسے امام امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت میں چونکہ ان دونوں اماموں کا دورتاریخ اسلام میں مقابلہ اور ٹکراؤ کا سب سے سخت دور تھا۔

اور شاید اسی سبب کو حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی زیارتوں میں کثرت کے ساتہ ذکر کیا گیا ہے۔

اور ان دونوں اماموں سے واردہونے والی زیارتوں کادوسرے تمام ائمہ سے وارد ہونے والی زیارتوں سے مقدار اور کیفیت میں فرق ہے۔

اس سیاسی قضیہ کاخلاصہ زیارتوں میں بیان ہوا ہے جیسا کہ ہم نے اس کا شہادت اور موقف کے عنوان میںتذکرہ کیا ہے جن میں پہلاشہادت کے بارے میں ہے اور دوسرا سیاست کے متعلق ہے۔ ہم موقف کو شہادت کے بعد بیان کریں گے۔

بیشک سیاسی موقف ہر جنگ اور اختلاف کے موقع پر قضاوت کے دائرہ کا خلاصہ ہوتا ہے قضاوت حق دو جھگڑاکرنے والوں کے درمیان قاطع حکم کانام ہے، اس وقت اس حکم کی روشنی میں جس کو قضاوت معین کرتی ہے اس سے سیاسی موقف معین ہوتا ہے۔

ایسے میں سب سے انصاف کرنے والاخود انسان کا ضمیر ہوتا ہے وہ انصاف جس کو خدا نے انسان کی فطرت میں ودیعت کیا ہے۔

اسی طرح اس الٰہی محکمہ میں اہل بیت علیہم السلام کے زائرکو یہ گواہی دینی پڑے گی کہ حق اہل بیت علیہم السلام کا حصہ ہے اور انہیں کے ساتہ ہے، اور اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں کے خلاف یہ گواہی دے کہ وہ حق سے منحرف اور باطل کی طرف رجحان رکھنے والے تھے۔ پھر اس گواہی کے راستہ پر ولایت، برائت، روگردانی و سلام و لعنت کا موقف معین ہوتا ہے اب ہم ذیل میں شہادت اور موقف میں سے ہر ایک کے سلسلہ میں اہل بیت علیہم السلام سے منقولہ زیارات کی چند عبارتوں کاتذکرہ کرتے ہیں:

الف: شہادت

مقابلہ کے پہلے مرحلہ میں رسالت کی گواہی

جناب عمار کی زبانی جنگ کی دو قسمیں ہیں، ایک جنگ جو تنزیل قرآن پر ہوئی جو بدر اور احد میں ہوئی تھی اور دوسری جنگ تاویل قرآن پر ہوئی جو جمل، صفین اور کربلا میں ہوئی تھی یہ دونوں جنگیں آج تک قائم ہیں اور یہ آخر تک قائم رہیں گی ۔ ہم پہلی جنگ کے سلسلہ میں حضرت رسول خدا (ص) کی زیارت میں پڑھتے ہیں :

اشهد یارسول الله مع کل شاهد وا تحملها عن کلّ جاد: انک قد بلّغت رسالات ربّک، ونصحت لامتک، وجاهدت فی سبیل ربّک، واحتملت الاذیٰ في جنبه، ودعوت الیٰ سبیله بالحکمة والموعظة الحسنة الجمیلة، وادّیت الحقّ الذي کان علیک، وانّک قد روفت بالمومنین وغلظت علیٰ الکافرین، وعبدت الله مخلصاً حتیٰ اتاک الیقین، فبلغ الله بک اشرف محل المکرمین، واعلیٰ منازل المقرّبین، وارفع درجات المسلمین حیث لایلحقک لاحق، ولایفوقک فائق، ولایسبقکَ سابق، ولایطمع فی ادراکک طامع۔ ’’میں شہادت دیتا ہوں اے خدا کے رسول تمام شاہدوں کے ساتھ اورتمام منکروں کے مقابلہ میں کہ آپ نے اپنے پروردگار کے پیغامات کو پہنچایا، اپنی امت کو نصیحت کی، راہ خدا میں جہاد کیا، اس کی راہ میں ہر زحمت کو برداشت کیا، لوگوں کو راہ خدا کی دعوت دی حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ اوروہ سب کچھ ادا کردیا جو آپ کے ذمہ تھا، آپ نے مومنین پر مہربانی کی اور کافروپر سختی کی اور خلوص سے اللہ کی عبادت کی یہاں تک کہ زندگانی کا خاتمہ ہوگیا خدا آپ کو بزرگ بندوںکی عظیم ترین منزل تک پہونچائے اورآپ کو مقربین کے بلند ترین مرتبہ پرفائزکرے اورمرسلین کے عظیم ترین درجہ تک پہنچادے جہاں تک کوئی پہونچنے والا نہ پہنچ سکے اور کوئی اس سے بالاتر نہ جاسکے اور کوئی اس سے آگے نہ نکل سکے اورکسی میں اس منزل کو حاصل کرنے کی طمع بھی نہ ہو سکے‘‘

احد کے شہیدوں کی قبروں کی زیارت کے سلسلہ میں پڑھتے ہیں :

واشهدکم انکم قدجاهدتم فی الله حقّ جهاده وذببتم عن دین الله وعن نبیه،وجدتم بانفسکم دونه،واشهد انکم قُتِلْتُمْ علیٰ منهاج رسول الله، فجزاکم الله عن نبیه وعن الاسلام واهله افضل الجزاء،وعرفناوجوهکم في رضوانه مع النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولٰئِکَ رفیقاً

’’اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حضرات نے راہ خدا میں جہاد کا حق ادا کیا اور دین خدا اور رسول خدا سے دفاع کیا اور اپنی جان قربان کردی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ لوگ رسول اللہ کے طریقہ پردنیا سے گئے خدا آپ کو اپنے پیغمبر اور اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے بہترین جزادے اور ہمیں محل رضااور محل اکرام میں آپ کی زیارت نصیب کرے جہاں آپ انبیاء، صدیقین ، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے جوبہترین رفقاء ہیں ‘‘

مقابلہ کے دوسرے مرحلہ میں امام علیہ السلام کی گواہی

اس گواہی کو زائرتاویل قرآن پر جنگ کر کے دائرئہ حدود میں ثبت کرتا ہے ہم ان فقروں کو امام امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کے سلسلہ میں اس طرح پڑھتے ہیں :

اللھم اِنِّیْ اَشْھَدُانّہٗ قَدْبلَّغَ عن رسولک ماحمّل ورعیٰ مااستحفظ،وحفظ مااستودع،وحلل حلالک،وحرَّم حرامک،واقام احکامک،و جاھد الناکثین فی سبیلک،والقاسطین فی حکمک،والمارقین عن امرک،صابراً،محتسباًلاتاخذہ فیک لومة لائمٍ"۔

"خدایا میں گواہی دیتا ہوں کہ امیر المومنین نے تیرے رسول کی طرف سے دئے گئے بارکوپہونچا دیا اور اس کی رعایت کی جس کی حفاظت چاہی گئی اور جو امانت رکھی گئی تھی اس کی حفاظت کی اور تیرے حلال کو حلال اور تیرے حرام کو حرام باقی رکھا اور تیرے احکام کو قائم کیا اورناکثین(طلحہ اور زبیر)کے ساتھ تیری راہ میں جہاد کیا اورقاسطین اور مارقین کے ساتھ تیرے حکم سے صبر اور تحمل کے ساتھ جہاد کیا اور تیری راہ میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی کوئی پرواہ نہیں کی "

رسول اسلام (ص)کی بعثت کے دن سے مخصوص زیارت میں اس طرح پڑھتے ہیں :

کنت للمومنین ابارحیماً وعلیٰ الکافرین صباوغلظة وغیظاً،وللمومنین غیثاوخصباوعلما،لم تفلل حجّتک،ولم یزغ قلبک،ولم تضعف بصیرتک ولم تجبن نفسک کنت کالجبل،لاتحرّکہ العواصف،ولاتزیلہ القواصف،کنت کماقال رسول اللّٰہ قویافی بدنک،متواضعاًفی نفسک،عظیماًعند اللّٰہ،کبیراًفي الارض،جلیلاًفي السماء،لم یکن لاحد فیک مھمزولالخلق فیک مطمع ولا لاحد عنک ھوادہ،یوجد الضعیف الذلیل عندک قویاعزیزاًحتیّٰ تاخذلہ بحقہ والقوي العزیزعندک ضعیفاًحتیّٰ تاخذ منہ الحقّ"۔"آپ مومنین کے لئے رحم دل باپ تھے ۔۔۔آپ کافروں کے لئے سخت عذاب اوردردناک سزا تھے اور مومنوں کے لئے باران رحمت ہریالی اور علم کی حیثیت سے تھے آپ کی حجت کند نہیں ہوئی اور آپ کا دل کج نہیں ہوا آپ کی بصیرت کمزور نہیں ہوئی آپ کا نفس ڈرا نہیں آپ اس پہاڑ کے مانند تھے جس کو تیز ہوا ہلا نہیں

سکتی اور آندھیاں اس کو ہٹا نہیں سکتیں آپ ویسے قوی بدن تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا اور اپنے نفس میں متواضع تھے اور خدا کے نزدیک عظیم تھے ،زمین میں کبیر تھے اور آسمان میں جلیل تھے آپ کے بارے میں کسی کے لئے نکتہ چینی کا مقام نہیں ہے اور نہ کسی کہنے والے کے لئے اشارہ ہے اور آپ کے بارے میں کسی مخلوق کو غلط طمع ہے اور نہ کسی کے لئے بیجا امید ہے اپ کے نزدیک ہر ضعیف وکمزور وذلیل قوی اور عزیز رہتا ہے یہاں تک کہ آپ اس کے لئے اس کا حق لے لیں اور قوی عزت دار آپ کے نزدیک کمزور ہوتا ہے یہاں تک کہ اپ اس سے حق لے لیں'

دوسرے مرحلہ میں تاویل قرآن پر جنگ کرنے کی گواہی

اس کا پہلا حصہ تاویل کے دائرئہ میں جنگ صفین سے متعلق ہے اور دوسرا حصہ کربلا سے متعلق ہے اور کربلا میں اس سلسلہ کی جنگ واضح وآشکار طور پر واقع ہوئی اس میں قلب سلیم رکھنے والے کے لئے کوئی شک وشبہ نہیں ہے اس کا ہروہ شخص گواہ ہے جس کے پاس دل ہے یا جو قوت سماعت کا مالک ہے ۔

اس جنگ میں امام حسین علیہ السلام اپنے ساتھ اپنے اہل بیت اور اصحاب میں سے بہتّر افراد نیز ایسی مومن جماعت کے ساتھ کھڑے ہوئے جو میدان کربلا میں کسی وجہ سے یا بلا وجہ غیر حاضر رہے ۔۔۔اور دوسری طرف یزید آل امیہ اور ان کی شامی اور عراقی فوج نے قیام کیا ۔

اس جنگ میں کسی شک وشبہ کے بغیر دونوں طرف کے محاذ اچھی طرح واضح ہو جاتے ہیں چنانچہ امام حسین علیہ السلام نبوت کی ہدایت کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں اوریزید سرکشوں ،جباروں اور متکبروں کی بری شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے ۔ کربلا ان دونوں جنگوں کے مابین حد فاصل ہے واقعہ کربلا سے لیکر آج تک کسی پر اس جنگ کا امر ومقصد مخفی نہیں رہاہے اور وہ حق وباطل کی شناخت نہ کر سکا ہو مگر اللہ نے جس کی آنکھوں کا نور چھین لیا اس کے دلوں اور آنکھوں پر مہر لگادی اور ان کی آنکھوں پر پردے ڈالدئے ہیں ۔

اس جنگ کے دائرہ حدود میں زائر حضرت امام حسین علیہ السلام فرزند رسول کے لئے نماز قائم کرنے زکات ادا کرنے اور فی سبیل اللہ جہاد کرنے کی گواہی دیتا ہے اور اس کے بعد اس جنگ کے پس منظر کو برقرار رکھتے ہوئے اس سلسلہ کو واقعہ کربلا کے بعد خدا کی طرف سے امامت ولایت اور قیادت سے متصل کرتا ہے ہم اس گواہی کے سلسلہ میں بہت سے فقرے حضرت امام حسین السلام کی زیارت میں پڑھتے ہیں :اشھدانک قد بلغت عن اللہِ مَاامرک به ولم تخش احدا غیرہ،وجاھدت فی سبیله،وعبد ته،مخلصاًحتیّٰ اتاک الیقین واشھد انک کلمة التقویٰ،والعروة الوثقیٰ،والحجة علیٰ مَن یبقیٰ واشھد انک عبد اللہ وامینه،بلّغت ناصحاًوادیت اميناً،وقُتلتَ صدّیقاً،ومضیت علیٰ یقین،لم توثرعمیٰ علیٰ ھدیٰ،ولم تُمل من حق الیٰ باطل اشھد انک قد اقمت الصلاة ،وآتیت الزکاة ،وامرت بالمعروف ونھیت عن المنکرواتبعت الرسول وتلوت الکتاب حقّ تلاوته و دعوت الیٰ سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة اشھد انک کنت علیٰ بیّنة من ربک قدبلّغت ماأُمرت به وقمت بحقّهِ،وصدّقت مَن قبلک غیرواھن ولا موھن اشھد ان الجھاد معک،وان الحقّ معک والیک وانت اھله و معدنه،و میراث النبوة عندک"۔

"اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کے اس پیغام کو پہنچایا جس کا اس نے آپ کو حکم دیاتھا اور آپ خدا کے علاوہ کسی سے خائف نہیں ہوئے اورآپ نے راہ خدا میں جہاد کیا اور اس کی خلوص کے ساتھ عبادت کی یہاں تک کہ آپ کو موت آگئی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کلمہ تقویٰ اور عروہ وثقیٰ اور اہل دنیا پر حجت ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندہ اور اس کے امین ہیں ، آپ نے ناصحانہ انداز میں پیغام حق پہنچایا اور امانت کو ادا کیا آپ صدیق شہید کئے گئے ، اوریقین پر دنیا سے گئے ،ہدایت کے بارے میں کبھی گمراہی کو ترجیح نہیں دی اور کبھی حق سے باطل کی طرف مائل نہیں ہوئے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز قائم کی ،اور زکوٰۃ ادا کی اور نیکیوں کا حکم دیابرائیوں سے روکا اور رسول کا اتباع کیا اور قرآن کی تلاوت کی جوتلاوت کا حق تھا اور حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعہ اپنے رب کی راہ کی طرف بلایا، میں گواہی دیتا ہوںکہ آپ اپنے رب کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے اور جو آپ کو حکم دیا گیا تھاآپ نے اسی کو پہنچایا، اس کے حق کے ساتھ قیام کیاجس نے آپ کو قبول کیا اس کی آپ نے اس طرح تصدیق کی کہ نہ اس کی کوئی توہین ہواور نہ آپ کی توہین ہو ، میں گواہی دیتا ہوں کہ جہاد آپ کے ساتھ ہے اور حق آپ کی طرف ہے آپ ہی اس کے اہل اور اس کا معدن ہیں " وارثت کی گواہی

یہی وہ امامت ہے جس کی ہم نے اس زیارت میں گواہی دی ہے اور وہ امامت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد آپ کی نسل درنسل باقی رہے گی یہ امامت درمیان میں منقطع ہونے والی نہیں ہے یہ امامت ائمہ توحید کی امامت ہے جو تاریخ میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے مستقر ہوئی ہے حضرت آدم حضرت نوح اور حضرت ابراہیم سے رسول خدا (ص) حضرت علی اورامام حسن تک پہنچی ہے حضرت امام حسین علیہ السلام اس امامت کی تمام ارزشوں اور ذمہ داریوں کے وارث ہیں :

﴿انّ الله اصط فٰی آدَمَ وَنُوحْاًوَآلَ اِبرْٰهِیمْ وَآلَ عِمرْٰانَ عَل یٰ العْٰالَمِینْ ذُرِّیَّةً بَعضْهُٰا مِن بَعضٍْ

وَاللهٰ سَمِیعٌْ عَلِیمٌْ ﴾ (۱)

"اللہ نے آدم ،نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو منتخب کرلیا ہے یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور جاننے والا ہے"

حضرت امام حسین علیہ السلام کربلا میں اس وارثت کے عہدہ دار تھے :امام حسین علیہ السلام اس عظیم میراث کو کربلا تک لے گئے تاکہ لوگ اس کے ذریعہ دلیل پیش کریں اس کا دفاع کریں اس

---

۱)سورئہ آلِ عمران آیت/ ۳۳ ـ ۳۴ ـ)

کی مخالفت کرنے والوں سے جنگ کریں یہ بلاغ المبین اسی رسالت کے لئے ہے جس میراث کو حضرت امام حسین علیہ السلام نے آل ابراہیم اور آل عمران سے پایا تھا۔

اس معرکہ کے وسط میں زائر حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے گواہی دیتا ہے:

۱۔اس مقام پر واضح طور پر یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی یزید سے جنگ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نمرود سے مقابلہ اسی طرح حضرت موسیٰ کا فرعون سے ٹکراؤ اور رسول خدا (ص) کی ابو سفیان سے مخالفت نیز حضرت علی کی معاویہ سے جنگ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۲۔تمام مرحلوں میں اس جنگ کا محور، روح توحید ہے۔

۳۔جو میراث حضرت امام حسین علیہ السلام کو آل ابراہیم اور آل عمران سے ورثہ میں ملی جس کے لئے آپ نے کربلا کے میدان میں قیام کیا وہ میراث آپ کے بعد آپ کی ذریت میں موجود رہی انصار جنھوں نے امام حسین علیہ السلام کا اتباع کیا اسی طرح یہ میراث ان کے تابعین جو آل ابراہیم اور آل عمران کی راہ سے ہدایت حاصل کرتے رہے ان میں باقی رہی۔

ہم صالحین کی وراثت کے سلسلہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے لئے زیارت وارثہ کے جملے پڑھتے ہیں:

السلام علیک یاوارث آدم صفوۃاللہ ،السلام علیک یاوارث نوح نبي اللّٰہ السلام علیک یاوارث ابراھیم خلیل اللہ ،السلام علیک یاوارث مو سیٰ کلیم اللہ،السلام علیک یاوارث عیسیٰ روح اللّٰہ،السلام علیک یاوارث محمّدحبیب اللّٰہ،السلام علیک یاوارث امیرالمومنین ولي اللہ

"سلام آپ پر اے آدم صفی اللہ کے وارث، سلام آپ پر اے نوح نبی خدا کے وارث، سلام آپ پر اے ابراہیم خلیل خدا کے وارث، سلام آپ پر اے موسیٰ کلیم اللہ کے وارث، سلام آپ پر اے عیسیٰ روح اللہ کے وارث، سلام ہو آپ پر اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ حبیب خدا محمد مصطفیٰ کے وارث، سلام ہو آپ پر اے امیرالمومنین ولی اللہ کے وارث"

آل ابراہیم اور آل عمران کی اس وراثت کی اگرچہ قرآن کی آیت کے مطابق ایک نسل ذریت کی طرف نسبت دی گئی ہے:

﴿ذُرِّيَّةً بَعضُهَامِن بَعضٍ﴾ (۱)

"یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے" مگر یہ کہ یہ رسول خدا (ص) اور مولائے کائنات کی جانب فرزندی کی طرف ذریتی انتساب کے عنوان کے علاوہ ایک اور عنوان ہے کیونکہ یہ عنوان براہ راست اس شہادت کے بعد وارد ہوا ہے:

"السلام علیک یابن محمّد المصطفیٰ، السلام علیک یابن علی المرتضیٰ السلام علیک یابن فاطمۃ الزہراء السلام یابن خدیجۃ الکبری"

"سلام آپ پر اے محمد مصطفی کے فرزند سلام آپ پر اے علی مرتضیٰ کے دلبند سلام آپ پر اے فاطمہ زہرا کے لخت جگر سلام آپ پر اے خدیجۃ الکبریٰ کے فرزند"

شاہد و مشہود

زیارتوں میں گواہی سے متعلق روایات میں شاہد اور مشہود کے درمیان کوئی ربط نہیں ہے ان گواہیوں میں زائر جس کی زیارت کر رہا ہے اس کی گواہی دیتا ہے:

انّک قد اقمت الصلاۃ وآتیت الزکاۃ وامرت بالمعروف ونہیت عن المنکروجاہدت فی سبیل اللہ حقّ جہادہ

"بیشک آپ نے نماز قائم کی زکوٰۃ ادا کی اور نیکیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے روکا اور اللہ کی

---

۱) سورۂ آل عمران آیت/ ۳۴۔

راہ میں جہاد کیا جو جہاد کا حق تھا "پس زائر شاہد اور جس کی زیارت کر رہا ہے وہ مشہودلہ ہے اور اس کا عکس بھی صحیح ہے

بیشک اللہ کے انبیاء علیہم السلام اس کے رسول اور ان کے اوصیاء امتوں پر شاہد ہیں اور رسول اللہ (ص) ان کے اوصیاء اس امت کے شاہد ہیں۔

خدا وند عالم کا ارشاد ہے: ﴿وَیومَ نبعثُ فی کُلّ اُمّۃٍ شھیداًعلیھم مِن انفُسِھم وَجِئْنٰابک شھیداًعلیٰ ھٰولاء ﴾ (۱)

"اور قیامت کے دن ہم ہر گروہ کے خلاف انہیں میں کا ایک گواہ اٹھائیں گے اور پیغمبر آپ کو ان سب کا گواہ بنا کر لے آئیں گے ۔۔۔"

﴿یااَیُّھاالنَّبِیُّ اِنَّاارسَلنٰاک شَاھِداًوَمُبَشِّراًوَنَذِیرْاً ﴾ (۲)

"اے پیغمبر ہم نے آپ کو گواہ، بشارت دینے والا ،عذاب الٰہی سے ڈرا نے والا" ﴿کَذٰلِکَ جعلنٰاکُم اُمَّۃً وَسَطاًلِتَکُونُواشُھَدَاءَ عَلیٰ النَّاسِ وَیَکُونَ الرَّسُولُ عَلَیکُم شَھِیدْاً ﴾ (۳)

"اور تحویل قبلہ کی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو اور پیغمبر تمہارے اعمال کے گواہ رہیں" (﴿وَلِیَعلَمَ اللہ الَّذِینَ آمَنُواوَیَتَّخِذَمِنکُم شُھَدَاءَ ﴾ (۴)

---

۱)سورئہ نحل آیت/ ۸۹ ۔)

۲)سورئہ احزاب آیت/ ۴۵ ۔)

۳)سورئہ بقرہ آیت/ ۱۴۳ ۔)

۴)سورئہ آل عمران آیت/ ۱۴۰ ۔)

"تاکہ خدا صاحبان ایمان کو دیکھ لے اور تم میں سے بعض کو شہداء قرار دے اور وہ ظالمین کو دوست نہیں رکھتا ہے"

﴿فاو ئِلکَ مَعَ الَّذِينْ انعْمَ الله عَلَيهْمِ مِنَ النَّبِيّينْ وَالصِدّيِقيِنْ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينْ﴾ (1)

"وہ ان لوگوں کے ساتھ رہے گا جن پر خدا نے نعمتیں نازل کی ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین"

پس زائرین شاہد کی منزل سے مشہود کی منزل میں پہونچ جاتے ہیں اسی طرح مشہود لہ جن کے لئے ہم نماز زکات، امر بالمعروف اور جہاد کی گواہی دیتے ہیں وہ شاہد بن جاتے ہیں۔

زیارتوں میں وارد ہوا ہے: انتم الصراط الاقوم وشهداء دارالفناء وشفعاء دارالبقاء

اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی آٹھویں زیارت میں آیا ہے:

مضیت للذی کنت علیه شهیداًوشاهداًومشهوداً

"اور جس مقصد پر آپ تھے اسی پر شہید ہوئے اور شاہد و مشہود ہوئے"

---

1) سورۂ نساء آیت / 69۔)

ب: الموقف

شہادت کے فیصلہ میں حکم کا تابع ہے۔

اور حکم سیاست میں موقف کا تابع ہوتا ہے۔

موقف کو واضح و صاف شفاف اورقوی ہونا چاہئے نیز نفس کو قربانی اور فداکاری کے لئے آمادہ ہونا چاہئے۔

اور مسلمانوں کی تاریخ صفین اور کربلا جیسے واقعات میں ان افراد سے مخصوص نہیں ہے جو اس حادثہ کے زمانہ میں موجود تھے بلکہ یہ موقف خوشنودی، رضایت، محبت اور دشمنی کا لحاظ ان افراد کے لئے بھی ہوگا جو اُس حادثہ کے زمانہ میں موجود نہیں تھے۔

تاریخ میں یہ ایام فرقان کی خصوصیات میںسے ہے جن میں لوگ دو ممتاز محاذوں میں تقسیم ہوجاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک سے اختلاف بر طرف ہوجاتا ہے جس کی بناء پر حق اور باطل کسی شخص پر مخفی نہیں رہ جاتا مگر یہ کہ اللہ نے اس کے دل، کان اور آنکھ پر مہر لگا دی ہو۔

یہ ایام لوگوںکو دو حصوں میںتقسیم کرتے رہے ہیں اور اُن کو تاریخ میںخوشنودگی ناراضگی، محبت اوردوستی کی بنا پردو حصوں میں تقسیم کرتے رہے ہیں اور تیسرے فریق کو میدان میں چھوڑتے رہے ہیں صفین اور کربلا انہیں میں سے ہے۔

جو شخص بھی دونوبر سرپیکار فریقوں کو درک کرکے بدر، صفین اور کربلا کے واقعہ کا جائزہ لے وہ یا تو اِس فریق کی طرفداری کرے گا اوراس محاذمیں داخل ہو جائیگا یا دوسرے فریق کی طرفداری کرے گا اور دوسرے محاذمیں داخل ہو جائیگا اس کو ان دونوں میں سے کسی ایک سے مفر نہیں ہے اوریہی موقف ہے۔ خداوندعالم سید حمیری پر رحم کرے جنھوں نے اس تاریخی پہلو کو حق اور باطل کے درمیان ہونے والی جنگ کو اشعار میں بیان کیا ہے: انی ادین بما دان الوصی به یوم الربیضة من قتل المحلینا وبالذی دان یوم النهر دنت له وصافحت کفه کفی بصفینا تلک الدماء جمیعاربّ فی عُنُقی ومثله معه آمین آمینا

"میں جنگ جمل کے دن اسی موقف کا حامل ہوں جس کو مولائے کائنات نے اختیار کیا تھایعنی مخالفین کو قتل کرنا" "اور نہروان کے دن بھی ایسے ہی موقف کا حامل ہوں اورمیرایہی حال صفین کے سلسلہ میں ہے"

"پروردگار وہ سارے خون میری گردن پر ہیں اور مولائے کائنات کے ساتہ ایسے وقائع میں ہمراہی کے لئے میں ہمیشہ آمین کہتا رہتا ہوں"

جو کچہ صفین اور کربلا کی جنگ میں رونما ہوا وہ حقیقی اور آمنے سامنے کی جنگ تہی جو مصاحف کے اٹہ جانے اور حکمین کے صفین میں حکم کرنے اور کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے شہید ہوجانے سے منقطع نہیں ہوئی بلکہ صفین اور کربلا کو مخصوص طورپر یاد کیا جانے لگا اس لئے کہ یہ ہمارے نظریہ کے مطابق تاریخ اسلام میں حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والی جنگیں تین ہیں جنگ بدر، صفین اور کربلا تاریخ اسلام میں ان ہی تینوں کو ایام فرقان کہا جاتا ہے ۔

یہ جنگ آج بہی فریقین کے درمیان اسی طرح باقی وساری ہے ۔۔۔یہ تاریخ ہے۔ اگرچہ تاریخ موجودہ امت کے لئےیہی سیاسی اور متمدن تاریخ کی ترکیب شدہ شکل ہے اور ماضی (گمزرے ہوئے زمانہ) اور موجودہ زمانہ میں فاصلہ ڈالنا نہ ممکن ہے اور نہ ہی صحیح ہے ۔چونکہ فرزند اپنے آباء و اجداد سے "مواقع" اور" مواقف "میں میراث پاتے ہیں ۔ موقف سے ہماری مرادتاریخ میں حادث ہونے والے واقعات ہیں اور واقعہ حادث ہونے کے وقت انسان پر اپنے رفتار وگفتار سے عکس العمل دکہانا واجب ہے اس کو موقف کہا جاتاہے۔تو جب یہ جنگ ثقافتی جنگ تہی اور سمندر کے کسی جزیرہ یا زمین کے کسی ٹکڑے سے مخصوص نہیں تہی تو یہ جنگ یقینا ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوگی ماضی کو پارہ کرکے حال سے متصل ہوجائیگی اور اس کو اولاد اپنے آباء و اجداد سے میراث میں پائیگی ایسی صورت میں موقف کو موقع سے جدا کرنا ممکن نہ ہوگا جس کی بناءپریہ مواقع موجودہ نسل کی طرف دونوں برسرپیکار فریقوں میں سے ہرایک کے موقف کی حمایت کی بناء پرمنتقل ہوجائیں گے ۔

یہ میراث ایک فریق سے مخصوص نہیں ہے بلکہ جس طرح مواقع و مواقف سے صالحین کو صالحین کی میراث ملتی ہے اسی طرح مستکبرین اور ان کی اتباع کرنے والے مستکبرین کے مواقع اور مواقف کی میراث پاتے ہیں ۔ہم اہل بیت علیہم السلام سے مروی روایات میں واضح طورپر مواقف کی میراث کا مختلف صورتوں میں زیارتوں میں مشاہدہ کرتے ہیں ہم ذیل میں ان کے کچہ نمونے پیش کرتے ہیں : ولایت و برائت

اس کا آشکار نمونہ اولیاء اللہ سے دوستی اور خدا کے دشمنوں سے دشمنی کرنا ہے اس دوستی اور دشمنی کا مطلب ان جنگوں اور ٹکراؤ سے خالی ہونا نہیں ہے بلکہ یہ تو اس کا ایسا جزء ہے جو اِن جنگوں میںسیاسی موقف سے جدا نہیں ہو سکتا جس کو اسلام نے دو حصوں میں تقسیم کردیا ہے ہم دوستی کے سلسلہ میں زیارت جامعہ معروفہ میں پڑھتے ہیں :

اشهد الله واشهدكم انى مومن بكم وبماآمنتم به، كافربعدوكم وبما كفرتم به مستبصربكم وبضلالةمن خالفكم،موال لكم ولاوليائكم مبغض لاعدائكم ومعادٍلهم،سلم لمن سالمكم وحرب لمن حاربكم محقق لماحققتم، مبطل لماابطلتم

"میں خدا کو اور آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں آپ پر اور ہر اس چیز پر ایمان رکھتا ہوں جس پر آپ کا ایمان ہے ،آپ کے دشمن کا اور جس کا آپ انکار کردیں سب کا منکر ہوں آپ کی شان کو اور آپ کے دشمن کی گمراہی کو جانتا ہوں ۔آپ کا اور آپ کے اولیاء کا دوست ہوں اور آپ کے دشمنوں کا دشمن ہوں اور ان سے عداوت رکھتا ہوں اس سے میری صلح ہے جس سے آپ نے صلح کی ہے اور جس سے آپ کی جنگ ہے اس سے میری جنگ ہے جسے آپ حق کہیں وہ میری نظر میں بھی حق ہے اور جس کو آپ باطل کہیں وہ میری نظر میں بھی باطل ہے "

زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام میں پڑھتے ہیں : لعن الله امةاسست اساس الظلم والجورعليكم اهل البيت،ولعن الله امة دفعتكم عن مقامكم وازالتكم عن مراتبكم التى رتبكم الله فيها

"خدایا !اس قوم پر لعنت کرے جس نے آپ کے اہل بیت پر ظلم وجور کئے اور اس قوم پر لعنت کرے جس نے آپ کو آپ کے مقام سے ہٹادیا اور اس جگہ سے گرادیا جس منزل پر خدا نے آپ کو رکھا تھا " اور

اللهم العن اول ظالم ظلم حقّ محمّدوآل محمّدوآخرتابع له على ذلك،اللهم العن العصابةالتى جاهدت الحسين وشايعت وتابعت على قتله اللهم العنهم جميعا

"خدایا !اس پہلے ظالم پر لعنت کر جس نے محمد وآل محمد پر ظلم کیا ہے اور اس کا اتباع کرنے والے ہیں ۔خدایا !اس گروہ پر لعنت کر جس نے حسین سے جنگ کی اور جس نے جنگ پر اس سے اتفاق کر لیا اور قتل حسین پر ظالموں کی بیعت کرلی "

زیارت عاشوراء غیر معروفہ میں آیا ہے:

اللهم وهذايوم تجددفيه النقمةوتنزل فيه اللعنةعلى يزيدوعلى آل زياد وعمربن سعدوالشمر اللهم العنهم والعن مَن رضي بقولهم وفعلهم من اول وآخر لعناً كثيرا واصلهم حرنارک واسكنهم جهنم وساء ت مصيرا،واوجب عليهم وعلى كلّ مَن شايعهم وبايعهم وتابعهم وساعدهم ورضي بفعلهم لعناتک التي لعنت بهاكل ظالم وكل غاصب وكل جاحد،اللهم العن يزيدوآل زيادوبنى مروان جميعا،اللهم وضاعف غضبک وسخطک وعذابک ونقمتک على اوّل ظالم ظلم اهل بيت نبيک،اللهم والعن جميع الظالمين لهم وانتقم منهم انک ذونقمةمن المجرمين

"خدایا ! یہ وہ دن ہے جب تیرا غضب تازہ ہوتاہے اور تیری طرف سے لعنت کا نزول ہوتا ہے یزید، آل زیاد، عمر بن سعد اور شمر پر۔ خدایا ان سب پر لعنت کر اور ان کے قول و فعل پر راضی ہوجانے والوں پر بھی لعنت کر چاہے اولین میں ہو یا آخرین میں سے کثیر لعنت فرما اور انہیں آتش جہنم میں جلادے اور دوزخ میں ساکن کردے جو بد ترین ٹھکانا ہے اور ان کے لئے اور ان کے تمام اتباع اور پیروی کرنے والوں اور ان کے فعل سے راضی ہوجانے والوں کے لئے ان لعنتوں کے دروازے کو کھول دے جو تو نے کسی ظالم ،غاصب ،کافر، مشرک اور شیطان رجیم یا جبار و سرکش پرنازل کی ہے۔ خدا لعنت کرے یزید و آل یزید اور بنی مروان پر خدایا اپنے غضب اپنی ناراضگی اور اپنے عذاب و عقاب کو مزید کردے اس پہلے ظالم پر جس نے اہل بیت پیغمبر پر ظلم کیا ہے اور پھر ان کے تمام ظالموں پر لعنت کر اور ان سے انتقام لے کہ تو مجرمین سے انتقام لینے والا ہے"

رضا اور غضب

دوستی اور دشمنی میں رضا اور غضب بھی داخل ہے: رضا یعنی جس سے اولیاء اللہ راضی ہوتے ہیں غضب جن سے اولیاء اللہ غضب ناک ہوتے ہیں ۔ خوشی اور غضب، محبت اور عداوت ایمان کی واضح نشانیاں ہیں اور ان کے ستون میں سے ہیں یہ سیاسی موقف کے لئے عمیق فکر ہے ان دونوں (رضا اور غضب) کے بغیر سیاسی موقف مضمحل اور پائیدار نہیں ہے ۔

یہ وہ رابطہ اور ذاتی ایمان ہے جو سیاسی موقف کو عمق، مقاومت اور استحکام عطا کرتا ہے رضا اور غضب کے سلسلہ میں زیارت صدیقہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام میں آیا ہے:

اشهدالله ورسله وملائکته انیراض عمّن رضیت عنه ساخط علی مَن سخطت علیه،متبرء ممن تبرّئت منه موالٍ لمن والیت معادٍلمن عادیت مبغض لمن ابغضت،محبّ لمن احبّبت

"میں اللہ، رسول اور ملائکہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اس شخص سے راضی ہوں جس سے آپ راضی ہیں اور ہر اس شخص سے ناراض ہوں جس سے آپ ناراض ہیں ہر اس شخص سے بیزار ہوں جس سے آپ بیزار ہیں آپ کے چاہنے والوں کا چاہنے والا آپ کے دشمنوںکا دشمن، آپ سے بغض رکھنے والوں کا دشمن اور آپ سے محبت کرنے والوںکا دوست ہوں"

اور زیارت کے دوسرے فقرے میں آیا ہے:

اشهد انی ولی لمن والاک وعدولمن عاداک وحرب لمن حاربک "میں آپ کے دوستوں کا دوست ہوں اور آپ کے دشمنوں کا دشمن ہوں جو آپ سے جنگ کرنے والے ہیں اس سے ہماری جنگ ہے"

سلم اور تسلیم

موقف کی خصوصیات میں سے سلم اور تسلیم ہے تسلیم کا سلم و صلح سے بلند مرتبہ ہے لہٰذا موقف میں سب سے پہلے مسالحت صلح ہونی چاہئے اور سلم میں اللہ، رسول اور اولیاء اللہ اور اس کے صالحین بندوں کی اتباع کی جائے:

﴿یَاأَیُّهَاالَّذِینَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَافَّةً﴾ (۱)

---

۱) سورۂ بقرۃ آیت / ۲۰۸۔

"ایمان والو تم سب مکمل طریقہ سے اسلام میں داخل ہو جاؤ " اس سے چیلنج کو شامل نہ کیا گیا ہو:

﴿اَلَم یَعلَمُوااَنَّہُ مَن یُحَادِدِاللہ وَرَسُولَہُ فَاَنَّ لَہُ نَارَجَھَنَّمَ خَالِدًافِیہٖا ﴾ (۱)"کیا یہ نہیں جانتے ہیں کہ جو خدا و رسول سے مخالفت کرے گا اس کیلئے آتش جہنم ہے اور اسی میں ہمیشہ رہنا ہے "

نہ اللہ کے سامنے سرکشی اور استکبار کیا جائے :﴿وَلَاتَطغَوافِیہِ فَیَحِلّ عَلَیکُم غَضَبِی ﴾ (۲)

"اور اس میں سرکشی اور زیادتی نہ کرو کہ تم پر میرا غضب نازل ہو جائے " مخالفت نہ ہو :

﴿وَاِنَّ الظَّالِمِینَ لَفِی شِقَاقٍ بَعِیدٍ ﴾ (۳)

"اور ظالمین یقیناًبہت دور رس نا فرمانی میں پڑے ہوئے ہیں " دوسرے مرحلہ میں اس موقف کو رسول اور مسلمین کے امور کے سرپرستوں سے تسلیم کی اطاعت پر قائم ہونا چاہیئے صلح اور تسلیم میں سے ہر ایک کو انسان کی نیت ،قلب ، عمل اور رفتار میں ایک ہی وقت میں رچ بس جانا چاہیئے صلح ، تسلیم اور پیروی دل سے ہونی چاہیئے اور جب ایسی صورت حال ہو اور سیاسی موقف ،نیت ، عمل اور باطن و ظاہر میں صلح و تسلیم سے متصف ہو تو لوگ اکٹھا ہو کر اس موقف کو اختیار کریں اور اس موقف کے لوگ اس کے خلاف موقف والوں کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتے ۔ایسی صورت میں مومن انسان اکیلا ہی ایک امت شمار ہوگا جو امت کا پیغام لیکر قیام کرتا ہے اور وہ امت کی

---

۱)سورئہ توبہ آیت / ۶۳ ۔)

۲)سورئہ طٰہٰ آیت / ۸۱ ۔)

۳)سورئہ حج آیت ۵۳ ۔)

طرح پائیدار اور مضبوط ہوگا جیسا کہ ہمارے باپ ابوالانبیاء جناب ابراہیم علیہ السلام اکیلے ہی قرآن کی نص کے مطابق ایک امت تھے :

﴿اِنَّ اِبرٰہِیمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتاً لِلّٰہِ حَنِیفاًوَلَم یَکُ مِنَ المُشرِکِینَ ﴾ [1] ''بیشک ابراہیم ایک مستقل امت اور اللہ کے اطاعت گذار اور باطل سے کترا کر چلنے والے تھے اور مشرکین میں سے نہیں تھے ''

اور صلح و سلامتی کے بغیر تاریخ میں کوئی موقف رونما نہیں ہوتا اور اگر ہم موقف کو صلح و سلامتی سے خالی کردیں تو موقف کالعدم ہو جائیگا صلح تسلیم خدا و رسول اور مسلمانوں کے پیشواؤں کی ہر بیعت کی جان ہے کیونکہ بیعت کا مطلب یہ ہے کہ انسان خداوند عالم کی عطا کردہ ہر چیز منجملہ محبت، نفرت ، جان ،مال اور اولاد کو یکبارگی خداوند عالم کے ہاتھوں فروخت کردے اوروہ دل خداوند عالم کیلئے ہر چیز سے خالی ہو جائے ،پھر اس کے بعد اپنے معاملہ پر نہ حسرت کرے اور نہ ہی اپنے کام میں شک کرے کیونکہ وہ اب ہر چیز خداوند عالم کے ہاتھوں بیچ چکا ہے اور اس کی قیمت لے چکا ہے لہٰذا نہ معاملہ فسخ کرسکتا ہے اور نہ فسخ کرنے کا مطالبہ کرسکتاہے اوریہ سودمند معاملہ ہے یہ امور مسلمین کے سرپرستوں اور مومنین کے پیشواؤں کے موقف کی جان ہے جنھوں نے اس سلسلہ میں اہل بیت علیہم السلام ج(و مسلمانوں کے امام ہیں) کی زیارت میں انے والی عبارتوں پر غور کریں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں آیا ہے :

فَقَلبِی لَکُم مُسَلِّمٌ ونصرتي لکم معدةحتّیٰ یحکم اللہ بدینه فمعکم معکم لامع عدوکم

''میرا دل آپ کے سامنے سراپا تسلیم ہے اور میری نصرت آپ کے لئے حاضر ہےیہاں تک

---

[1] سورۂ نحل آیت / ۱۲۰ ۔)

کہ پروردگار اپنے دین کا فیصلہ کردے تو میں اپ کے ساتھ ہوں آپ کے دشمنوں کے ساتھ نہیں "

حضرت امام حسن علیہ السلام کی زیارت میں واردہوا ہے : لبيك داعي اللهان كان لم يجبك بدني عنداستغاثتك ولساني عند استنصارك قد اجابك قلبي وسمعي وبصري

"میں نے خداوند عالم کی دعوت پر لبیک کہی اے اللہ کی طرف بلانے والے اگرچہ میرے جسم نے آپ کے استغاثہ کے وقت لبیک نہیں کہی اور میری زبان نے آپ کے طلب نصرت کے وقت جواب نہیں دیا لیکن میرے دل ،کان اور آنکھ نے لبیک کہی "

زیارت حضرت ابو الفضل العباس:

وقلبي لكم مسلّم وانالكم تابع ونصرتي لكم معدةحتى يحكم الله وهو خيرالحاكمين

"میرا دل آپ کے سامنے جھکا ہے اورتابع فرمان ہے اور میں آپ کا تابع ہوں اور میری مدد آپ کے لئے تیار ہےیہاں تک کہ خدا فیصلہ کردے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے "

زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام روز اربعین : وقلبي لقلبكم سلم،وامريلامركم متبع،ونصرتي لكم معدة،حتىٰ ياذن الله لكم،فمعكم معكم لامع عدوكم

"اور میرا دل آپ کے سامنے سراپا تسلیم ہے اور میرا امر آپ کے امر کے تابع ہے اور میری مدد آپ کے لئے تیار ہےیہاں تک کہ اللہ آپ کو اجازت دے تو ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے دشمنوں کے ساتھ نہیں ہیں "

یہ معیت جس کو زائر اپنے موقف اور ائمہ مسلمین سے دوستی کے ذریعہ آمادہ وتیار کرتا ہے یہ موقف اور دوستی کی روح ہے ۔ان کی خوشی وغم، صلح وجنگ آسانی عافیت اور سختی ومشکل میں ساتھ رہنا دنیا میں ان کے ساتھ رہنا انشاء اللہ آخرت میں ان کے ساتھ رہنا ہے ۔

انتقام کے لئے مدد کی دعا

موقف کے مطالبوں میں سے ایک مطالبہ مدد کے لئے دعا مانگنا ہے ۔جب موقف کا سرچشمہ سچا دل ہوگا تو انسان اللہ سے مسلمانوں کے امام اور مسلمانوں کی مدد کے لئے ہر وسیلہ سے دعا مانگے گا دعا کے ان وسائل میں سے ایک وسیلہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعا مانگنا ہے اور دعا ان وسائل میں سے سب سے افضل اور بہترین وسیلہ ہے مگر دعا عمل، عطا اور قربانی دینے سے مستغنی نہیں ہے ۔

سیاسی موقف کے ستون کے لئے اس مضمون کی دعا اہلبیت علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعاؤں میں ہے اور ہم ذیل میں اس دعا کے چند نمونے پیش کرتے ہیں :

ہم آل محمد علیہم السلام سے مہدی منتظر عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت میں پڑھتے ہیں :

اللهم انصره وانتصربه لدينك،وانصربه اوليائک،اللهم واظهربه العدل،وايّده بالنصر،وانصرناصريه واخذل خاذليه،واقصم به جبابرةالكفرواقتل الكفاروالمنافقين واملابه الارض عدلاًواظهربه دين نبيک

"خدایا! اپنے ولی کی نصرت فرما اور ان کے ذریعہ دین کی مدد فرما اپنے اولیاء اور ان کے اولیاء کی مدد فرما ۔۔۔اور ان کے ذریعہ عدل کو ظاہر فرمانا اور اپنی نصرت سے ان کی تائید فرمانا ان کے ناصروں کی مدد کرنا اور ان کو رسوا کرنے والوں کو ذلیل کر اور دشمنوں کی کمر توڑ دے تمام جابر کافروں کی کمر توڑ دے تمام کفار و منافقین اور تمام ملحدین کو فنا کر دے ۔۔۔اور ان کے ذریعہ زمین کو عدل سے بھر دے اور ان کے ذریعہ اپنے نبی کے دین کو غالب فرما"

حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لئے دعاؤں کے چند نمونے :

اللھم انّک ایدت دینک في کل اوان بامام اقمته لعبادک ومنارافي بلادک،بعدان اوصلت حبله بحبلک،وجعلته الذریعةالی رضوانک اللھم فاوزع لولیک شکرماانعمت به علیه،واوزعنامثله فیه،وآته مِن لدنک سلطانا نصیرا،وافتح له فتحایسیراًواعنه برکنک الاعز،واشددازره،وقوّعضده وراعه بعینک،واحمه بحفظک،وانصره بملائکتک وامدد،بجندک الاغلب،واقم به کتابک وحدودک وشرائعک وسنن رسولک واحیی به ماااماته الظّالمون من معالم دینک،واجل به صداالجورعن طریقک،وابن به الضراء من سبیلک،وازل به الناکبین عن صراطک وامحق به بغاةقصدک عوجاً،والن جانبه لاولیائک،وابسط یده علی اعدائک،وهبّ لنارافته ورحمته وتعطفه وتحنّنه،واجعلناله سامعین مطیعین،وفی رضاه ساعین والی نصرته والمدافعةعنه مکنفین

"بار الٰہا! تو نے اپنے دین کی، ہر زمانہ میں ایسے امام کے ذریعہ نصرت کی ہے جس کو تو نے اپنے بندوں کے لئے منصوب فرمایا اپنی مملکت میں منارۂ ہدایت قرار دیا اس کے بعد جبکہ تو نے اس کو اپنی رضا تک پہنچنے کا ذریعہ قرار دیا بار الٰہا لہٰذا اپنے ولی کو اپنے اوپر نازل ہونے والی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما اور اس سلسلہ میں ہم کو بھی شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما اپنی جانب سے اس امام کو کامیاب حکومت عطا فرما آسانی کے ساتھ فتح و نصرت عطا فرما اپنے مضبوط ارکان کے ذریعہ اس کی مدد فرما اس کو ہمت دے، اس کو قوی کر، اس کی نگرانی کر، اپنے ملائکہ کے ذریعہ اس کی مدد کر، اپنے فاتح لشکر کے ذریعہ ظفریاب کر، اس کے ذریعہ اپنی کتاب، حدود شریعت اور اپنے رسول کی سنتوں کو قائم کر، اس کے ذریعہ اپنے دین کی ان نشانیوں کو زندہ کر جن کو ظالمین نے مردہ کر دیا ہے، اس کے ذریعہ اپنی راہ سے انحراف کی جِلا بخش، اس کے ذریعہ اپنی تاریک راہ کو روشن کر، اس کے ذریعہ اپنی راہ سے دوری اختیار کرنے والوں کو نابود کر، اس کے ذریعہ تیرا بیجا طور پر قصد کرنے والوں کو فنا کردے، اس کو اپنے دوستداروں کے لئے خوش اخلاق کردے اس کو اپنے دشمنوں پر مسلّط کردے اس کی محبت سے ہم کو بہرہ مند فرما، ہم کو اس کا اطاعت گذار قرار دے اس کی رضا کے سلسلہ میں کوشش کرنے والا قرار دے اس کی مدد اور دفاع کرنے کے سلسلہ میں آمادہ کردے"

نیز زیارت امام صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی زیارت میں پڑھتے ہے :

اللهم انجزلوليک ماوعدته،اللهم اظهرکلمته واعل دعوته وانصره علی عدوہ وعدوک،اللھم انصرہ نصراعزیزاً،وافتح له فتحایسیراً،اللهم واعزّبه الدین بعدالخمول،واطلع به الحق بعدالافول،واجل به الظلمة،واکشف به الغمة، وآمن به البلادواهدبه العباد،اللهم املابه الارض عدلاًوقسطاًکماملئت ظلماًوجوراً

"خدایا!جس کا تونے وعدہ کیا ہے اسے اپنے نبی کیلئے پورا کردے خدایا! اس کے کلمہ کو ظاہر کردے اور اس کی دعوت کی آواز کو بلند کر اور اس کے اور اپنے دشمن کے مقابلہ میں اس کی مدد فرما۔۔۔خدایا !اس کی غلبہ عطا کرنے والی مدد سے مدد کر اور اس کو آسانی سے مکمل فتح عطا کر خدایا! اس کے ذریعہ سے گمنامی کے بعد دین کو غلبہ عطا کر اور اس کے ذریعہ حق کو ڈوبنے کے بعد طالع کر اور اس کے ذریعہ سے ظلمت کو نورانیت عطا کر اور اس کے ذریعہ مشکلات کو دور فرما اور خدایا اس کے ذریعہ شہروں کوامن عطا کر اور بندوں کی ہدایت کر خدایا اس کے ذریعہ زمین کو عدل و انصاف سے بھردے جبکہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو"

انتقام اور خون خواہی کے لئے دعا

"انتقام "اور انتقام کے لئے دعا مانگنا موقف کا جزء ہے حضرت ابراہیم بلکہ حضرت نوح سے لیکر آج تک خاندان توحید کا ایک ہی موقف ہے۔ان کا راستہ اور ان کی غرض وغایت و مقصد ایک ہے اور یہ موقف حضرت ابراہیم سے لیکر امام مہدی کے ظہور تک اس طرح باقی رہے گا تاکہ خداوندعالم ان کے ذریعہ اس خون واشک کے فتوحات ،اور مشکلات کی راہ میں ان کو فتح ونصرت عطا کرے اور خدا ان لوگوں سے جنھوں نے ان کو شہید کیا ،ان پر ظلم و ستم کیا اس راستہ میں ظلم و ستم کرنے والوں کی قیادت کی ،ان کے رہبر،ان کی نسل اور جنھوں نے اللہ کے دین سے روکا ان سے انتقام لے۔

اس خاندان پر سب سے زیادہ ظلم و ستم ،مصائب ،پیاس قتل وغارت کربلا کے میدان میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہل بیت علیہم السلام اور اصحاب پر ڈھائے گئے۔

ہم خداوند قدوس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم کو ان لوگوں سے انتقام لینے والوں میں سے قرار دے جنہوں نے ظلم و ستم ڈھائے ،اس روش پر برقرار رہے ،ان کی اتباع کی اور جو ان کے اس فعل پر راضی رہے ۔

اللهم واجعلنامن الطالبين بثاره مع امام عدل تعزّبه الاسلام واهله يا ربّ العالمين

"خدایا !ہم کو امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے والوں میں امام عادل (امام زمانہ) کے ساتہ قرار دے جس کے ذریعہ تو اسلام اور اہل اسلام کو عزت دے گا اے عالمین کے پروردگار " ۱۔رسول اسلام (ص)او ران کے اہل بیت علیہم السلام کیلئے دعا ان پر درود اور خداوند عالم کی جانب سے ان کیلئے طلب رحمت : اللهم صلّ على محمّدوآله صلوات تجزل لهم بهامن نحلك و كرامتك،وتكمل لهم الاشياء من عطاياك ونوافلك،وتوفّرعليهم الحظ من عوائدك وفواضلك

"خدایا !محمد وآل محمد پر ایسے درود بھیج جس کے ذریعہ تو ان کیلئے اپنی بزرگواری اور کرم کو وافر مقدار میں ان کو عطا کر اور ان کیلئے اپنی بخششیں کامل کر اور ان پر بکثرت اپنی نعمتیں نازل فرما "

اللهم صلّ على محمّدوبارك على محمّد وآل محمّد،كافضل ماصلّيت وباركت وترحمت وتحنّنت وسلّمت على ابراهيم وآل ابراهيم

"خدایا محمد اور آل محمد پر درود بھیج اور محمد وآل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح کہ تو نے صلوات و برکت ورحمت ،مہربانی اور سلام ابراہیم اور آل ابراہیم پر قرار دیا ہے ،

۲۔رسول کیلئے دعا :رسول اور اہل بیت علیہم السلام کے سلسلہ میں یہ دعا خدا ان کو اپنے بندوں کیلئے اپنی رحمت تک پہنچنے کا ذریعہ اور شفیع قرار دے اور رسول خدا (ص) کی زیارت میں آیا ہے :

اللهم اعط محمداً الوسيلةوالشرف والفضيلةوالمنزلةالكريمةاللهم اعط محمّداًاشرف المقام وحباء السلام وشفاعةالاسلام،اللهم الحقنابه غير خزاياولاناكثين ولانادمين

"خدایا !محمد کو وسیلہ ،شرف اور فضیلت اور کریم منزلت عطا فرما خدایا تو محمد کو بہترین مقام اور سلام کا تحفہ اور شفاعت اسلام عطا کر خدایا ہم کو ان سے اس طرح ملا کہ نہ رسوا وذلیل ہوں نہ عہد کے توڑنے والے اور نہ شرمندہ ہوں " اور رسول خدا (ص) کی زیارت میں آیا ہے : اللهم واعطه الدرجةوالوسيلةمن الجنةوابعثه المقام المحمود،يغبطه به الاوّلون والآخرون

"خدایا !ان کو بلند درجہ عطا کر اور وسیلہ جنت عطا کر اور ان کو مقام محمود پر مبعوث کر کہ ان پر اولین وآخرین غبطہ کریں "

۳۔رسول خدا (ص)اور ان کے اہل بیت علیہم السلام سے اللہ کے اذن سے توسل کرنا :

فاجعلني اللهم بمحمّدواهل بيته عندک وجيهاًفی الدنياوالآخرة،يا رسول الله اني اتوجه بک الی الله ربّک وربي ليغفرلي ذنوبي ويتقبل مني عملي ويقضي لي حوائجي فكن لي شفيعاًعندربّک وربي فنعم المسوول المولیٰ ربي و نعم الشفيع انت يامحمّدعليک وعلی اهل بيتک السلام

"بار الہا !پس مجھ کو محمد اور ان کے اہل بیت کے نزدیک دنیا اور آخرت میں سرخرو قرار دے یا رسول اللہ بیشک میں آپ کے اور اپنے پروردگار کی طرف آپ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں تا کہ وہ میرے گناہ بخش دے اور مجھ سے میرا عمل قبول کرے اور میری حاجتیں پوری کرے ، لہٰذا آپ اپنے اور میرے پروردگار کے نزدیک میرے شفیع ہو جائیے کیونکہ پروردگار بہت اچھا آقا اور سوال کرنے کے لائق ہے اور اے محمد! آپ بہترین شفیع ہیں آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر درود وسلام ہو " زیارت ائمہ اہل بقیع علیہم السلام میں آیا ہے :

وهذامقام مَن اسرف واخطاواستكان،واقرّبماجنیٰ،ورجیٰ بمقامه الخلاص فكونوالی شفعاء فقد وفدت اليكم اذ رغب عنكم اهل الدنياواتخدوا آيات الله هزواًواستكبرواعنها

"آپ کے سامنے وہ شخص کھڑا ہے جس نے زیادتی کی ہے غلطی کی ہے مسکین ہے، اپنے گناہوں کا معترف ہے اور اب نجات کا امیدوار ہے ۔۔۔آپ اہل بیت اس کی بارگاہ میں میرے شفیع بن جائیں کہ میں آپ کی بارگاہ میں اس وقت آیا ہوں جب اہل دنیا آپ سے کنارہ کش ہوگئے اور انہوں نے آیات خدا کا مذاق اڑایا ہے " رسول خدا (ص) کے چچا حضرت حمزہ علیہ السلام کی زیارت میں آیا ہے:

اتیتک من شقةطالب فکاک رقبتي من الناروقداوقرت ظهري ذنوبي وآتیت مااسخط ربي ولم اجداحداًافزع الیه خیراًلي منکم اهل بیت الرحمه فکن لي شفیعاً

"میںبہت دور سے آیا ہوں میرا مقصد یہ ہے کہ اللہ میری گردن کو جہنم سے آزاد کردے کہ گنا ہوں نے میری کمرتوڑدی ہے اور میں نے وہ کام کئے ہیں جنھوں نے میرے خدا کوناراض کردیاہے اوراب کوئی نہیں ہے جس کے سامنے فریاد کروں یاآپ سے بہتر ہوآپ اہل بیت رحمت ہیںلہٰذا روز فقر و فاقہ میری شفاعت فرمائیں" ۴۔اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب اہل بیت علیہم السلام کی ہمنشینی قیامت میں ان کی ہمسائیگی اوردنیا میں ان کی ہدایت اور ان کے راستہ پرثابت قدمی کا سوال کرکے متوجہ ہونااور یہ کہ ہم دنیا میں انہیں کی طرح زندہ رہیں او رہم کو انہیں کی طرح موت آئے اورہم آخرت میں اُن ہی کے گروہ بلکہ ان ہی کے ساتھ محشور کئے جائیں جیسے اللہ نےمجھے دنیامیں ان کی ہدایت اور ان سے محبت کرنے کی توفیق عطا کی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں وارد ہوا ہے:اللهم واعوذبکرم وجهک ان تقیمني مقام الخزي والذّل یوم تهتک فیه الاستاروتبدوفیه الاسرار،وترعدفیه الفرائص ویوم الحسرةوالندامة،یوم الآفکة،یوم الآزفة،یوم التغابن،یوم الفصل،یوم الجزاء،یوماًکان مقداره خمسین الف سنة،یوم النفخة،یوم ترجف الراجفة،تتبعهاالرادفة،یوم النشر،یوم العرض، یوم یقوم الناس لربّ العالمین،یوم یفرّالمرء من اخیه وامّه وابیه وصاحبته وبنیه، یوم تشقق الارض واکناف السماء،یوم تاتی کلّ نفس تجادل عن نفسها،یوم یُردون الی الله فیُنبوهم بماعملوا،یوم لایغني مولیٰ عن مولیٰ

"اور میں تیری کریم ذات کی پناہ میں آیا ہوں کہ تو مجہ کو ذلت و رسوائی کی منزل میں کہڑا نہ کرنا اس دن جس دن تمام پردے چاک ہو جائیں گے اور تمام راز ظاہر ہو جائیں گے اور بند بند کانپیں گے اور وہ دن حسرت و ندامت کا دن ہوگا وہ دن برائیوں کے کہل جا نے کا اور انسان کے خسارہ کا دن ہوگا ،جس دن فیصلہ بہی ہوگا اور جزاء بہی دی جائیگی جو دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، جب صور پہونکا جائیگا جب زمین لرزجائے گی اور اسے مسلسل جہٹکے لگیں،نا مہ اعمال نشر ہوگا ، معاملات پیش ہوں گے اور بندے رب العالمین کے سامنے کہڑے ہوں گے ،جب ہر شخص اپنے بہائی ،ماں ،باپ، بیوی اور بچوں سے بہاگ رہا ہوگا زمین شق ہو جا ئے گی آسمان پہٹ جائیگا اور ہر شخص اپنے سے دفاع کرنے کی کوشش کرے گا ،تمام لوگ اللہ کی بارگاہ میں پلٹادئے جائیں گے تو اور وہ لوگونکوان کے اعمال سے باخبر کریگا جب کوئی دوست کسی کے کام نہ آئے گا " اور اس کے بعد قیامت کے خوفناک دن میں رسول خدا (ص) اور اللہ کے اولیاء کی مصاحبت طلب کرنا:

اللهم ارحم موقفي في ذلک اليوم ولاتخزني في ذلک الموقف بما جنيت على نفسي،واجعل ياربّ في ذلک اليوم مع اولئک منطلقي وفي زمرة محمّداهل بيته محشري واجعل حوضه موردي واعطني كتابي بيميني

"خدایا!اس دن کے موقف میں مجہ پر رحم کرنا آج کے اس موقف کے طفیل میںتومجھے اس موقف میں رسوا نہ کرنا ان زیادتیوںکی بنا پر جو میں نے اپنے اوپر کی ہیں اور اے خدا اس دن مجھے اور میری منزل کو اپنے اولیاء کے ساتہ قرار دےنا اور مجھے اپنے پیغمبر اور اہل بیت کے زمرہ میں محشور کرنا ان کے حوض کوثر پر وارد کرنا ۔۔۔اور نامہ اعمال داہنے ہاتہ میں دینا " زیارت حضرت ابو الفضل العباس میں آیا ہے :

فجمع الله بيننا وبينک وبين رسوله واوليائه "اللہ ہمیں اور آپ کو اپنے رسول اور اولیاء کے ساتہ بلند ترین منزل میں قرار دے'

بعض زیارات کی نصوص میں وارد ہوا ہے : وثبّت لي قدم صدق مع الحسين واصحاب الحسين الذين بذلوا مهجهم دون الحسين

"خدایا !مجھے روز قیامت ثبات قدم دینا حسین اور اصحاب حسین کے ساتہ جنہوں نے تیرے حسین کے سامنے اپنی جانیں قربان کر دی ہیں " زیارت عاشوراء کے بعد دعاء علقمہ میں آیا ہے :

اللهم احيني حياة محمّد وذرية محمّدوامتني مماتهم وتوفني على ملّتهم واحشرني في زمرتهم ولاتفرّق بيني وبينهم طرفةعين ابداًفي الدنيا والآخره

"خدایا! مجھ کو محمد اور ان کی ذریت کی حیات اور انہیں کی موت عطا فرما انہیں کی ملت پراٹھانا اور انہیں کے زمرہ میں محشور کرنا اور میرے اور ان کے درمیان دنیا اور آخرت میں ایک لحظہ کی جدائی نہ ہونے دینا" زیارت عاشوراغیر معروفہ میں آیا ہے:

اللهم فصلِّ علىٰ محمّدوآل محمّد واجعل محياي محياهم ومماتي مماتهم،ولاتفرّق بيني وبينهم في الدنياوالآخرةانّک سميع الدعاء

"خدایا! محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرمااور میری زندگی کو ان کی جیسی زندگی اور میری موت کو ان کی جیسی موت بنا دے اور میرے اور ان کے درمیان دنیا اور آخرت میں جدائی نہ ہونے دینا تو دعاؤں کا سننے والا ہے" زیارت جامعہ میں آیا ہے:

فثبتني الله ابداًماحييت على موالاتكم ومحبتكم و،وفقني لطاعتكم،و رزقني شفاعتكم وجعلني من خيارمواليكم التابعين لمادعوتم اليه وجعلني ممن يقتص آثاركم ويسلک ويهتدي بهداكم ويحشرفي زمرتكم،ويكرّفيرجعتكم ويملک في دولتكم،ويشرف في عافيتكم ويمكن في ايامكم وتقرّعينه غدا برويتكم ۔

"اللہ مجھے تا حیات آپ کی محبت آپ کی موالات اور آپ کے دین پرثابت رکھے آپ کی اطاعت کی توفیق دے آپ کی شفاعت نصیب کرے اور آپ کے بہترین غلاموں میں، آپ کی دعوت کا اتباع کرنے والوں میں قرار دے اور ان میں قرار دے جو آپ کے آثارکا اتباع کریں اور آپ کے راستہ پر چلیں، آپ سے ہدایت حاصل کریں اور قیامت میں آپ کے ساتھ محشور ہوں، آپ کی رجعت میں واپس ہوں، آپ کی حکومت میں حاکم بنیں اور آپ کی عافیت کا شرف حاصل کریں اور آپ کے زمانہ میں اختیار حاصل کریں"

زیارت حضرت ابوالفضل العباس میں آیا ہے: فجمع الله بينناوبينک وبين رسوله واوليائه فی منازل المخبتين

"اللہ ہمیں اور آپ کو درمیان اپنے رسول اور اولیاء کے ساتھ بلند ترین منزل میں قرار دے'

اس طرح زیارت کرنے والے اور زیارت کئے جانے والے شخص کے درمیان رابطہ کامل ہو جاتا ہے یہ دو طرفہ رابطہ ہے جس میں دعا اور زائر کی جانب سے زیارت کی جانے والی ہستی پر درودوسلام، اس میں خداوند عالم سے دعا ہے کہ زیارت کئے جانے والی ہستی کی شفاعت اور قیامت میں اس کی ہمنشینی حاصل ہو یہاں زائر اور جس کی زیارت کی جائے دونوں کے مابین رابط خدا ہے اسی لئے وہ ابتداء اور انتہاء دونوں ہی میں توجہ کا مرکز ہے۔

فہرست

دعا میں خدا سے کیا مانگنا چاہئے اور کیا نہیں مانگنا چاہئے ٤
١۔دعا میں خدا سے کیا مانگنا چاہئے ؟ ٤
١۔دعا میں محمد وآل محمد (ص) پر صلوات ٥
٢۔ مومنین کے لئے دعا ٨
١۔عام مومنین کے لئے دعا ٨
عمومی دعا کے کچھ نمونے ١٣
سرحدوں کے محافظوں کے حق میں دعا ١٤
قرآن کریم میں دعا کے تین صیغے ١٥
١۔ اپنے لئے دعا ١٦
٢۔ دوسروں کے لئے دعا ! ١٧
٣۔اجتماعی دعا ١٨
دعا کے تیسرے طریقہ کی تشریح وتفسیر ٢١
ب۔صرف مومنین کیلئے دعا ٢٦
ا۔غائب مومنین کیلئے دعا ٢٧
ب:چالیس مومنوں کیلئے دعا ٣٠
ج:دعامیں دوسروں کوترجیح دینا ٣٠
٣۔والدین کے لئے دعا ! ٣٧
۴۔اپنی ذات کیلئے دعا ! ٣٩
الف۔ ہرلازم چیز کے لئے دعا ! ٤٠

ب۔بڑی حاجتیں چھوٹی حاجتوں پر پردہ نہ ڈال دیں ٤٤
ج: خدا وندعالم کی بارگاہ میں بڑی نعمتوں کا سوال کرنا چاہئے........................ ٤٦
د۔دعا کرکے سب کچہ تدبیر الٰہی کے حوالہ کردینا........................ ٥٠
ہ۔خداوند عالم سے ذات خدا کو طلب کرنا........................ ٥٤
ب۔جوچیزیں دعا میں سزاوار نہیں ہیں........................ ٥٦
١۔کائنات اور حیات بشری میں اللہ کی عام سنتوں کے خلاف دعا کرنا........................ ٥٦
٢۔حل نہ ہونے والی چیزوں کیلئے دعا کرنا........................ ٥٩
٣۔دوسروں کی نعمتوں کے زوال کی تمنا کرنا........................ ٦٠
۴۔ مصلحت کے خلاف دعا کرنا........................ ٦٢
۵۔فتنہ سے پناہ مانگنا........................ ٦٣
۶۔مومنین کے لئے بد دعا کرنا........................ ٦٥
محبت بھرے دلوں سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے........................ ٦٩
مومنین کے ساتہ ملاوٹ کرنے سے اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے........................ ٧٢
مومنین سے سوء ظن قبولیت عمل کی راہ میں رکاوٹ........................ ٧٣
اہل بیت علیہم السلام کی دعاؤں میں حبّ خدا اللہ سے لو لگانا........................ ٧٤
استرحام اللہ کی رحمت کی کنجی ہے اور استغفار مغفرت کی کنجی ہے ۔........................ ٧٥
اللہ کی محبت........................ ٧٦
ایمان اور محبت........................ ٨٠
محبت کی لذت........................ ٨٢
محبت کے ذریعہ عمل کی تلافی........................ ٨٥

محبت انسان کو عذاب سے بچاتی ہے.. ۸۷
محبت کے درجات اور اس کے طریقے.. ۸۸
محبت میں انسیت اور شوق کی حالت.. ۱۰۰
دوسری صورت.. ۱۱۸
دلوں میں پیدا ہونے والے شکوک.. ۱۲۵
اصل اختیار.. ۱۲۷
دعائے قاع اور قمہ.. ۱۳۲
تین وسیلے.. ۱۳۸
پہلا وسیلہ :حاجت ۱۳۸
دوسرا وسیلہ :دعا.. ۱۴۶
تیسرا وسیلہ : محبت ۱۴۷
اللہ سے ملاقات کے شوق کی ایک اور حالت.. ۱۵۵
اللہ کے لئے خالص محبت ۱۵۸
بندہ سے متعلق خداوند عالم کی حمیت.. ۱۶۲
اللہ کے لئے اور اللہ کے بارے میں محبت.. ۱۶۵
محبت کا پہلا سرچشمہ.. ۱۶۸
۱۔اللہ اپنے بندوں کو دوست رکھتا ہے.. ۱۶۹
۲۔ان کو اپنی محبت والفت عطا کرتا ہے.. ۱۶۹
۳۔بندوں سے خداوندعالم کا اظہاردوستی.. ۱۷۳
اہل بیت علیہم السلام کی میراث میں دعاؤں کے مصادر.. ۱۷۵

اصحاب ائمہ علیہم السلام اورتدوین حدیث کا اہتمام ۱۷۵
حدیث کے سلسلہ میں(اصول اربعماۃ) چا رسو اصول ۱۷۶
میراث اہل بیت علیہم السلام اور طغرل بیگ کی آتش زنی ۱۷۷
اہل بیت علیہم السلام کی محفوظ رہ جانے والی میراث ۱۷۸
دعاؤںکے کچہ مصادر کا تلف ہونے سے محفوظ رہنا ۱۷۸
کتاب مصباح المتہجد کے ذریعہ محفوظ رہنے والی دعائےں ۱۷۹
سید ابن طاؤوس تک پہنچنے والے دعاؤں کے کچہ مصادر ۱۷۹
سید ابن طاؤوس کے پاس حدیث اور دعا کے پندرہ سو مصادر ۱۸۰
سید ابن طاووس سے متاخر دعاؤں کے مصادر ۱۸۲
دعا اور قضا و قدر ۱۸٤
تاریخ اور کائنات میں قانون علیت ۱۸٤
خدا وند عالم کے ارادہ کا قانون علیت سے رابطہ ۱۸۸
قانون تسبیب ۱۹۰
قانون توفیق ۱۹۳
کائنات میں سلطان مطلق اللہ کا ارادہ ۱۹۳
خداوند عالم کے ارادہ اور قانون علیت کے مابین رابطہ ۱۹٤
تکوین (موجودات)میں بداء ۱۹۶
محو اور اثبات ۱۹۸
"بداء "پر ایمان کی تردید ۲۰۱
دعا اور بداء ۲۰۲

شکر : ۲۰۲
زیارت کے توحیدی اور سیاسی پہلو ۲۰۵
تاریخ میں خاندان توحید.. ۲۰۵
اس خاندان کی نسلوں کے درمیان رابطہ اور تسلسل.. ۲۰۶
معلوم ہوا سلف صالح سے رابطہ برقرار ر.. ۲۱۳
زیارت ۲۱٤
زیارتوں کی عبارات میں آنے والے معانی و مفاہیم کا جائزہ.. ۲۱۶
زیارتوں میں سیاسی اور انقلابی پہلو.. ۲۱۶
۱۔زیارت کا عام سیاسی دائرہ سے رابطہ.. ۲۱۶
الف:شہادت.. ۲۱۸
مقابلہ کے پہلے مرحلہ میں رسالت کی گواہی.. ۲۱۸
مقابلہ کے دوسرے مرحلہ میں امام علیہ السلام کی گواہی.. ۲۱۹
دوسرے مرحلہ میں تاویل قرآن پر جنگ کرنے کی گواہی.. ۲۲۰
شاہد و مشہود.. ۲۲٤
ب:الموقف.. ۲۲۷
شہادت کے فیصلہ میں حکم کا تابع ہے۔ ۲۲۷
اور حکم سیاست میں موقف کا تابع ہوتا ہے۔.. ۲۲۷
زیارت عاشوراء غیر معروفہ میں آیا ہے:.. ۲۳۰
رضا اور غضب ۲۳۱
سلم اور تسلیم ۲۳۱

زیارت حضرت ابو الفضل العباس :... ۲۳۴
انتقام کے لئے مدد کی دعا.. ۲۳۵
حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لئے دعاؤں کے چند نمونے :......................... ۲۳۶
انتقام اور خون خواہی کے لئے دعا... ۲۳۷